لا الٰہ الا اللہ

سید شاہ علی احسن صاحب مارہروی

الحمد للہ کہ وہ تمام و کمال مجموعہ حمد الٰہی جو کہ ... کی شان میں ... محفلون مین کہا گیا اور پڑھا گیا۔
من تصنیف عالیجناب خان بہادر اعتبار الملک مولوی سید محمد افتخار حسین صاحب مضطر
خیرآبادی افتخار جنگ استاد خاص ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ٹونک جج و مجسٹریٹ درجۂ اول ضلع
نرور علاقہ گوالیار گورنمنٹ بکوشش ترتیب منشی سید محمد اعتبار حسین صاحب مضطر خلف الصدق
حضرت مضطر یکجا و فراہم ہو کر نام اس مجموعہ کا

مبارک اے زبان دنیا مین جو کچھ بھی کہا تو نے

نذر خدا

وہ مین نے لکھ لیا۔ اور کر دیا نذر خدا تو نے

رکھا گیا اور یہ مجموعہ تحت نگرانی و اہتمام جناب نواب سید احمد حسین صاحب احقر دہلوی ...
گوالیار گورنمنٹ بحفاظت حق تصنیف انصرام محمد قادر علیخان صوفی میونسپل کمشنر و ممبر لوکل ایجنسی
اہل اسلام فتحپور سیکری آگرہ

مطبع خاص احمد خان صوفی مین طبع ہو کر مطبوع ہوا

الحمد للہ کہ وہ تمام ذخیرہ حمد آلہی جو گذشتہ سات سال کی سالانہ محفلوں میں کہا گیا اور پڑھا گیا۔
من تصنیف عالیجناب خان بہادر اعتبار الملک مولوی سید محمد افتخار حسین صاحب مضطر
خیرآبادی اقتدار جنگ و استاد خاص ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ٹونک جج و مجسٹریٹ درجہ اول ضلع
نرور علاقہ گوالیار گورنمنٹ بکوشش ترتیب منشی سید محمد اعتبار حسین صاحب بسمل خلف الصدق
حضرت مضطر یکجا و فراہم ہو کر نام اس مجموعہ کا

مبارک اے زبان دنیا میں جو کچھ بھی کہا تو نے

وہ میں نے لکھ لیا۔ اور کر دیا نذرِ خدا تو نے

رکھا گیا اور یہ مجموعہ تحتِ نگرانی و اہتمام جناب نواب سید احمد حسین صاحب احقر دہلوی جنرل ٹھیکیدار
گوالیار گورنمنٹ بحفاظت حق تصنیف ناظم محمد قادر علیخان صوفی میونسپل کمشنر و ممبر لوکل ایجنسی
اہل اسلام فتحپور سیکری آگرہ

مطبع خاص احمد خاص صوفی مدن طبع میں مطبوع ہوا

طبع اول ایکہزار جلد (جملہ حقوق بموجب ایکٹ ۲۵ محفوظ ہیں کوئی صاحب قصد طبع نفرمائیں) فیجلد عار بلا محصول ڈاک

ہو المستعان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف (ا)
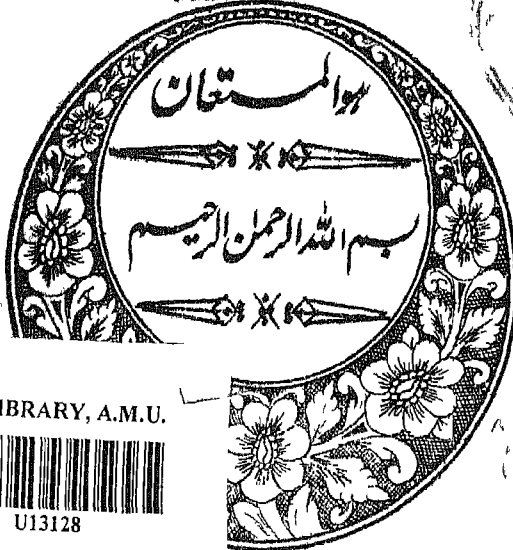
زندگی پاتے ہی اندازِ وفا کو دیکھا
آنکھہ کھلتے ہی خدائی مین خدا کو دیکھا

گلشنِ دہر مین پہولون نے ہوا کو دیکھا
وہ ہمین تھے کہ جو دیکھا تو خدا کو دیکھا

درد پایا تو محبت مین دوا کو دیکھا
زندگی ساتھہ جو لائے تو قضا کو دیکھا

جس نے دنیا مین بتِ ہوشربا کو دیکھا
سچ ہے اوس دیکھنے والے نے خدا کو دیکھا

جسکے دل نے خلشِ تیرِ ادا کو دیکھا
اوس نے دل دیتے ہی دیکھا تو قضا کو دیکھا

بتکدہ مین بہی رہا دہیان اوسی کا ہمکو
بت کو دیکھا تو یہ جانا کہ خدا کو دیکھا

اک مرے دل کو ہوئی ہے خلشِ خار نصیب
ورنہ جو پہول کھلا اوسنے ہوا کو دیکھا

حسن سے جلوۂ وحدت کا پتہ چلتا ہے
ہمنے پردے مین خدائی کے خدا کو دیکھا

بس گئی دل مین محبت تو کھلے رازِ نہان
اوٹھگئے آنکھہ سے پردے تو خدا کو دیکھا

اوس کی حسرت پہ قضا کرتی ہے خود بھی ماتم
جسنے بھرپور جوانی مین قضا کو دیکھا

جب کبھی حشر مین ہو جائیگا دیدار نصیب
تب مین سمجھونگا کہ آنکھونسے خدا کو دیکھا

یاد و اندوہ سے یونہین مرے ارمان اوٹھے
جس طرح باغ کے پھولون نے ہوا کو دیکھا

جب نظر آئیگا مجھکو وہ لب بام کبھی
تب مین جانونگا کہ موسیٰ نے خدا کو دیکھا

ہوش مین آکے لیا لذت دیدار کا لطف
بیخودی میٹ کے مضطر نے خدا کو دیکھا

رات دن لیتی ہے ہر ایک زبان نام ترا
کلمہ پڑھتی ہے دنیا سحر و شام ترا

مین نکیرین سے باتین نکرونگا لیکن
نام لے دونگا۔ اگر یاد رہا نام ترا

شام نے یاد کیا آکے دم صبح تجھے
صبح نے نام لیا جاکے سر شام ترا

ایدل زار سنبھل موت قریب آپہونچی
شام ہونیکو ہے سورج ہے لب بام ترا

ایک ہونیمین ہوئی بہی تو فقط یاد تری
ایک رہنے مین رہا بہی تو فقط نام ترا

سب کی آنکھونمین ہے لمعانئ انوار تری
سب کے کانونمین ہے آوازۂ پیغام ترا

چشم مقصود ہے اور جلوۂ رحمت کی ردا
دست امید ہے اور دامن اکرام ترا

رحم ہر حال مین کرنا یہی عادت ہے تری
کام ہر حال مین آنا ہے یہی کام ترا

مضطر اللہ نے پھر بخش دیا ہے تجھکو
لے لیا تھا تری قسمت نے جو آرام ترا

قافلہ عمر کا ہے قافلہ سالار رہا
صرف اک تو ہے جو غربت مین طرفدار رہا

کفر سے بھی ترے رشتے نہین توڑے یار
برہمن دیر مین وابستۂ زنار رہا

مرغ جان نے تری حسرت مین گذاری ہی
طائر دل ترے سینہ مین گرفتار رہا

شمع محفل مین ترا نور چمکتے دیکھا
گل گلشن سے ترا رنگ نمودار رہا

بحر غم ہی مین رہی کشتیِ امید مری
کبھی اس پار رہا مین کبھی اُس پار رہا

مصر و کنعان مین ترا نام ہی باقی یارو
نہ تو یوسفؑ ہی رہے اور نہ خریدار رہا

اب کہان عیش جوانی کے مزے پیری مین
دن کا کب رات کو ہیچ سر بازار رہا

چین سے سو گئے سنسار کے سونیوالے
تو حفاظت کیلئے رات کو بیدار رہا

باغ دنیا مین کسے چین ہوا ہے حاصل
پھول ہی باغ مین وقفِ خلشِ خار رہا

تیری امید پہ جیتے ہین مصیبت والے
تو خدا بن کے خدائی کا مددگار رہا

زندگی پر تمہین کیون تار ہے اتنا مضطر
زندگی اوسکی ہے مرنے پہ جو تیار رہا

تو ہے تو ہی زندگی دینے والا
تو ہی لینے والا تو ہی دینے والا

تو ہی ہر مصیبت مین راحت رسان ہے
تو ہی سب غمون مین خوشی دینے والا

سوا تیرے یا رب امیدون کو کسکے
کسی کو نہین ہے کوئی دینے والا

حقیقت مین یا رب دلاتا ہے تو ہی
بھلا دیگا کیا - آدمی دینے والا

تری مہر سے جینے والا جیا ہے
تجھی پر مٹا اپنا جی دینے والا

درختون [illegible] کو پھل دے سکا ہے
ہے شاخون کو تو ہی کلی دینے والا

تو اپنے خدا سے مدد مانگ مضطر
وہی ہے وہ بیکسی دینے والا

صاحب بخشش و الطاف و عنایات خدا
ساری مخلوق کا ہے کعبۂ حاجات خدا

شب کا چاہے تو گھڑی بھر میں وہ ترکا کردے
دن کو چاہے تو گھڑی بھر میں کرے رات خدا

بخت بد سے تو بچاتا ہے وہ عزت میری
وقت بگڑجائے تو بناتا ہے مری بات خدا

ایسی آنکھیں مجھے اے عشق عنایت کردے
جن سے مجکو نظر آتا رہے دزات خدا

دے کے لیتا نہیں ۔ دیتا ہے تو دیدیتا ہے
خالی کرتا نہیں بندوں کی بھرے ہاتھ خدا

سر بسر پنجۂ اندوہ سے دیتا ہے نجات
ہے طبیب قلق و صدمہ و آفات خدا

مضطر اتنا غم محشر سے پریشان کیوں ہے
آپڑی بات تو رکھے گا تری بات خدا

کئے تو نے مٹی سے گلزار پیدا
کئے تو نے پتھر سے اشجار پیدا

کئے تو نے پانی سے گرداب ظاہر
کئے تو نے شاخوں سے اثمار پیدا

کئے تو نے صدمے وبیل تسلی
کئے تو نے راحت کے آثار پیدا

کیا تو نے عیسیٰ کو مریم سے ظاہر
کیا تو نے اک امر دشوار پیدا

کیا تو نے مضطر کو ممتازِ عالم
کیا تو نے قسمت کو بیدار پیدا

یہ غزل چھٹی شب کی محفل سالانہ مین مخصوص طور پر ابتدا مین پڑہی گئی تھی ۔

دیدۂ دل سے ترا جلوۂ باطن دیکھا
پانچ راتین جو گذارین تو چھٹا دن دیکھا

تیرے ارمان مین روئے بت کمسن دیکھا
چشم ظاہر سے ترا جلوۂ باطن دیکھا

اس قدر محو ہین آنکھین کہ یہ معلوم نہین
رات دیکھی ہے ترے دھیان مین یا دن دیکھا

اہل حاجت نے پکارا دم حاجت تجھکو
عالم یاس مین تجھکو ہی معاون دیکھا

رات تو یاد خدا کرکے بسر کی مین نے
صبح ہوتے ہی چھٹی شب کے لئے دن دیکھا

فرق دانون کا فقط سبحہ و زنار مین ہے
ورنہ رشتے سے تو ہندو کو بھی مومن دیکھا

کچھہ دنون سیر جہان اور کروا اے مضطر
ابھی آئے ہوئے کے دن ہوئے کے دن دیکھا

شکر خالق جس نے دل دنیا سے ٹھنڈا کر دیا
جان لیکر پھر مجھے جیسے کا تیسا کر دیا

رہنمائی کی دم آخر خدا کی یاد نے
دم نکلنے کا ہجوم غم مین رستا کر دیا

بیکسی نے زندگی کو دیدیا اپنا خطاب
موت نے مجبوریون کا نام دنیا کر دیا

ہم نے اک دیوار کھینچی تھی تصور کی مگر
حسرت دیدار نے اوسمین بھی رخنا کر دیا

ایک دن پایا تھا ہم نے صرف تیرے وصل کا
گردش افلاک نے اوسکو بھی چھوٹا کر دیا

اے طبیبو تم تو جاؤ اوس سے لیلو لگا دوا
جس نے میرے دل کے اندر درد پیدا کر دیا

کچھہ دنون رہتی تو دنیا اور بھی کرتی غضب
وہ بھی دن ہین اس نے میرا حال ایسا کر دیا

اپنا ذرہ جان کر میرے بھی چمکا دے نصیب
قطرۂ ناچیز کو تو نے ہی دریا کر دیا

مضطر اس بحر جہان نے رنگ عبرت گہو کر
رنج کے ہاتہون ہمارا حال پتلا کر دیا

حسینون کو تو نے ہی پہندون مین ڈالا
غریبون کو فکر معیشت مین پہانسا
الٰہی تو ہی اپنی حکمت کو سمجہے
بچایا اوسے جسکو آفت مین پہانسا
سپاس کرم تیرا کس سے ادا ہو
اودہر روے روشن کو طلعت عطا کی

بہلونکو بُرے بہائی بندون مین ڈالا
امیرون کو دنیا کے دہندون مین ڈالا
کہ درد وفا دردمندون مین ڈالا
چہڑایا اوسے جسکو پہندون مین ڈالا
کہ ایمان تو نے ہی بندون مین ڈالا
اودہر زلف مشکین کو پہندون مین ڈالا

بچائی تہی یہ جان جہگڑون سے مضطر
عبث اسکو دنیا کے دہندون مین ڈالا

شان پاک حضور نے بخشا
تیری رحمت کا ایک ادنےٰ حصہ
آنکہین موسیٰ کی یاد کرتی ہین
گل کو حسن بہار کا زیور
باغ جنت بہی دیکہلون گا اگر

مجہکو ربِّ غفور نے بخشا
مجہکو میرے قصور نے بخشا
جو مزا شمع طور نے بخشا
تیرے رنگ ظہور نے بخشا
ربِّ روز نشور نے بخشا

لطف عشق خدا مجہے مضطر
اس دل ناصبور نے بخشا

زبان چلتی ہے۔ لیکن شکر تیرا ہو نہیں سکتا — میں جیسا چاہتا ہوں مجھ سے ویسا ہو نہیں سکتا

چھپا لے دامنِ رحمت میں تو میرے گنہ یارب — اگر ایسا نہ چاہے تو۔ تو ایسا ہو نہیں سکتا

تو ہی اپنے گنہگاروں کے یارب عیب ڈھانکیگا — وہ پردہ کیا کریں گے جن سے پردا ہو نہیں سکتا

تمنّائیں تو ہیں برلا ہجومِ ناامیدی میں — وفورِ یاس کہتا ہے کہ برتا ہو نہیں سکتا

کوئی امید تجھ بن مجھ سے پوری ہو نہیں سکتی — کوئی ارمان تجھ بن مجھ سے پورا ہو نہیں سکتا

الٰہی کر دو ایسی کہ میں طیبہ پہونچ جاؤں — قضا ہر وقت کہتی ہے کہ ایسا ہو نہیں سکتا

جنم اچھی جگہہ تم نے لیا تقدیر سے مضطر
وہاں آئے جہاں کوئی بھی اپنا ہو نہیں سکتا

مری کارسازی کر اے کبریا — میں بندہ ہوں تیرا تو میرا خدا

ترے بخششوں کی کوئی حد نہیں — کریما بہ بخشائے بر حالِ ما

تجھی سے رہائی کی امید ہے — کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا

نداریم غیر از تو فریاد رس — نہیں کوئی معبود تیرے سوا

توئی عاصیاں را خطا بخش و بس — نہیں کچھ ترے لطف کی انتہا

مرادِ دلِ داد خواہاں بر آر — ترا نام نامی ہے عقدہ کشا

رعایت دریغ از رعیت مدار
کہ تو شاہ ہے اور مضطر گدا

خدائے پاک کا میں حکم ٹالوں یہ نہیں ہوگا — ارادہ کر کے کچھ تم سے آزمالوں یہ نہیں ہوگا

خلاف منزل مقصود رستا چل نہین سکتا
قدم اس راستے سے مین ڈگاؤن - یہ نہین ہوگا

کہین پلٹے ہین عاشق امتحان گاہ محبت سے
ذرا سی بات پر مین دم چراؤن - یہ نہین ہوگا

قضا اک روز آنی ہے سو ہر حالت مین آئیگی
مین اپنی جان دو دن کو بچاؤن - یہ نہین ہوگا

بتون کو جان دیکر کیون جہنم مین پڑون مضطر
مین اپنی جان یون آفت مین ڈالون یہ نہین ہوگا

گل نے تجھے ہوا کہا - دل نے تجھے دوا کہا
رنگ خودی کے ٹلتے ہی سب نے تجھے خدا کہا

ذکر جو تیرا آگیا صحن چمن مین ایک دم
شاخ نے تجھکو گل کہا - پھل نے تجھے مزا کہا

بتکدہ وصال مین صورت خاص دیکھ لی
ہم تو ٹھٹک کے چپ رہے - بت نے تجھے خدا کہا

مالک و رازق جہان خالق جملہ انس و جان
یون جو کہا تو کیا کہا - یون جو کہا تو کیا کہا

رام بھی تیرا نام ہے شیام بھی تیرا نام ہے
یون بھی تجھے خدا کہا - یون بھی تجھے خدا کہا

میری صدا سے در و پر ہنستے ہین لوگ ہر طرح
مین نے تجھے بھلا کہا سب نے مجھے برا کہا

مضطر زار کی زبان وقت اخیر بند تھی
منہ سے تو کچھ نہ کہہ سکا - دل سے تجھے خدا کہا

داغ حسرت تو ہی مٹاتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا
نا امیدی مین کام آتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا

ٹوٹے دل کو جوڑتا ہے تو - کب مصیبت مین چھوڑتا ہے تو
کام بگڑے ہوئے بناتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا

رنج دنیا بھی خاص حکمت ہے یہ بھی اک امتحان کی صورت ہے
اپنے بندون کو آزماتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا

ذرہ ذرہ سے ہے کرم تیرا - مرتبہ تو نے خاک کو بخشا
تو ہی مٹی سے گل اگاتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا

گردشوں سے نجات دیتا ہے - بارِ نخلِ حیات ہے تیرا
غم کی راتوں کو دن بناتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا

شیوہ فضل ہے خطا پوشی - تو ہی کہتا ہے سبکی ہے شنید
عیب عصیاں تو ہی چھپاتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا

سب کو گھر ہیں تجلیاں تیری سب کو پہنچیں تسلیاں تیری
رنج و غم سے تو ہی بچاتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا

دھیان رکھتا ہے ہر بشر تیرا - خانۂ دل ہے خاص گھر تیرا
ہر مصیبت میں یاد آتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا

تو ہی لاریب ہے جہان پرور رحم کر حالِ زارِ مضطر پر
بیقراری تو ہی مٹاتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا

محافظ ہے تو عزت و آبرو کا
ترے ہاتھ پردا رہا آرزو کا

تری بات کرتی ہیں ساری زبانیں
ذرا ہمیں موقع نہیں گفتگو کا

ترے رنگِ قدرت کے نقشے جمائے
چمن میں چلن ہو گیا رنگ و بو کا

تری تیغ الفت سے رکھتا ہے رشتہ
یہ ڈورا لگا ہے جو تارِ گلو کا

وہاں ہیں محبت کی مستانہ باتیں
جہاں دور دورہ ہے جام و سبو کا

ہم اپنی کہیں گے ہمیں بھی تو دیدے
جو موسیٰ کو موقع دیا گفتگو کا

پتہ تیرا پایا نہ اے چھپنے والے
ہیں برسوں چلا راستہ جستجو کا

مدینے کی حسرت ہے اور تنگدستی
خدا ہے محافظ مری آرزو کا

کسی نے یہ مضطر بہت سچ کہا ہے
کہ راہِ وفا میں جو سو یا وہ چوکا

ہے مالک وہی موت کا زندگی کا
بھروسہ ہے سب حالتوں میں اوسیکا

کٹی عمر سب باہمی رنجشون مین
یہان رہ کے یہ پھل ملا دوستی کا
دیا دل تو چاہت کے صدمے اوٹھائے
محبت مین لوٹا مزا بیکسی کا
یہ کہکر گئے سب عدم جانیوالے
یہان کوئی ساتھی نہین ہے کسیکا
شب و روز سالنین یہی کہہ رہی ہین
نتیجہ قضا ہے یہان زندگی کا
و رعیش مین غم کے تارے لگے ہین
یہان سبکو رونا پڑا ہے ہنسی کا

کٹی زندگی سب کے ماتم مین مضطر
کبھی ہم نے موقعہ نہ پایا خوشی کا

مصیبت مین سب نے کنارا کیا
فقط ساتھ تو نے گوارا کیا
میسر ہوا جب سُرورِ وصال
جدائی نے فوراً اشارا کیا
ادا شکر کیون کر ترا ہو سکے
بڑا پاس تو نے ہمارا کیا
ادا حشر مین اوس کا کیا شکر ہو
ہمین جس نے پیدا دوبارا کیا

نہ مانگی کسی سے بھی مضطر مدد
ہمیشہ خدا کا سہارا کیا

دوسرا ہو نہین سکتا ہے کسی طور خدا
ہے وہی ایک سوا اوسکے نہین اور خدا
نہ کوئی اور ہی کچھ اور نہ کچھ اور کوئی
نہ خدا اور کوئی ہے نہ کوئی اور خدا
چشم باطن جو صفا ہو تو یہ پردہ اوٹھ جائے
دل کے اندر نظر آنے لگے فی الفور خدا
ہے وہی ذات خبیر دو عالم لاریب
نہین بندوں سے کسی حال مین بے غور خدا

اپنی ہی شامت اعمال ہے مضطر ورنہ
رنج و آفت مین پھنستا نہین بندۂ خدا

میری زبان کرے صفتِ ذوالجلال کیا
بندے سے وصفِ پاک ہو اوسکا مجال کیا

آثارِ فیض خاص ہین عالم کے سب چمن
نیرنگِ صنع پاک ہین گل کیا نہال کیا

مشتاق ہین کے دیکھ سکین وہ تجلیان
آنکھون کی تاب کیا ہے نظر کی مجال کیا

کھوئی ہوئی اوسکی ہین ناکامیان تمام
بیٹھے ہوئے اوسکے ہین غم کیا ملال کیا

اوس نے گھٹا کے چاند کے رتبے کو چرخ پر
تعلیم دی ہے یہ کہ غرورِ جمال کیا

وہ دیکھتا ہے اور کیون درد دل کہون
وہ سن رہا ہے غیر سے پھر عرض حال کیا

مضطر خدا کی یاد مین کاٹو پہر زندگی
دنیا خیالِ خام ہے اوس کا خیال کیا

تری ذات ہی ہے صفت تری - ترا وصف کوئی کریگا کیا

جو قلم ملا تو لکھیگا کیا - جو زبان ملی تو کہے گا کیا

جسے تو بنا کے بگاڑ دے - کہین جا کے پھر وہ بنے گا کیون

جسے تو بسا کے اوجاڑ دے - کہین جا کے پھر وہ بسیگا کیا

نہ کسی کو تیرے سوا کبھی - کوئی دیسکا ہے نہ دے سکے

جسے تو ہی دے وہی لے تو لے کسی اور سے کوئی لیگا کیا

ترے عشق مین جو نہ مر سکے وہ جو یون مرے بھی تو کیا کرے

تری راہ مین جو نہ مٹ سکا - کسی اور پردہ مٹے گا کیا

یہ مجال کس کی ترے سوا - کہ بھرے فقیرون کی جھولیان

جو کبھی غریب رہا نہ ہو - وہ کسی غریب کو دے گا کیا

تری ذات پاک ہے ایجدا نہین پاک ہے کوئی عیب سے

مین کسیکو نام دھرون گا کیا - کوئی مجھکو نام دھریگا کیا

نہین خیر مضطر بینوا جو خدا بچائے تو بچ سکے
ہین قضا کے ہاتھ چلے ہوئے کوئی جان لیکے بچیگا کیا

ادا ہو خدا کا سپاس کرم کیا
قضا ہو لینے کی نہین چیز ہرگز
ہمین عیش دنیا نہ دے اپنا لالچ
وہان کیا ملیگا یہان کیا ملا ہے

خدا ہے خدائی کے سر پر تو غم کیا
تو اے زندگی مجھکو دیتی ہے دم کیا
قضا سامنے ہے کرین تجھکو ہم کیا
کرین جا کے ہم سوئے ملک عدم کیا

فلک سے کے ستانیکا دہڑکا نہین ہے
خدا سر پہ بیٹھا ہے مضطر کو غم کیا

خدا نے تری جان فشانی مین ڈالا
ستم رنگ پیری جوانی مین ڈالا
سکھایا ہے مٹنے کا سبکو طریقہ
خدا نے نیا دل تو ٹھنڈک بھی دیدی

جنان سے ہمین دار فانی مین ڈالا
مزا موت کا زندگانی مین ڈالا
گذرنے کا جوش روانی مین ڈالا
کوئی پھول توڑا تو پانی مین ڈالا

اوسی نے شکر کو دواؤن مین گھولا
قیامت کی آنے کی خبرین سنا کر

اوسی نے دواؤن کو پانی مین ڈالا
بڑے خطرۂ امتحانی مین ڈالا

وہی درد پنہان مٹائے گا مضطر
مرا جس نے درد نہانی مین ڈالا

سدا تو نے گل کو بہارون مین رکھا
کہان جا کے رشتہ ملایا ہے تو نے
ہزارون کو تو نے زمین پر چلایا
دئے تو نے پتھرین یارب جلائے
یہ لوہے مین بھی روح کا پھونکنا ہے
ہدایت نہ ٹلکنے کی موجون سے دی ہے

عروس چمن کو سنگارون مین رکھا
کہ ناچیز ڈورے کو ہارون مین رکھا
ہزارون کو تو نے مزارون مین رکھا
چمکنے کا جوہر شرارون مین رکھا
کہ آواز کو تو نے تارون مین رکھا
فنا کا چلن بہتی دھارون مین رکھا

مرے دل کے جوش محبت نے مضطر
ہمیشہ مجھے بیقرارون مین رکھا

صبر جوہر ہے عشق بازی کا
میرے دل سے خدا کی چاہت نے
جان پر غم نے عشق خالق مین
کام دل سب بنائے دیتا ہے
وقت آخر سنبھال لے یارب

ضبط شیوہ ہے دلگدازی کا
عہد باندھا ہے دلنوازی کا
لطف پایا ہے دلگدازی کا
آسرا اوسکی کارسازی کا
آج موقع ہے جان نوازی کا

لطفِ عشقِ خدا میسر ہے — پھل ملا الفتِ مجازی کا

کیوں نکیرین سے دبے مضطر
نام لیوا شہِ حجازی کا

ہے غریبوں کا پالنے والا — سب کی حسرت نکالنے والا
وقت پڑتے ہی ٹال دیتا ہے — سب کی آئی کو ٹالنے والا
دل کے کانٹے نکال دیتا ہے — دل کے کانٹے نکالنے والا
دستگیری اگر نہ ہوا وسکی — خود نہ سنبھلے سنبھالنے والا
سب کے دل کی لگی بجھاتا ہے — آبِ رحمت اوچھالنے والا
رنج و آفت سے خود چھڑاتا ہے — رنج و آفت میں ڈالنے والا
حسرتِ دل جہان میں اوسکے سوا — کون نکلا - نکالنے والا
مختلف صورتیں بناتا ہے — ایک سانچے میں ڈھالنے والا
بے سہارے سبنھال لیتا ہے — لغزشوں پر سنبھالنے والا
کامِ دل اپنے ہاتھ رکھتا ہے — کام میں ہاتھ ڈالنے والا

دلِ مضطر سے غم نکالے گا
آرزوئیں نکالنے والا

دل کو ہے ذوق ترا جان کو ارمان ترا — ہے خدا سب کا تو ہی سب پہ ہے احسان ترا
تیری مخلوق لئے بیٹھی ہے ارمان ترا — خانۂ دل میں ہے بجتا ہوا سامان ترا

باغ جنت بھی نمونہ ہے تری قدرت کا
عرصۂ حشر بھی چھوٹا سا ہے میدان ترا

ایک مخلوق سے آباد ہے بستی تیری
ایک مخلوق سے آباد بیابان ترا

کاش مرنے سے مرادون کا نتیجہ ملجائے
دل مرے ساتھ ہے اور دلمین ہے ارمان ترا

وقت آئیگا تو مین تار نفس توڑون گا
بیگمان حکم اوٹھائے گی مری جان ترا

سبکو ہے سبکی تمنا مجھے حسرت تیری
سبکو ارمان ہے سب کا مجھے ارمان ترا

وہ ہی کردیگا کبھی بخیہ گری اے مضطر
جس نے پھاڑا ہے محبت مین گریبان ترا

تو ہی واروئے جانِ دل ریش کرنا
ہے قبضے مین تیرے کم و بیش کرنا

اگر اے دعا آسمان پر گذر ہو
تو اول مری حسرتین پیش کرنا

پرائی مصیبت پہ چھوڑا ہے ہمنے
خیال غم حالتِ خویش کرنا

یہ جس کی امانت تھی لیلی اوسی نے
عبث کیون غمِ جانِ دل ریش کرنا

ثبوت وفا ہے یہ داغ محبت
قیامت مین مضطر اسے پیش کرنا

شکر کرتی ہین ادا سب کی زبانین تیرا
ہین سب احسان اوٹھائے ہوئے جانین تیرا

اپنی کاوش مین مزا لیتی ہین جانین تیرا
کلمہ پڑھتی ہین وہزارات زبانین تیرا

اونہین دہوکے سے بھی ٹوٹا نہین پڑتا یارب
مال رکھتی ہین امانت جو دوکانین تیرا

آگ لینے کو پہاڑون پہ ابھی جاتا ہون
مجھکو جلوہ جو دکھاوین تیری شانین تیرا

لذت عشق کے چھپ چھپ کے مزے لیتے ہیں
ایسے بندوں کو بھی دیتا ہے جو دنیا میں کہیں

کیا غرض ہے جو بہت نام لکھا ہیں تیرا
نام لینا تو کجا - نام نہ جانا ہیں تیرا

مضطر اب اہل جہاں تنگ بہت کرتے ہیں
اور جگہ چل کہ جہاں نام نہ جانا ہیں تیرا

بیان کیوں کریں ہم بھروسا عصا کا
جدائی کی مدت تڑپتے ہی بیتی
نہ آتے ہی دیکھی - نہ جاتے ہی دیکھی
یہ سچ ہے کہ دنیا کے جھوٹے جتن ہیں
نہیں ہیں بھروسے کے قابل یہ سانسیں
مدینے پہونچ جائیں یہ آرزو ہے

سنا ہے کہ ہے ہاتھ لمبا خدا کا
مرے درد نے منہ نہ دیکھا دوا کا
جوانی بھی تھی ایک جھونکا ہوا کا
اگر ہے تو بس نام سچا خدا کا
نہیں اعتبار ایسی چلتی ہوا کا
ارادہ تو اپنا ہے - کرنا خدا کا

مرا ہر طرف ذکر ہوتا ہے مضطر
محبت نے کیا کیا اڑایا ہے خاکا

ہے تو ہی سب کا گھیرنے والا
باغبانِ جہان فانی ہے
مجھکو کیوں فکر ہو معیشت کی
درد و غم کا تو ہی تو ساتھی ہے

منہ کسی سے نہ پھیرنے والا
پھول پتے بکھیرنے والا
جب ادیڑے ادیڑنے والا
تجھکو چھیڑے گا چھیڑنے والا

تیری جھولی بھرے گا اے مضطر

سچے موتی بکھیرنے والا

تو ہی ہے تو ہی اپنے انداز والا
بڑا بھید والا بڑا راز والا

ترے کانون سے آواز آتی ہے تیری
جب آواز دیتا ہے آواز والا

تصدق تری شان پر سب ادائین
تجھی پر فدا ہے ہر انداز والا

کہین بات کرتا ہے تو بھید والی
کہین کام کرتا ہے تو راز والا

تری شان یارب تجھی پر ہے زیبا
تجھے ناز خود کب جچا ناز والا

تری شان کو کب پہونچتا ہے کوئی
تو ہے مالک الملک اعزاز والا

دلی آرزو اپنی مضطر کہے کیون
سمجھتا ہے رازِ نہان راز والا

ترا فضل حامی ہے دونون جہان کا
کہ مالک ہے تو ہی یہان اور وہان کا

یہ دنیا ہے تیری وہ عالم ہے تیرا
پتہ دے رہی ہے زمین آسمان کا

خدا سب کا تو ہے خدائی ہے تیری
تو مالک ہے بیشک زمین و زمان کا

ہے تیری مشیت سے پشتِ زمین خم
ترے حکم سے سر جھکا آسمان کا

جگا دینے والا ہے غفلت سے تو ہی
مٹا دینے والا ہے خوابِ گران کا

ترا نام گویا ہے تائے تکلم
تری گفتگو ہے نتیجہ زبان کا

ہر درسا تری آس کا پاس ہین ہے
سہارا تو ہی ہے ہر اک ناتوان کا

ترے آبِ رحمت سے دھویا گیا ہے
دلون مین جو دفتر ہے سارنجِ گران کا

کرم مضطر زار پر وقت آخر
کہ یارب یہی وقت ہے امتحان کا

زبردست ہے مبتلا رکھنے والا
نہین کوئی اوس کے سوا رکھنے والا

خدائی کو اچھی بُری حالتون مین
نہین ہے کوئی جز خدا رکھنے والا

ستانے سے اوس کے یہ ثابت ہوا ہے
نہین وہ کسی کو سدا رکھنے والا

سوا اوس کے دل مین نہ رکھونگا کچھ بھی
نہین مین غم ماسوا رکھنے والا

اگر اوٹھنے والا خدا سے پھرا ہے
تو ڈھونڈے کوئی دوسرا رکھنے والا

قیامت کے دھڑکے مین کیون دن گنواؤن
جزا دے گا قسم جزا رکھنے والا

نہ رکھ مضطر زار دشمن کا کھٹکا
تری آبرو ہے خدا رکھنے والا

دل مین اول تو غم سوز نہانی ڈالا
تو نے پھر جلتی ہوئی آگ پہ پانی ڈالا

پھر تو سبزۂ رخسار کا دھانی ڈالا
تو نے ہی دل کے ہرے کھیت مین پانی ڈالا

درد راحت کے لئے پھر نشانی ڈالا
جان کی تہہ مین غم کا وش جانی ڈالا

مین جو روتا ہوا پہونچا تو کہا دوزخ نے
تیری آنکھون نے مری آگ پہ پانی ڈالا

قطرے قطرے کو بتایا ہے فنا ہو جانا
تو نے ہی موج مین انداز روانی ڈالا

تو نے وہلا دئے دل سب کے بنا کر دوزخ
تیری ہی آگ نے ہر پیٹ مین پانی ڈالا

تو نے بوت ابر عطا سے مرا دل سینچا ہے
جیسے مالی نے کسی پیڑ مین پانی ڈالا

تیری رحمت نے سر خاک زمین ڈہانکا ہے — سبزہ تر کا ڈوپٹہ ہے یہ وہانی ڈالا
تیری چاہت نے کئے خوب مسائے تیار — قلب مین آگ بہری آنکہہ مین پانی ڈالا
ایسا مالک ہے کہ آب رخ خوبان کہودی — ایسا قادر ہے کہ پانی پہ بہی پانی ڈالا

تیرے دل کی بہی بجہائے گا وہی اے مضطر
جس نے گلشن کے ہر اک پیڑ مین پانی ڈالا

ہے وہ رازون کا جاننے والا — سب گدازون کا جاننے والا
پردے پردے مین دے رہا ہے صدا — سارے سازون کا جاننے والا
سب کے سجدے قبول کرتا ہے — کل نمازون کا جاننے والا
عیب والون کی لاج رکہتا ہے — پاک بازون کا جاننے والا
ناز کیا کیا نئے دکہاتا ہے — سب نیازون کا جاننے والا
طرز ناز جہان سمجہتا ہے — اپنے نازون کا جاننے والا

دلنوازی کرے تری مضطر
دلنوازون کا جاننے والا

حسرتین تو نے نکالی ہین رفیع الاعلا — حالتین سب کی سنبہالی ہین رفیع الاعلا
بیگمان ہے سر مخلوق پہ احسان ترا — آفتین تو نے ہی ٹالی ہین رفیع الاعلا
سب کی جانین تری ممنون کرم ہین یارب — یہ تو تو نے ہی بچالی ہین رفیع الاعلا
میری آنکہون کو بہی دیدار دکہاوے اپنا — کچہہ کا کچہہ دیکہنے والی ہین رفیع الاعلا

نقش صنعت سے کوئی چیز نہین ہی خالی
قدرتین تیری نرالی ہین رفیع الاعلا

تیرہ روزی کی دوا کون کرے تیرے سوا
ساری راتین مری کالی ہین رفیع الاعلا

چیز کیا ہے کے ترے سامنے آے مضطر
ہاتھ پہلے ہی سے خالی ہین رفیع الاعلا

توخداوند تعالی ہے رفیع الاعلا
تو نے گرتے کو سنبھالا ہے رفیع الاعلا

ہر طرف تیری تجلی ہے رفیع الدرجات
ہر طرف تیرا اوجالا ہے رفیع الاعلا

راز تو جاننے والا ہے رفیع الدرجات
حال تو دیکھنے والا ہے رفیع الاعلا

تیرے ہر کام مین حکمت کے ہین پہلو موجود
تیرا ہر رنگ نرالا ہے رفیع الاعلا

تو نے ہی شان کریمی کا کیا ہے اظہار
تو نے ہی خلق کو پالا ہے رفیع الاعلا

شورش فتنۂ عصیان کو مٹائیگا تو ہی
ساری دنیا تہ و بالا ہے رفیع الاعلا

دل مضطر سے بھی خار غم و اندوہ نکال
شاخ سے پھول نکالا ہے رفیع الاعلا

یہ غزل ذکر یوسف علیہ السلام مین پڑہی گئی تھی - جہان آپ اپنے چھوٹے بھائی سے ملے تھے

خودی کو خدائی سے تو نے ملایا
دعا کو رسائی سے تو نے ملایا

اوٹھاتا ہے تو تفرقہ درمیان کا
کہ بھائی کو بھائی سے تو نے ملایا

غبار کدورت کی صد ہا تہوں کو
نہایت صفائی سے تو نے ملایا

سرورِ شبِ وصل کے عوض کو یارب ملالِ جدائی سے تو نے ملایا

دلِ مضطرِ زار ٹوٹا تھا یارب
مگر کس صفائی سے تو نے ملایا

خدائی پہ یکسان کرم ہے ترا
زمانے پہ فیضِ اتم ہے ترا

ترے غم سے ہوتی ہے سب کو خوشی
خوشی بن کے ہر دل مین غم ہے ترا

زمانہ ہے خوش ترے ہی یاد مین
بنائے مسرت الم ہے ترا

وہان کب گذر ہے غم و رنج کا
جہان تذکرہ دمبدم ہے ترا

الٰہی نہین فکر عصیان مجھے
ہمیشہ سے مجھپر کرم ہے ترا

جہان تو نظر آئے مشتاق کو
وہی خانۂ محترم ہے ترا

تکبر ہے جینے پہ مضطر فضول
برابر وجود و عدم ہے ترا

ترا کام ہے سب کے بچھڑے ملانا
ترے بس مین ہے وقت کا پھیر لانا

تجھی پر حفاظت ہے جنگل کی موزون
تجھی پہ کھلا باغ مین گل کھلانا

یہ سچ ہے ترے ہاتھ سب ہین یارب
تو ہی اس جدائی کے پردے اٹھانا

تو قادر ہے بیشک ہے قبضے مین تیرے
بجھا کر لگانا ۔ لگا کر بجھانا

تری ذات عیبون سے بالکل بری ہے
نہ سونا نہ مرنا ۔ نہ پینا نہ کھانا

جہان تجھکو ڈھونڈا وہین تجھکو پایا
نہ ہٹنا نہ ٹلنا ۔ نہ آنا نہ جانا

گذارو گنا ہون سے بچ بچ کے مضطر
خدا کو پڑے گا تمہین منہ دکہانا

پہاڑون کے دامن مین سبزہ اوگایا
تو وہ ہے کہ پہولون سے جنگل بسایا
تو وہ ہے کہ سوکہی زمین تو نے سینچی
سمندر کی موجون سے پانی کو لایا
تو وہ ہے کہ کانٹون کو راحت مین رکہا
گلستان مین پہولون کا بستر بچہایا
روانی دکہانے کو عمر جہان کی
تو وہ ہے کہ نہرون مین پانی بہایا
تری قدرت نغمہ سنجی سے یارب
طریق فغان بلبلون کو سکہایا
تری یاد مین سب ہین مرغان گلشن
سبھی کہہ رہے ہین خدایا خدایا

تمنائے دنیا سے تو یہ ہے مضطر
زمانے کی چاہت سے کیا ہاتھ آیا

تو ہی لاریب ہے خدا میرا
دین و دنیا مین آسرا میرا
رنج مین درد مین مصیبت مین
کب ہوا کوئی دوسرا میرا
تجھ پہ ظاہر ہے آرزو میری
تجھکو معلوم مدعا میرا
زندگی بے وفا تو خود نکلی
اور ہوا نام بے وفا میرا
عزم طیبہ مین روک رکہا ہے
میری قسمت نے راستا میرا
کیا بنائے گی لغزش عالم
میرا حامی ہے کبریا میرا
مضطر اک دل کے ٹوٹ جانے سے
ہو گیا عیش بے مزا میرا

نامِ ذی اقتدار ہے تیرا
ہر طرف اختیار ہے تیرا

طرز طرز چمن پڑی تجھ سے
رنگ رنگِ بہار ہے تیرا

جلوۂ بزم دہر ہے تجھ سے
حسن نقش و نگار ہے تیرا

تیری رحمت بھی سب پہ ہی بیحد
فضل بھی بے شمار ہے تیرا

اوس کے دل کو تو ہی تسلی دے
مضطر بیقرار ہے تیرا تو

گھٹاتا ہے تو بھاؤ جنسِ گران کا
مٹاتا ہے جوبن مہ آسمان کا

خدائی کی چاہت سے جانا خدا کو
یہ احسان ہے مجھپہ عشقِ بتان کا

ان آنکھون مین رہتا ہے جلوہ کسیکا
کلیجہ مرا گھر ہے دردِ نہان کا

نہالون سے پھولون کے گرنے کو پوچھو
اوجڑنا قیامت ہے باغ جہان کا

یہ آڑین تھین سب پردۂ زندگی تک
کسی نے مری گور پہ منہ نہ ڈھانکا

خدا کا لیا نام باتون مین اکثر
اوٹھایا مزا ہم نے اپنی زبان کا

یہ دہندے ہین چھوڑ کر تم نے مضطر
بتاؤ ارادہ کیا ہے کہان کا

وہی ہے کہ جس نے پنا ہوئین رکھا
خدائی کو اپنی نگاہون مین رکھا

جفا کرنے والون کی نیت بدلدی
ہمیشہ وفا کے بنا ہون مین رکھا

وہ یوسفؑ کا قصہ نمونہ تھا گویا
لو ہین اوس نے لاکھون کو چیا ہوئین رکھا

اگر خضر جاتے تو رستہ نہ ملتا — خدا نے ہمین جنبی راہون مین رکہا
اوسے کیون نہ سمجہون مین دانا بینا — بصارت کا ڈورا نگاہون مین رکہا
سنا ہے کہ رحمت سنبہالیگی ذراہر — قدم اس لئے ہے گناہون مین رکہا

بظاہر تو مضطر بتون پر نظر کی
مگر اوس خدا کو نگاہون مین رکہا

ہواؤن کو باغ جہانی مین رکہا — درختون کو تونے ہی پانی مین رکہا
مزہ لذتون کا جوانی مین رکہا — نمک دیکے چہرون کو پانی مین رکہا
دوا کا مزہ درد جانی مین رکہا — ہمین لذت جاودانی مین رکہا
زمانے مین ہے پیٹ کا نام دوزخ — مگر تونے اوسکو بہی پانی مین رکہا
ہمیشہ یونہین اوس نے کانٹے چنے ہین — قدم جس نے باغ جہانی مین رکہا
مرے ساتہ اوس نے مری زندگی کو — روانہ کیا — اور روانی مین رکہا

بہت گرم جوشی مین موجین تہین مضطر
اسیواسطے اوس نے پانی مین رکہا

تری رحمتون کا ٹہکانا بہی کیا — خیال گنہ دل مین لانا بہی کیا
فلک تو فرشتون سے اوپر ہے نیٹ — غریبون کا ناحق ستانا بہی کیا
تری یاد مین اور ترے ذکر مین — جو ایسا کٹے وہ زمانا بہی کیا
خدا بتکدے مین بہی موجود ہے — یہان سے کہین اور جانا بہی کیا

زمانے مین تم آکے مضطر چلے
یہ آنا بھی کیا تھا یہ جانا بھی کیا

دوسرا کوئی نہین خالقِ علام مرا
مالک الملک ہے معشوق دل آرام مرا
پہلے انجام پہ آغاز کو آتی تھی ہنسی
اوسکی اُلفت مین پہنسا ہون جو گھڑی بھر کیلئے
اوسکی رحمت کو ادہر جذب وفا سے کھینچے
شام ہونیکو ہے دنیا نہ ستا اب مجھکو

ہے وہی ایک جو کرتا ہے ہر اک کام مرا
یہ وظیفہ ہے برابر سحر و شام مرا
میرے آغاز پہ ہنستا ہے اب انجام مرا
یون تڑپتا نہین دیکھیگا تو دام مرا
کام اتنا تو نکالے دلِ ناکام مرا
رحم کر رحم کہ سورج ہے لبِ بام مرا

موت کا پیٹ بھرا ہے نہ بھرے گا مضطر
کچھ نہ ہاتھ آئے گا چھلکا بھی اگر جام مرا

تجھپہ زیبا ہے داوری کرنا
حشر کے روز ذاتِ باری پر
باغ سب کے یونہین ادہڑتے ہین
بھر گئے ہین کوٹہلا کھون کے
ابر رحمت کو کچھ نہین مشکل
بت ہین پتھر جنہون نے سیکھا ہے

کام تیرا ہی ہے بری کرنا
چھپ گیا وادگستری کرنا
کیا غم بادِ صرصری کرنا
کیا بیان رنج بیدری کرنا
میری کھیتی ہری بھری کرنا
اپنے مالک سے ہمسری کرنا

دل غنی چاہیئے فقط مضطر
ہم سے سیکھو تونگری کرنا

محفل سالانہ میلاد کی پانچوین شب مین یہ غزل ابتداءً پڑہی گئی تہی۔

پانچوان دن بہی تری یاد مین پورا ہوگا
آج کی شب کا بڑی دہوم سے ترکا ہوگا

آج کی رات تو خود محوِ تجلی ہوگا
کیونکہ محبوب ترا خلق مین پیدا ہوگا

آج محبوب ترا واردِ دنیا ہوگا
دوپہر بعد عجب نور کا تڑکا ہوگا

آج ہم سب تری کرسی پہ جگہ پائین گے
عرشِ اعظم بہی غریبون کا مصلےٰ ہوگا

آج گہبرا کے تجلی کو تری ڈہونڈینگے
دستِ موسیٰ مین چراغِ یدِ بیضا ہوگا

ایسے آئینۂ وحدت کی نمائش ہوگی
ابن مریم بہی جو دیکہین گے تو سکتا ہوگا

ایسے سرچشمۂ رحمت کا بیان ہوگا ورود
جس کے الطاف کا چرچا لبِ دریا ہوگا

تلخ کامی مری مٹ جائیگی انشاء اللہ
آج منہ میری امیدونکا بہی میٹھا ہوگا

فیصلہ کرنے کو بندون کا حضور آتے ہین
آج ہوجائے گا قسمت مین جو ہونا ہوگا

آج کچہ بہی نہ چلیگی تری اے دورِ فلک
وہی ہوگا مری قسمت مین جو لکہا ہوگا

تیری محنت کا صلہ دیگا وہی اے مضطرؔ
اپنے محبوب کی تعریف جو سنتا ہوگا

حکم چلتا ہے زمانے مین الٰہی تیرا
ہے سبہی پر کرمِ نامتناہی تیرا

انجمِ چرخ کی تسبیح کو لیکر یارب
کلمہ پڑہتی ہے راتون کو سیاہی تیرا

منہ سب اسواسطے کہلتے ہین کہ کہانیکو ملے
منہ تکا کرتی ہے بندون کی جماہی تیرا

سربسر دہر مین ہوتے ہین حلف پر انصاف
نام سب لیتے ہین ہنگامِ گواہی تیرا

اوسکی تقدیر پہ کاغذ کی سپیدی صدقے — نام لکھتی ہے قلم سے جو سیاہی تیرا
ہر خطا منتظر چشم کرم ہے تیری — کلمہ پڑھتی ہے ناکردہ گناہی تیرا
چاہ میں حضرت یوسف نے پکارا جسکو — نوح نے نام لیا وقت تباہی تیرا
اوس کے اعمال پہ بھی خط معافی کھنچ جائے — مضطر زار بھی بندہ الٰہی تیرا

وقت آخر ترے مضطر کو تمنا ہے یہی
یاد رہجائے مجھے نام الٰہی تیرا

غریبوں کو تو نے سہارا دیا — کبھی ڈوبتوں کو کنارا دیا
ترے فضل و اکرام کو کیا کہوں — پیمبر دیا اور پیارا دیا
عرب کے دلکو بھی تو خوشی کر عطا — کہ بہتر کو تو نے شرارا دیا
تری دین کا پوچھنا کچھ نہیں — کہ بندوں سے جو کچھ پکارا دیا
جلایا ہے مالک کے گھر میں چراغ — چمکتا رہے گا ہمارا دیا
مکرر سے کیا تو نے عیش دوام — جو مانگا تو سارے کا سارا دیا

عزیزو نہ دو کچھ بھی مضطر کو تم
وہ ہرگز نہ لے گا تمہارا دیا

ترے جلوے کا ہے ہر رنگ میں انداز نیا — ہے ترا جلوہ کہ نازمیں ہر ناز نیا
ان چھپائے ہوئے نقشوں کی ہے ترکیب نئی — ان بنائی ہوئی شکلوں کا ہے انداز نیا
زخم پنہاں کو عطا کی ہے نمک کی چٹکی — سوز والوں کے لئے چھیڑ دیا ساز نیا

...انکی

کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا

یا نصیبا مرا بدل دیگا

...دل مجھکو دوسرا دیگا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا

...جو آیا تو وہ سنبھالے گا - مین گرونگا تو وہ اوٹھا لیگا

دامن عیش کی ہوا دیگا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا

زخم ڈالیگا اند مالون مین - طرفہ ٹھنڈک بھریگا چھالون مین

وہ جراحت مین بھی مزا دیگا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا

دل مضطر سے غم نکالیگا - اپنی ڈالی ہوئی کو ٹالیگا

چارہ جان مبتلا دے گا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا

خواب مین جلوۂ دیدار جو دیکھا تیرا
کھنچ گیا دیدۂ امید مین نقشا تیرا

یاد یوسف مین یہ تھا قول زلیخا ہر دم
کہ مری نیند اوڑی دیکھ کے جلوہ تیرا

سر مین چکراتی ہین ہر وقت ہوائین تیری
دل مین دم بھرتی ہے ہر وقت تمنا تیرا

وجہ محرومی نظارہ ہین آنکھین میری
حیرت دیدۂ مشتاق ہے پردا تیرا

جانے کب آئے نظر دولت دیدار مجھے
جانے کب آئے نظر چہرۂ زیبا تیرا

مشغلے نے انہین دونون کو جلا رکھا ہے
دلمین ہے یاد تری آنکھ مین نقشا تیرا

آکے لے جلد خبر یوسف کنعان جمال
نقد جان بیچ کے کرنے کو ہون سودا تیرا

دل ترے پاس نشانی ہے مری جانب سے
دیکھ مرے پاس امانت ہے مسیحا تیرا

گر خداوند حقیقی سے تعلق مضطر
چاہنا اہل جہان کو نہین اچھا تیرا

تجھکو رنگ بہار مین دیکھا
مثل گل شاخسار مین دیکھا

تیری توصیف و نغمۂ بلبل
ہم نے تجھکو ہزار مین دیکھا

کچھ مزا تیرے ہجر مین پایا
کچھ مزا انتظار مین دیکھا

خاک ہوتا ہون تیرے کوچے مین
کچھ تو مین نے غبار مین دیکھا

جو خدائی کر کرتے تھے دعوے
مضطر اون کو مزار مین دیکھا

جسکو لطف قرب رب دو جہانی مل گیا
اوسکو گویا بار نخل زندگانی مل گیا

پھک رہا تھا سوز سے دل دو نون آنکھین پڑ گئین
بجھ گئی دل کی لگی پیاسے کو پانی مل گیا

کثرت اندوہ نے راحت کے سامان کر دیئے
غم ہوا اتنا کہ لطف شادمانی مل گیا

وہ مجھے پیاسا ہی رکھے یہ کبھی ممکن نہین
جس کے ابر فیض سے دریا کو پانی مل گیا

کون تھا جو حضرت باری مین دیتا کچھ مدد
وہ تو یہ کہئیے وسیلہ درمیانی مل گیا

کاش یونہین دلکو ہو جائے محبت آپکی
جس طرح سے آنکھ کے پردون کو پانی ملگیا

سب گنہگارون نے رو رو کر بجھا دی اسکی آگ
اوسکی رحمت ہے کہ یون دوزخ کو پانی ملگیا

قبر مین مجھکو نظر آجائے طیبہ کا سواد
تب مین جانون روضۂ محبوب جانی ملگیا

تم تو پیاسے ہو سو مضطر کربلا مین چل بسو
اونکو جانے دو جنہین دنیا مین پانی مل گیا

نار دوزخ سے تو بچا لینا
میری دل کی لگی بجھا لینا

مین نے سب کام دل بگاڑے ہین
انکو محشر مین تو بنا لینا

وقت آخر مری مدد کرنا
ساتھ ایمان کے اوٹھا لینا

راہ حق مین ہین جان دیتا ہون
تو بخنجر جلاد سے قضا لینا

دل گیا درد عاشقی اے دل
خوب جی کھول کر مزا لینا

جس کا انجام رسم فانی ہے
ایسے گلشن کی کیا ہوا لینا

امتحان گاہ ہے جہان مضطر
اسمین جیسی پڑے اوٹھا لینا

تری بحر رحمت کا کیا پوچھنا
تری شان قدرت کا کیا پوچھنا

خدا کہہ رہی ہے خدائی تجھے
تری شان و شوکت کا کیا پوچھنا

کبھی کوئی ترمیم ہوتی نہین
اُس آئین قدرت کا کیا پوچھنا

حسینون کو جلوے عطا کر دئے
ترے فیض طلعت کا کیا پوچھنا

ہے کثرت مین بھی ایک جلوہ عیان
تری طرز وحدت کا کیا پوچھنا

اوسی نے دیا ہمکو جو کچھ دیا
خدا کی عنایت کا کیا پوچھنا

فراق نبی مین ہین مضطر ملول
ہماری طبیعت کا کیا پوچھنا

وہ تو ہے کہ تو نے عذابون سے مارا
خرابی مین ڈالا عتابون سے مارا

کوئی موج اوٹھی جو دریا مین ٹیڑہی
تو کنکر کے بدلے حبابون سے مارا

اوٹھایا ہزارون کو بیداریون مین
ہزارون کو سوتے مین خوابون سے مارا

جنہون نے کیا حسن صورت کا دعویٰ
اونہین غفلتون کی نقابون سے مارا

کیا جب کسی نے غرور جوانی
تو پردے مین رکھکر حجابون سے مارا

ہزارون کو دیدار تو نے دکھائے
ہزارون کو خالی جوابون سے مارا

زمانے کے سب مرنیوالون کو مضطر
جو مارا تو اوس نے حسابون سے مارا

چاہتا ہے جسے مٹاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا
تو ہی بگڑی ہوئی بناتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

تو ہی گلشن اوجاڑ دیتا ہے - تو ہی نقشے بگاڑ دیتا ہے
رنگ کی تہ مین رنگ لاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

سب خدائی ہے نیند کی ماتی - نیند تجھکو ذرا نہین آتی
سب کو تو جاگتا جگاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

تو نے رکھے ہین عشق کے درجے - تو سمجھتا ہے حسن کے رتبے
پہلے تاتا ہے پھر تپاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

پہلے صدمون مین ڈالدیتا ہے - پھر اونہین سے نکال لیتا ہی

پہ

رنج دیتا ہے اور بچاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

پھیلے دنیا مین بھید بتاتا ہے - اپنی قدرت سے کام لیتا ہے

پھر عدم کی طرف بلاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

تو نے مضطر کو جان بخشی ہے شکل و صورت کو شان بخشی ہے

رنگ قدرت کے یون دکھاتا ہے کارسازِ قدیم کیا کہنا

ہے زیب سر عرش برین نام اوسیکا — دنیا ہے نکالا ہوا انجام اوسی کا

مخلوق کی گردن پہ ہین احسان اوسیکے — تھامے ہوئے عالم کو ہے اکرام اوسی کا

باتون مین بنائی ہر بات اوسیکی — کامون مین بنایا ہوا ہر کام اوسی کا

انجام ہے وابستۂ آغاز اوسی سے — آغاز ہے وابستۂ انجام اوسی کا

آرام یہ کہتا ہے کہ سب غم ہین اوسیکے — اور غم کا مقولہ ہے کہ آرام اوسی کا

کیون رہتی ہے دو روز کو دنیا کے فسانے — کام آئیگا اسے نوک زبان نام اوسی کا

ہنگامۂ محشر مین وہ کام آئیگا تیرے

تو بھی تو ہے اے مضطر ناکام اوسیکا

اے خدا میری ناخدائی کر - کیونکہ تو کردگار ہے سب کا

راہ بھولا ہون رہنمائی کر - رہبر رہگذار ہے سب کا

رنج و غم سے خراب حالت ہے - بیطرح جم گئی کدورت ہے

میرے دل کی بھی تو صفائی کر - دافع ہر غبار ہے سب کا

بحر عصیان مین ہے بہت پانی - ڈوب کر ہمین جان ہے جانی

میری کشتی کی ناخدائی کر - پاک پروردگار ہے سب کا

دل ہے اور گرد غم کی بہر مارین - مین ہون اور بیدلی کی بوچھارین

آئینہ کی طرح صفائی کر - تجھپہ دارومدار ہے سب کا

مضطر اس دم کا کیا بھروسہ ہے - بات کرتے ہوئی نکلتا ہی

کچھ تو عقبیٰ کی بھی کمائی کر - جسپہ گویا مدار ہے سب کا

ہے تو ہی منزل مقصد کا دکھانیوالا
پار ٹوٹی ہوئی کشتی کا لگانے والا

اونکو اس دہر مین رہنے کا بھروسا کیون ہے
جو چلن سیکھ کے آئے ہین زمانے والا

تو نے ہر غنچۂ گلشن کو دیا ہے یارب
رنگ اور رنگ بھی آنکھون مین سمانیوالا

تو نے مخلوق کو حکمت سے کیا ہی پیدا
کون تھا بوجھ گناہون کا اوٹھانے والا

وقف اندوہ و غم و رنج رہا کرتا ہے
دل بھی قسمت سے ملا کام نہ آنے والا

آنے والے تری دنیا مین ہین جانیوالے
تو فقط ایک ہے ان سب کو بلانے والا

جانے والون کو سر راہ نہ رو بیٹھ کے یون
تو بھی مضطر ہے اسی راستے جانیوالا

ترا بحر رحمت اوترتے نہ دیکھا
کنارہ کسی سے بھی کرتے نہ دیکھا

ترے واسطے جس نے دی جان اپنی
اوسے جان دیکر بھی مرتے نہ دیکھا

زبانین تجھے کہہ چکی ہین جو سچا
اونہین وقت آخر مکرتے نہ دیکھا

جنہین تیرے سنگ غضب نے دبایا
انہین ہمنے ہرگز ابھرتے نہ دیکھا

تری دولت وصل دم دیکے پائی
جو مرنے پہ دیکھا۔ وہ مرتے نہ دیکھا

ان اپنے بگاڑون سے تو ہی بچائے
کوئی کام تجھ بن سنورتے نہ دیکھا

کبھی تو نے پھولون مین کانٹے نہ ڈالے
کوئی پھول تجھ سے بکھرتے نہ دیکھا

مین وہ رات ہون جس نے دنیا مین مضطر
کبھی چین سے دن گذرتے نہ دیکھا

ہے غریبون کا دیکھنے والا
اپنے بندونکا دیکھنے والا

درد دل کی دوا بتاتا ہے
دردمندون کا دیکھنے والا

پرورش کر رہا ہے بے وارث
بال بچون کا دیکھنے والا

یون وہ سب حالتون سے واقف ہے
جیسے برسون کا دیکھنے والا

جوڑتا جاتا ہے شیشے کو
دل کے ٹکڑون کا دیکھنے والا

کام دل خود بخود بناتا ہے
ہم نکمون کا دیکھنے والا

کون مضطر کی بات پوچھے گا
تو ہے ایسون کا دیکھنے والا

شکر تیرا ادا نہین ہوتا
مجھ سے وعدہ وفا نہین ہوتا

تیرے افضال پر یہ عصیان ہین
درد دل بے دوا نہین ہوتا

کام دل تو مرا بنا یارب
مجھ سے اے کبریا نہین ہوتا

درد الفت کو ترے کیا جانے
جو کسی پر فدا نہیں ہوتا

غافلو پوجتے ہو تم ناحق
بت کسی کا - خدا نہیں ہوتا

تو ہی تو سب کو یاد آتا ہے
جب کوئی آسرا نہیں ہوتا

حق سپاسِ جناب باری کا
مجھ سے مضطر ادا نہیں ہوتا

سالانہ میلاد کی تیسری محفل میں یہ غزل ابتدائً پڑھی گئی تھی

تیسرے دن بھی تری یاد کا چرچا چھیڑا
پھر تری بات نکالی ترا قصا چھیڑا

پھر تری خواہش دیدار میں پردا چھیڑا
سامنے تو نکل آیا تجھے اتنا چھیڑا

تو نے چھیڑوں کو اکیلے ہی مزے لوٹے ہیں
ہم نے چاہت میں ہمیشہ تجھے تنہا چھیڑا

آج دن بھر جو زبان چپ تھی وہ پھر چل نکلی
تذکرہ پھر لبِ خاموش نے تیرا چھیڑا

وحشتِ دل بھی پھر اوقات کی پابند ہے
فصل گل آتے ہی پھر قصۂ صحرا چھیڑا

ہم اگر روئے تو امیدِ خدا ابل اوٹھی
تم نے ناحق کو یہ ذکرِ غمِ فردا چھیڑا

اپنے آپس کی لگاوٹ بھی غضب ہوتی ہے
جب چڑا میں تو تری یاد نے دونا چھیڑا

ہجر الفت میں مرے دل کو ستایا یادی پاس
تو نے ناحق یہ حبابِ لبِ دریا چھیڑا

میری ناکامیِ تدبیر مرے بس کی نہ تھی
میری تقدیر نے مضطر مجھے بیجا چھیڑا

خضر کو تو نے ہی لطفِ زندگانی دیدیا
اپنی موجِ لطف سے پیاسے کو پانی دیدیا

دل کو رونے کے لئے سوزِ نہانی دیدیا
آگ جب بھڑکی تو گل کرنے کو پانی دیدیا

اپنے سنگِ آستان پر سب کے سر جھکوائے
تو نے یہ اچھا علاجِ سرگرانی دیدیا

مین مٹا تجھہ پر تو اونچا کر دیا میرا غبار
خاک کو تو نے عروجِ آسمانی دیدیا

تو نے اپنا دسترِ نعمت بچھا کر دہر مین
اپنی سب خلقت کو اذنِ میہمانی دیدیا

فیض کچھہ تیرا نہین اچھے برے پر منحصر
گلشنون کے ساتھہ جنگل کو بھی پانی دیدیا

اون سے پوچھے کوئی تیری شرمساری کا مزہ
تو نے جن کی آنکھہ کو غیرت کا پانی دیدیا

تو نے ہی اُلفت چھپا کر پردۂ امید مین
آرزو کے بھیس مین داغِ جوانی دیدیا

بات مضطر کی تری رحمت نے رکھہ لی حشر مین
اوسکو پیاسا دیکھہ کر کوثر کا پانی دیدیا

ترا کام ہے آہ و زاری کا سننا
مرے نوحۂ بیقراری کا سننا

ہے کہنا مرا اپنے باری کا کہنا
ہے سننا ترا لطفِ باری کا سننا

مری حسرتِ دل سناتی ہے تجھکو
تو ہی حال آفت کے ماریکا سننا

محمدؐ کے عارض کے صدقے مین یا رب
گلا اس شبِ بیقراری کا سننا

امیر ونکو کیا حالتِ دل سناؤن
وہ سنتے ہین چلتی سواری کا سننا

تجھی پر ہے موزون تجھی پر ہے زیبا
مرے رنجِ امیدواری کا سننا

بیان حال دل غمگسار و نسے کیا ہو
وہ سنتے نہین غمگساری کا سننا

وہ گل ہون کہ سنتا نہین میری کوئی
ہوا پر ہے بادِ بہاری کا سننا

الٰہی تو ہی صبر مضطر کو دینا
گلا اوس کی بے اختیاری کا سننا

اللہ کی مرضی سے ہر اک کام چلے گا
نام اوسکا لئے جاؤنگا تب نام چلے گا

اوس صبح کی خواہش ہے جو طیبہ مین نظر آئے
تجھہ سے تو مرا کام نہ اے شام چلے گا

طیبہ مین صبا جا کے فقط پوچھہ لے اتنا
کب چنّے کو کانٹے وہ گل اندام چلیگا

اے موت مدینے کی طرف لیکے چلی چل
دم دونگا وہان چل کے تو کچھہ نام چلیگا

یہ کہکے خدا نے مجھے دیدی ہے محبت
دل مین اسے رکھہ چھوڑ ترا کام چلے گا

معشوق کی صورت مین لبھانے مجھے آئی
دنیا تری ان باتون سے کیا کام چلے گا

کچھہ ہم ہی نہین جائین گے اللہ کی جناب
آغاز ہی اپنا سوئے انجام چلے گا

دل دیکے محبت مین جتائین گے حق اپنا
اس چیز کے دینے سے بڑا کام چلے گا

دولت تو کوئی شے نہین اولاد خدا دے
اس مال سے انسان کا کیا نام چلے گا

مضطر یہ کبھی سوچ کے ہم نے نہ اوٹھایا
کل کچھہ نہ رہا پاس تو کیا کام چلے گا

تیری مرضی کے مطابق باغ دنیا بنگیا
رنگ قدرت سی ترے ہر پھول اچھا بنگیا

ہم نے دیکھے دو کرشمے تیرے حسن پاک کے
کھلتے ہی جلوہ بنا چھپتے ہی پردا بنگیا

دی ہدایت سبکو نقش رہروان راہ سے
رہنمائی سے تری جنگل مین رستا بنگیا

تیرے حسن دلربا کی یاد نے کاٹی ہے رات
جو اندھیرا شام غم کا تھا وہ تڑکا بنگیا

ہے تری مٹی کہ جس مٹی کی پانی میں کٹی
ہے ترا پانی کہ جس پانی سے دریا بنگیا

فرط بیتابی سے آخر غش میں آ کر گر پڑے
تیرا جلوہ دیدۂ موسیٰ کا پردا بنگیا

حشر کے کھٹکے میں گذری زندگی مضطر مری
غنچہ امید بھی خار تمنا بن گیا

تو نے سب سامان زندان میں مہیا کر دیا
اپنے یوسف کے رہا ہونے کا رستا کر دیا

شرم کا پہلو جدا اون میں پیدا کر دیا
اپنے پردے کی طرح اون کا بھی پردا کر دیا

تو نے جب چاہا ملانا دلمیں الفت ڈالدی
جب جدا کرنا ہوا آپس میں جھگڑا کر دیا

جب فرشتوں نے نہیں اوٹھا تری الفت کا بوجھ
ایک مشت خاک سے انسان پیدا کر دیا

تندرستی کچھ دوائی پر نہیں موقوف ہے
سیکڑوں کو بے دوا بھی تو نے اچھا کر دیا

خود نمائی سے تجھے نفرت ہے بیشک اے خدا
آئینہ سے خود نمائی کی تو اندھا کر دیا

ایک کو تو ایک سے منسوب کرتا ہے یہان
حسن یوسف کیلئے نام زلیخا کر دیا

ذرۂ ناچیز کا سورج سے چمکایا نصیب
قطرۂ ناچیز کو دریا میں دریا کر دیا

روضۂ محبوب تک پانی کے اوپر سے گیا
تو نے پانی کاٹ کر جانیکا رستا کر دیا

ثمرۂ امید باغ دہر میں کس کو ملے
ہم نے اپنے دل کو کیوں وقف تمنا کر دیا

میرے لکھے کو وہی بدلیگا مضطر ایکدن
جس نے ماتھا ٹیکنے کا نام سجدا کر دیا

کس طرح حمد خدا اپنی زبان سے کرتا
جب نہیں کرنے میں آتی [illegible] کرتا

اے زبان جب کوئی کام اپنے بیانسی کرنا
حسرت عشق خدا یاد بتان سے کرنا
دل کی باتین بہی وہ سنتا ہی کہو یا نہ کہو
اے دل زار محبّت کا یہ گر یاد رہے
بے پیے ہوتی ہے کیون مستی الفت اے دل
کیسی گذری عدم آباد کے جانے والو
بات جب ہے کہ محبّت مین مرادل لوٹے

ابتدا نام خدائے دوجہان سے کرنا
ہو جو آگے کا ارادہ تو یہان سے کرنا
کیون اوسے یاد کسی طرز فغان سے کرنا
جل ہی جانا تو نہ اظہار زبان سے کرنا
یہ جرح جا کے کسی پیر مغان سے کرنا
تم جو کچھ پوچھو تو خبر اس کی وہان سے کرنا
گفتگو کیا ترے بارمین زبان سے کرنا

کام دیگا تو یہی دے گا کہ تم اے مضطر
اپنے معبود کی طاعت دل و جان سے کرنا

الٰہی صلہ دے مجھے آرزو کا
یہ سب اہل عالم ہین در پردہ دشمن
یہ کھتی ہوئی دھر مین رات آئی
خدائی ہے سب آپ رحمت کی پیاسی
یہ مٹی کے برتن تجھی سے ہین پاتے
جو گلشن مین ہنس کر تکبر کی ٹھانی
عبادت تری آگ کر دے گی ٹھنڈی
مجھے داغ عصیان سے یارب بچانا

مین کہیں کچھ تو پاؤن تری جستجو کا
محافظ تو ہی ہے مری آبرو کا
کہ دنیا مین آکر جو سویا وہ چوکا
زمانہ ہے تیری عنایت کا بھوکا
تو ہی پیٹ بھرتا ہے جام و سبو کا
تو شبنم نے اوپر سے پھولون پہ تھوکا
بجھا دے گا وہ دوزخ کو پانی وضو کا
ترے ہاتھ دامن رہے آبرو کا

خدا سے سبھی کہہ لیا ہم نے مضطر
یہاں جتنا موقع ملا گفتگو کا

تری شان پیاری ہے ربّ العلیٰ
ترا فیض جاری ہے ربّ العلیٰ

غم و رنج و آفت میں خلقت تری
تجھی کو پکاری ہے ربّ العلیٰ

سنے کون تجھ بن کسی کی پکار
تری بات بھاری ہے ربّ العلیٰ

تری یاد میں اور ترے عشق میں
ابھی تک گذاری ہے ربّ العلیٰ

مرے قلب میں اور مری آنکھ میں
ترا کیف طاری ہے ربّ العلیٰ

عدم کے سفر میں تو ہی کر مدد
لگی اب سواری ہے ربّ العلیٰ

تو ہی میری مشکل کے کاٹیگا دن
مری رات بھاری ہے ربّ العلیٰ

مرے وقت آخر کو آسان کر
دم دم شماری ہے ربّ العلیٰ

مجھے اس خدائی سے ہلکا اٹھا
کہ کچھ وقت بھاری ہی ربّ العلیٰ

زمانے کے رنج و غم و درد سے
مری جان عاری ہے ربّ العلیٰ

تو ہی اپنے مضطر کو تسکین دے
بہت بیقراری ہے ربّ العلیٰ

زبردست ہے تو بچا لینے والا
غریبوں کی بگڑی بنا لینے والا

ترا غم میسر تو ہو یا الٰہی
ترے غم کو کھا لے گا کھا لینے والا

مرے دل سے پوچھے کوئی تیرے غم کو
مزا لے رہا ہے مزا لینے والا

زمین پر گرائے فلک اسکا غم کیا
وہ بیٹھا ہے اوپر اوٹھا لینے والا

خدا درد والون کی حالت تو پوچھے
مین کہدون کہ مین ہون دوا لینے والا

بلایا کرے یونہین نار جہنم
نہ جائیگا نام خدا لینے والا

ابھی تک تو بازار دنیا مین ہمنے
نہ پایا متاع وفا لینے والا

وہ سیدھا چلا جس نے مانا خدا کو
اگرا ٹھوکرین جا بجا لینے والا

خدا کی طرف لو لگا اپنی مضطر
تو ہے اس خدائی سے کیا لینے والا

توہی ہے ٹھکانے سے پہونچانے والا
غریبون کی غربت مین کام آنیوالا

ترا نام لیتا ہے وقت مصیبت
تجھے یاد کرتا ہے گھبرانے والا

ترے رنج سے دلکو راحت ملی ہے
خوشی اب مناتا ہے غم کھانے والا

مین اسکے بھروسہ پہ یارب جیون کیا
کہ تو نے دیا دم نکل جانے والا

جو آیا تجھے گا سو ہر کو سب سمجھے گا
خودی اپنی سے لٹے تجھے پانیوالا

توہی ہے تڑپ مین تسلی کا باعث
توہی ہے تسلی مین تڑپانے والا

کوئی نام مضطر بھی لیتا نہین ہے
تجھے سے کہان جا بسا جانے والا

تجھی درد کا تو نے چارا کیا
بڑا کام یارب ہمارا کیا

نبیڑا کیا تو بنتی رہی
گذرتی رہی تو گذارا کیا

سوا تیرے ساتھی نہیں ہے کوئی / مصیبت میں سب نے کنارا کیا
جو سکھ تو نے بخشا وہ سب نے لیا / جو دکھ تو نے ڈالا گوارا کیا
تری ناخدائی نے دیدی مدد / جو کشتی نے ہم سے کنارا کیا
سوا تیرے یا رب مصیبت کے وقت / خدائی نے کس کا سہارا کیا

مصیبت میں تو یاد آتا رہا
سدا تجھکو مضطر پکارا کیا

واجب التعمیل ہے بندوں کو فرمانِ خدا / ہیں وہی بندے جو کر دیں جان قربانِ خدا
دل وہی دل ہے کہ جس میں ہو ارمانِ خدا / سر وہی سر ہے کہ جس سر پر ہو احسانِ خدا
چشم بینا ہو تو ہر ذرے میں اوسکا نور ہے / دیدۂ دل ہو تو ہر جلوے میں ہے شانِ خدا
سوز سے پیدا ہوا کرتا ہے سازِ قربِ حق / درد سے حاصل ہوا کرتی ہے درمانِ خدا

جو صفت مضطر کروں بیشک خدا پر زیب ہے
جو ثنا مضطر کروں بیشک ہے شایانِ خدا

کارسازِ جملہ عالم ذاتِ پاکِ کبریا / ہے معاون سب کی ہر دم ذاتِ پاکِ کبریا
دارُوئے ہر دردِ کاوش ذاتِ پاک کارساز / دافعِ ہر رنج و ماتم ذاتِ پاکِ کبریا
ہے علاجِ کاہشِ دل ذاتِ پاکِ کارساز / ہے دوائے حسرت و غم ذاتِ پاکِ کبریا
بیگمان مسجودِ عالم ذاتِ پاکِ کارساز / بیگمان مسجودِ آدم ذاتِ پاکِ کبریا
موجبِ رنگِ گلِ تر ذاتِ پاکِ کارساز / باغبانِ باغِ عالم ذاتِ پاکِ کبریا

واقف راز خفی ہے ذات پاک کارساز | سبکی محرم سبکی ہمدم ذات پاک کبریا

جان مضطر کی تسلی ذات پاک کارساز
چارۂ صد حسرت و غم ذات پاک کبریا

ہے بیشک بڑی شان رب العلی | مری جان قربان رب العلی
فلک زیر احکام رب عظیم | زمین تحت فرمان رب العلی
زمانہ ہے ممنون اکرام خاص | سرون پر ہے احسان رب العلی
ہر اک لب پہ ہے نام رب قدیر | ہر اک دل مین ارمان رب العلی
ہے ہر پھول مین رنگ حسن صفات | ہے ہر شمع مین شان رب العلی
خدائی ہے منت پذیر کرم | سبھی پر ہے احسان رب العلی

ہے سب حمد مضطر اوسی کے لئے
ہے ہر وصف شایان رب العلی

رب ذی اقتدار ہے سبکا | اوسکو کل اختیار ہے سب کا
وہم شک سے بری ہے ذات اوسکی | پاک پروردگار ہے سب کا
داروے درد دردمندان ہے | چارۂ حال زار ہے سب کا
رزق دیتا ہے ہر بہانے سے | حامی روزگار ہے سب کا
اوس سے پاتے ہین مانگنے والے | اوسپہ دار و مدار ہے سب کا
جلوۂ عرش و فرش ہے اوس سے | بیگمان کردگار ہے سب کا

وہ ہی بخشے گا حشر میں مضطر
وہ ہی آمرزگار ہے سب کا

عذابوں سے اپنے الٰہی بچانا — توانا ہے تو ناتوان کل زمانا
فنا و بقا پر تسلط ہے تیرا — ترے ہاتھ ہے سب بنانا مٹانا
نہ تیری عنایت کو حیلے کی حاجت — نہ درکار تیرے کرم کو بہانا
یہ سامان دنیا ذخیرہ ہے تیرا — یہ اسباب عالم ترا کارخانا
ہے معبود عالم تری ذات بیناز — ہے مسجود عالم ترا آستانا
تو دیتا ہے پتھر میں کیڑے کو پانی — تو دیتا ہے پانی میں مچھلی کو دانا

یہ ہے نقش بر آب دنیائے فانی
کسی سے یہاں دل نہ مضطر لگانا

عمیم العطا ہے خدا ہی خدا — غرض جابجا ہے - خدا ہی خدا
وہی جلوہ گر دیدۂ دل میں ہے — نظر آرہا ہے - خدا ہی خدا
زمانے میں کیا ہے وہی ایک ذات — خدائی میں کیا ہے - خدا ہی خدا
یہ کہتی ہے تکمیل مقصود دل — کہ حاجت روا ہے - خدا ہی خدا

سوا اوسکے مضطر کوئی کچھ نہیں
خدا ہی خدا ہے - خدا ہی خدا ہے

الٰہی مٹا دل سے ارمان دنیا — دکھا مجھکو حسرت ساماں دنیا

نہ کر مجھکو پابستۂ بندۂ اہل عالم
نہ رکھ میری گردن پہ احسان دنیا

کٹوا دے تعلق کو تو مخلصی دے
دباتا ہے طوق گریبان دنیا

کسی کو برابر نہیں تولتی ہے
بڑی خود غرض ہے یہ میزانِ دنیا

خدا ہے تو ہی کر مری ناخدائی
ڈبونیکو ہے موجِ طوفانِ دنیا

اندھیرے سے بدتر نظر آرہی ہے
یہ ساری ضیائے شبستانِ دنیا

الٰہی مجھے اپنے گھر میں جگہ دے
ہے گرنیکو اک دن یہ ایوانِ دنیا

تری درد کا دلمیں گھر چاہتا ہوں
نہیں مجھکو درکار درمانِ دنیا

الٰہی تو اپنے کرم سے بدلدے
مرا خطِ قسمت ہے عنوانِ دنیا

صعوبت کا گھر ہے یہ زندانِ عالم
مصیبت کا رمنا ہے ایوانِ دنیا

بقا ترکِ عالم - بقا ترکِ ہستی
فنا جسمِ دنیا - فنا جانِ دنیا

یہاں دل کسی چیز سے کیا لگاؤں
نہ جائینگے ہمراہ سامانِ دنیا

ترا رنج و غم ہے تعلق جہان کا
تری بیوفائی ہے شایانِ دنیا

چھڑا تو ہی یارب کہ ہے جانِ مضطر
اسیرِ غم و رنجِ عصیانِ دنیا

یارب ہے تو ہی داورِ دادرس ہمارا
ہے مرجعِ مقصد تری سرکار ہمارا

ہم کھوٹے ہیں - اور تو ہے خریدار ہمارا
بن جائیگا سودا سرِ بازار ہمارا

اے صاحبِ دریائے کرم سینچ دے کھیتی
دنیا نے سُکھایا ہے چمنزار ہمارا

محشر مین سبکدوش گناہون سے اوٹھانا
پروا تو ہی رکھنا سرِ دربار ہمارا

جز تیرے سنے کون صدا سازِ فغان کی
مضراب ستم توڑ چکی تار ہمارا

اس صدمۂ تشہیر کا بدلا تو ہی دیگا
قسمت نے دھرا نام گنہگار ہمارا

رزّاق ہے دیتا ہے تو ہی رزق جہانکو
مالک ہے اوٹھاتا ہے تو ہی بار ہمارا

اے صاحب صد مطلع انوار کرم کر
صدمونکی گھٹاؤن مین ہے گلزار ہمارا

مضطر کہ جہنم مین لئے جاتے ہین اعمال
تو کہدے کہ بندہ ہے گنہگار ہمارا

سپاسِ خدا بے زبانون کا کیا
جو پوری نہ ہون - اون بیانونکا کیا

محبت مین ای جان پر غم نہ ڈر
سبھی لیتے ہین - امتحانونکا کیا

وہی سب کا مالک ہے کچھ شک نہین
زمینونکا کیا - آسمانون کا کیا

دئے ہین یہان اور دیگا وہان
مکینون کو لوٹا - مکانون کا کیا

نہ کر مرگ الفت کا ایدل گلا
یونہین جاتی رہتی ہین جانونکا کیا

عزیزون سے کیا ہو جدائی کی روک
بکھر جاتے ہین یونہین دانونکا کیا

غم بیکسی جانِ مضطر نہ ڈھونڈھ
ٹھکانہ بھلا بے ٹھکانون کا کیا

ردیف ب

جان تیرے مرضِ عشق مین بیمار ہے اب
مجھکو امدادِ الٰہی تری درکار ہے اب

جا چکے پہلے ترے عشق مین سامانِ جو اسبا
جان جانے کو ترے ہجر مین تیار ہوا اب

پہلے کوئی مری امید کا گاہک ہی نہ تھا
بیکسی حسرتِ پنہان کی خریدار ہے اب

کل قیامت مین وہ ممتاز اوٹھیگا یارب
جو ترے عشق مین رسوا سرِ بازار ہوا اب

درد کا درد سی چاہت مین مین کرتا ہون علاج
میری حسرت ہی دوا ہے دلِ بیمار ہے اب

ہم نے دیکھا تری باتو نہ جو پہلے نہ ملے
اونہین ہو تو نہیہ ترے نام کی تکرار ہے اب

اپنی دنیا سے بلا سے عدم آباد مین تو
مجھکو گلشن سے بھی بدتر ترا گلزار ہے اب

طور پر چڑہ کے جو موسیٰ نے ترے دیکھا تھا
وہی جلوہ مری آنکھون مین نمودار ہوا اب

اپنا جلوہ دمِ آخر تو دکھا دے اوسکو
کیونکہ جہان ترا مضطر بیمار ہے اب

کیا بتاؤن گریۂ سوزِ نہانی کا سبب
جانتی ہے اندرونی آگ پانی کا سبب

اس لئے صدقے کیا ہے تیری تیغِ ناز پر
اپنے سر کو جانتا تھا سرگرانی کا سبب

اس لئے پتھر دھرا ہے دلپہ تیری چاہ کا
وقتِ آخر یہ نہ ہوگا سخت جانی کا سبب

وجہِ عصیان کب ہوا جوشِ جوانی غافلو
بلکہ خود عصیان ہوئے جوشِ جوانی کا سبب

آج کے دن غم ترا کھایا ہے یارب اس لئے
کل کے دن ہوجائیگا یہ شادمانی کا سبب

تیرے بادل سینچتے ہین ہر نہالِ باغ کو
تیری رحمت سے بہارِ بوستانی کا سبب

کیا غرض تھی کیون مین آتا گلشنِ ایجاد مین
کھینچ لایا ہے فقط اس دانے پانی کا سبب

اپنی رحمت سے جلاتا ہے مجھے یارب توہی
مہربانی ہے تری اس زندگانی کا سبب

آگئے ہین اوسکی عبادت کیلئے مضطر یہان
کیا بتائین اس قیامِ دارِ فانی کا سبب

ردیف (پ)

وہی دیکھتا ہے یہ ساری تڑپ
خدا کے لئے ہے ہماری تڑپ

ابھی تو قفس مین تڑپتا ہون مین
مٹا دے گی یادِ بہاری تڑپ

کرین لوٹنے پر نہ محفل مین ناز
پتنگے جو دیکھین ہماری تڑپ

خدا نے تسلی جو دیدی مجھے
تو مٹ جائے گی دل کی ساری تڑپ

ہے تحفہ ترے عشق کا اے خدا
مجھے دل سے بڑھکر ہے پیاری تڑپ

ترے در پہ تڑپا کے لے جائیگی
مرے دل کی بے اختیاری تڑپ

تسلی خدا دے گا مضطر تجھے
نہ اتنا دمِ بیقراری تڑپ

ردیف (ت)

توہی ہے کبریا رب السموات
خدائی کا خدا رب السموات

ترے افضال بیحد ہوئی ہے
مرے دل کی دوا رب السموات

دیا تو نے اثر اپنے کرم سے
سنی سب کی دعا رب السموات

کیا کرتے ہین سب ارمان والے
تجھی سے التجا رب السموات

کھلائے ہین چمن مین پھول تو نے
چلائی ہے ہوا رب السموات

بچاتا ہے توہی عصیان سے سبکو
توہی ہے رہنما رب السموات

ترا مضطر مریض درد و غم ہے
توہی دیگا شفا رب السموات

ہے تری شان بڑی شان رفیع الدرجات
تجھپہ لائے ہین سب ایمان رفیع الدرجات

تیرے مملوک ہین سب جن و ملک ارض و فلک
تیرے بندے ہین سب انسان رفیع الدرجات

رحمت عام تری وتجھہ معافی ہے بکر
مشکلین کرتی ہے آسان رفیع الدرجات

دونون عالم پہ ہے یکسان نگرانی تیری
ہے توہی سب کا نگہبان رفیع الدرجات

سب کے دل ہین ترے ممنون عنایات و کرم
سب کے سر ہے ترا احسان رفیع الدرجات

بزم عالم مین یہ جلوے جو نظر آتے ہین
تیری قدرت کے ہین سامان رفیع الدرجات

غم عصیان مین گرفتار ہے مضطر تیرا
اسکی مشکل بھی کر آسان رفیع الدرجات

ہے بلاشبہ تری ذات مجیب الدعوات حامی جملہ مہمات مجیب الدعوات
تو نے ہی دامن امید کی عزت رکھی سب نے کی تجھ سے مناجات مجیب الدعوات
حافظ حرمت ارباب زمانہ ہے توہی دافع جملہ بلیات مجیب الدعوات
تو نے ہر گھر میں امیدوں کی جلائے ہیں چراغ جلوہ فرما ہے تری ذات مجیب الدعوات
شام اندوہ جدائی کا بھی تڑکا ہو جائے صبح کر دے یہ مری رات مجیب الدعوات
سر پہ ہے بار گنہ اور قیامت نزدیک اسی خطرہ میں ہوں دن رات مجیب الدعوات

لاج مضطر کی قیامت میں توہی رکھیگا
اور سے بنتی نہیں کچھ بات مجیب الدعوات

سب کے دل میں ہے تری یاد مجیب الدعوات پالتا ہے توہی اُفتاد مجیب الدعوات
تو نے ہی قید میں یوسف کی دعا سن لی تھی وے مجھے مژدۂ فریاد مجیب الدعوات
تو نے یونس کی سنی تھی شکم ماہی میں کر دوا سے دل ناشاد مجیب الدعوات
دھیان میں دھیان ترا دھیان ہے ای رب کریم یاد میں یاد تری یاد مجیب الدعوات
تری دنیا نے بری طرح ستایا مجھکو کیا کروں شکوۂ بیداد مجیب الدعوات
چاہ سے حضرت یوسف کو نکالا تو نے کر مجھے قید سے آزاد مجیب الدعوات
تیرے رونے پہ زمانے کا جگر پھٹتا ہے صبر دے مضطر ناشاد مجیب الدعوات

ردیف (ٹ)

الٰہی تو میرا نصیبا پلٹ یہ سارے خیالات دنیا پلٹ

ہین خود اپنا مضمون مقصد پڑھون — ورق میری قسمت کا ایسا پلٹ
مصیبت مین یارب پلٹنا تو — گئی مجھسے دنیا کی دنیا پلٹ
وہ حالت بدل دی کہ سب کہتے ہین — کہ یہ ہوگئی کیسی کایا پلٹ

محبت کے نیرنگ مضطر نہ پوچھ
گیا چار ہی دن مین نقشا پلٹ

ردیف (ث)

تری مخلوق نے اپنا تجھے جانا وارث — تجھکو سمجھے ہوئے بیٹھا ہے زمانا وارث
مالکی یہ ہے کہ سب نے تجھے مالک سمجھا — وارثی یہ ہے کہ سب نے تجھے جانا وارث
عمر بھر تیرے ہی افضال پہ تکیہ رکھا — جز ترے ہم نے کسی کو بھی نہ جانا وارث
کہہ رہا ہے ترا عالم تجھے بینا مالک — جانتی ہے تری دنیا تجھے دانا وارث
کون پوچھیگا بھلا ہم سے غریبوں کو یہان — بے ٹھکانون کو تو ہی دیگا ٹھکانا وارث
خضر کو تو نے کیا رہبر عالم مشہور — اپنا رستہ ہو نصیبین ہمکو بھی بتانا وارث
تیرے برتے ہی پہ سب کرتے ہین قسمت کی امید — ناتوان تجھکو سمجھتے ہین توانا وارث
تو ہی اول مرا وارث ہے تو ہی آخر مین — نہ نیا ہے کوئی وارث نہ پرانا وارث

تیرا مضطر ترے اکرام کی امیدین ہے
ڈھونڈھتا ہے تری رحمت کا بہانا وارث

ردیف (ج)

ہے ترے ہاتھ قیامت میں گنہگار کی لاج
کیونکہ کہتا ہے تو ہی اپنے خطاکار کی لاج

جان نکلے تو ترے نام پہ یارب نکلے
وقتِ آخر تو ہی رکھیو دلِ بیمار کی لاج

مال کا مول ضرورت پہ گھٹا دیتا ہے
مفلسی میں تو ہی رکھتا ہے خریدار کی لاج

تو نے تسبیح کی مسجد میں بڑھائی عزت
دیر میں رکھی ہے ہر رشتۂ زنار کی لاج

ساز سے تیرے ہی چھیڑوں نے نکالے نغمے
تیری آواز نے رکھ لی ہے ہر اک تار کی لاج

بزم میں رکھے ہیں جلتی ہوئی شمعوں کے بھرم
رزم میں رکھی ہے چلتی ہوئی تلوار کی لاج

موت سے تو ہی بچائیگا اوسے وقتِ اخیر
تیرے ہاتھوں ہے ترے مضطرِ بیمار کی لاج

ردیف (چ)

یادِ محبوب میں رو رو کے آزار نہ سوچ
عشق میں پڑ کے دوا اے دلِ بیمار نہ سوچ

اوسکی رحمت کے بھروسے پہ بسر کر اپنی
کیسی گذریگی قیامت میں دلِ زار نہ سوچ

فکر کر اپنی تباہی کی تو اے بلبلِ زار
کس طرح ہو گئی برباد یہ گلزار نہ سوچ

مجھکو مرنے دے کہ ملنا ہے خدا سے مجھکو
بے سبب میری دوا ای مرے غمخوار نہ سوچ

اپنے اللہ کی طاعت میں بسر کر مضطر
فکرِ دنیا کی نہ کر دہر کے افکار نہ سوچ

ردیف (ح)

جہان میں کون خبر گیر ہے خدا کی طرح
اڑی ہیں سب کی خبر گیریاں ہوا کی طرح

جو مجھکو درد دلائے خدا کہیں مل جائے
تو اوسکو ڈھونڈ کے پی جاؤں میں دوا کی طرح

عجب طرح سے گذاری چمن میں عمر اپنی
رہے فضا کی طرح اوڑ گئے ہوا کی طرح

پڑے تھے چہرۂ ہستی پہ ہم نقاب صفت
ہوا لگی تو معًا اوڑ گئے ردا کی طرح

یہ بیت خدا تو زمانے میں خیر میں بیٹھے
مگر ذرا بھی نہ آئی اونھیں خدا کی طرح

بچا کے جان میں دنیا میں اپنی آیا تھا
یہ ادھر بھی مرے پیچھے پڑی بلا کی طرح

نہ پھول ہستی ناپائدار پر مضطر
مٹے گا نقش بقا نقش مدعا کی طرح

ردیف (خ)

مرتے دم تیری طرف ہے ترے بیمار کا رخ
جیسے مطلوب کی جانب ہو طلبگار کا رخ

تو ہی عزت سر بازار محبت رکھنا
کیونکہ بدلا ہوا پاتا ہوں خریدار کا رخ

بے رخی بیجا کا انجام ہوا کرتی ہے
عشق بلبل ہی نے پھیرا گل گلزار کا رخ

کعبہ و دیر میں ہوتی ہے پرستش تیری
ہے تری سمت ہر اک کافر و دیندار کا رخ

تو جو چاہے تو ابھی جان بچا لے میری
تو جو چاہے تو ابھی موڑ دے تلوار کا رخ

اب شب تار جدائی کا نہین کچھہ دھڑکا | خواب مین دیکھہ لیا احمد مختار کا رُخ

مجھکو اپنون سے امید نہین بہت کچھہ مضطر
وہ بھی منہ پھیر گئے دیکھہ کے اغیار کا رخ

ردیف (د)

ہے طبیعت مری اس طرح وفا کی پابند | جس طرح ساری خدائی ہے خدا کی پابند
کاہش جان کا نہین کوئی جہان مین علاج | کاوش دل نہین ہوتی ہے دوا کی پابند
باغ عالم مین ٹھہرنے کا بھروسہ کیا ہو | بوئے گل ہم نے تو دیکھی ہے ہوا کی پابند
اے خدا بخش دی دنیا ہی مین عصیان میرے | تیری رحمت تو نہین روز جزا کی پابند
ہائے افسوس کہ تقدیر سے پائی ہم نے | ایسی دنیا جو نہین رسم وفا کی پابند
دل مین اس طرح تپ سوز نہان ہے پنہان | جس طرح جلوہ نمائی ہو ردا کی پابند

اگر اللہ کو منظور نہ ہوتا مضطر
تو نہ ہوتی کبھی تاثیر دعا کی پابند

ردیف (ڈ)

زاہدونکو ہوگا اپنے زہد و طاعت پر گھمنڈ | ہے ہمین تو صرف یارب تیری رحمت پر گھمنڈ
نقش گر تیرا نہ ہوتا سوچتا کیا آئینہ خاک | آئینہ کرتا ہے ناحق اپنی صورت پر گھمنڈ

اوسکے جلووں نے جلا رکھے ہین لاکھون ہی چراغ
شمع داغ دل کو کیون ہو اپنی طلعت پر گھمنڈ

موج کرتی ہے ترے دریاے رحمت پر غرور
باغ کرتے ہین ترے نیرنگ قدرت پر گھمنڈ

پاک ہے جس حسن نے کعبے مین جگہہ بعد فنا
ایسے لوگون کو بجا ہے اپنی قسمت پر گھمنڈ

داغ دل کی روشنی پھیلی ہوئی ہر ہر گھڑی
ہے ہمین تاریکیٔ شبہاے تربت پر گھمنڈ

سب تو مضطر کر رہے ہین حسن صورت پر غرور
وہ ہمین ہین جسکو ہے شان محبت پر گھمنڈ

ردیف (ذ)

نہ مجھے عیش سے مطلب نہ ہے آرام لذیذ
ہان اگر ہے تو غم خالق علام لذیذ

اوس محبت کے مزے لوٹ رہا ہون دلمین
جس محبت نے پلایا ہے مجھے جام لذیذ

عاشقون کا تو کبھی پیٹ بھرا کرتا ہے
ہے ہر اک شے سے غم اوسکا دل ناکام لذیذ

کیا کرے میری زبان تیرا سپاس اے رازق
نعمتین تو نے کھلائین سحر و شام لذیذ

خوگر عشق کو آتا ہے مزا چھیڑون مین
تیرے زخمون کو بھی سمجھا دل ناکام لذیذ

یون تو دنیا کی سبھی دیکھی ہین کڑوی باتین
ہے زبانون کے لئے صرف ترا نام لذیذ

زندگی طرز توکل مین گذاری ساری
ہم نے غم کھائے ہین اے مضطر ناکام لذیذ

ردیف (ر)

تو ہی دو جہاں کا کفیل ہے - مری آرزو کا خیال کر
تو ہی سب کا ربِّ جلیل ہے - مری آرزو کا خیال کر

مجھے دیگا دادِ عمل تو ہی شجرِ مراد کا پھل تو ہی
مری عمر سب سے قلیل ہے - مری آرزو کا خیال کر

ہے تجھی سے آس لگی ہوئی - ہے یہی امید بڑی ہوئی
بجز اسکے کون سبیل ہے - مری آرزو کا خیال کر

مرے سوزِ غم کو بجھا دے تو - مرے دل کی آگ مٹا دے تو
ترے بس میں باغ خلیل ہے - مری آرزو کا خیال کر

مرا نام مضطرِ بینوا - ترا نام مالکِ دوسرا
یہ کرم کی خاص دلیل ہے - مری آرزو کا خیال کر

اپنے کرم سے اے خدا مجھکو جناں نصیب کر
خار یہاں اٹھا چکا - پھول وہاں نصیب کر

درد کا لطف پا چکا - لذتِ انبساط دے
رنج گراں تو مل چکا - عیشِ گراں نصیب کر

اتنے برس تو کٹ گئے - آفت و رنج و درد میں
اب تو میانِ زندگی - چین یہاں نصیب کر

چین کی ساری ڈوریاں - تیرے ہی ہاتھ میں خدا
مجھکو بھی باغِ دہر میں امن و اماں نصیب کر

اپنا فسانۂ الم جز ترے کس سے میں کہوں
دل کا ملال میٹ دے - راحتِ جاں نصیب کر

تیری ہی ذات سے مجھے عیش ملا ہے جہانتک ‏ ‏ تو نے ہی سب یہان دیا۔ تو ہی وہان نصیب کر
تیری ہی یاد مین رہون۔ دل مجھے اسطرح کا دے ‏ ‏ تیرا ہی ذکر مین کرون۔ ایسی زبان نصیب کر
تیری ہی جستجو مین فکر ہو۔ ایسا خیال دے مجھے ‏ ‏ تیرا ہی جسمین ذکر ہو۔ ایسا بیان نصیب کر

مضطر خستہ دل ترا۔ ہے تری آس پر پڑا
اوسکو بحق مصطفےٰ راحت جان نصیب کر

تصدق ہین تن من خدا کے کرم پر ‏ ‏ قلم جس نے پھیرے ہین طرز الم پر
درستی سنا ہے ترے ہاتھ ہوگی ‏ ‏ بڑا ناز ہے مجھکو تیرے کرم پر
ترا وصف لکھا تو یہ شان دیکھی ‏ ‏ سیاہی کا دھبہ نہ آیا قلم پر
تو ہی فتح مندی قیامت مین دیگا ‏ ‏ چڑھائی ہے خلقت کی ملک عدم پر
سفر کر رہے ہین نہ کچھ دن مین یا رب ‏ ‏ ہنسے گی رہائی گرفتار غم پر
یہ آنسو تو تیرے ہی رو کے رکینگے ‏ ‏ تو ہی ہاتھ رکھے گا اس چشم نم پر

گلا کر نصیبون کا مضطر خدا سے
نہ رکھ اپنی قسمت کا الزام ہم پر

تو ہی ہے تو ہی سب کا رب غفور ‏ ‏ نہان و عیان تو ہے نزدیک و دور
زمانے پہ تیرے عبادت ہے فرض ‏ ‏ خدائی کو تیری پرستش ضرور
اوجالے مین روشن ہے ترا جمال ‏ ‏ اندھیرے مین چھپا ہے تیرا ہی نور
نہ رکھا کبھی تو نے آنکھون کو تر ‏ ‏ نہ رکھا کبھی تو نے دل ناصبور

نڈالی کبھی تو نے آفت مین جان
نہ برپا کیا زندگی مین فتور
نہ پائے تجھے غور و فکر و خیال
نہ سمجھے تجھے وہم و عقل و شعور
ترا فیض ہے ثمرۂ شاخ باغ
ترا نور ہے طرۂ تاج طور
تجھی پر خدائی کا دعویٰ ہے زیب
تجھی پر ہے زیبا یہ کبر و غرور

نہ ہے ابتدا اور نہ ہے انتہا
ہے مضطر بڑی ذات رب غفور

بڑی شان ہے شان پروردگار
زہے لطف و احسان پروردگار
خدائی ہے اوس کے کرم پر فدا
زمانہ ہے قربان پروردگار
کمال اوسکی قدرت سے سب ہین
چمن پر ہے فیضان پروردگار
ہوا ہے ابھی تک نہ ہوگا کبھی
ادا شکر احسان پروردگار
رہے گا یونہین لب پہ نام خدا
یونہین دل مین ارمان پروردگار
عنایت ہے جزو صفات کرم
حمایت ہے شایان پروردگار

یہی جان مضطر کی ہے آرزو
کہ ہو جائے قربان پروردگار

تری حمد جاری ہے سب کی زبان پر
پکار اگیا تو زمین آسمان پر
ترا نام جپتے ہین سب مرغ گلشن
فقط اک توہی تو ہے سبکی زبان پر
سبھی دل اطاعت پہ تیری ہین مائل
سبھی سر جھکے ہین ترے آستان پر

ترا عام اکرام سب کے لئے ہے
تری عام رحمت ہے سارے جہان پر

بھروسا ہے مضطر کو تیرے کرم کا
وہ بے فکر ہے اس متاعِ گران پر

ترا درد دلمین رہے عمر بھر
اسے باغ جنت نہ کیون ہو نصیب
اگر نام تیرا نہ لے آدمی
عجب کیا بجھا دین جو دوزخ کی آگ

زبان تجھکو مالک کہے عمر بھر
جو تیرے لئے غم سہے عمر بھر
تو بہتر یہ ہے چپ رہے عمر بھر
وہ آنسو جو یونہین بہے عمر بھر

ادا ہو نہ ہرگز تری حمد پاک
اگر یونہین مضطر کہے عمر بھر

تو ہی ہے زمین پر تو ہی آسمان پر
ترا ناز حاوی ہے حسنِ جہان پر
تو ہی لاج رکھے گا محشر مین یارب
اگر تیرا جذبِ محبت یہی ہے
جسے آسمان کہہ رہا تھا زمانہ
رہے ہم سے اچھے کہین مرنے والے
کھٹک ہو رہی ہے ترے غم کی دلمین
کرینگے مرے ترکِ خدمت کے شکوے

ترا نام جاری ہے سب کی زبان پر
ترا بوجھ بھاری ہے کوہ گران پر
نہ ٹھہرے گا کوئی ترے امتحان پر
چلی جائے گی یہ زمین آسمان پر
مین سایہ سمجھتا ہون تیرا جہان پر
جو ہم ہین زمین پر تو وہ آسمان پر
مین قربان ہو جاؤن اس دردِ جان پر
وہ سجدے جو پہونچے ترے آستان پر

ہے یہ بھی ترا ایک ناچیز بندہ
نگاہِ کرم مضطرِ خستہ جان پر

زہے صنعتِ پاک پروردگار
لگائے ہین شاخون کے پہلو سے پھول
انیسِ شبِ غم وہی ذات ہے
مٹایا اوسی نے غمِ جان گسل
چراغون سے طاقون کو روشن کیا
یہ شاخین جو ہین سر جھکائے ہوئے
روش اوسکی رحمت سے سرسبز ہے
الٰہی سوادِ مدینہ دکھا

خزان کو کیا وقفِ رنگِ بہار
ملائے ہین آپس مین لیل و نہار
جدائی کا پردہ کیا تار تار
گذاری اوسی نے شبِ انتظار
بھرا پھول سے دامنِ روزگار
اوسی کے کرم سے ہین سب زیربار
چمن اوسکی قدرت سے وقفِ بہار
مرادِ دلِ داد خواہان برار

ہے اُمیدِ مضطر تجھی سے لگی
رعایت دریغ از رعیت مدار

تصدق ہے تیری خدائی تجھی پر
خدا تجھکو جانا خدائی نے اپنا
دمِ حسرت و رنج و غم پڑھ رہی ہین
قیامت مین تو ہی اوٹھائے گا اسکو
نصیبون کی گرہین کھلین تب یہ جانا

ہے زیبا تری کبریائی تجھی پر
خدائی سب ایمان لائی تجھی پر
نگاہین سب اپنی پرائی تجھی پر
یہ بیٹھی ہے ساری خدائی تجھی پر
کہ ہے ختم عقدہ کشائی تجھی پر

تو ہی دل کے مقصود کرتا ہے پورے
یہ دیر و حرم کا نہین کچھ بھی جھگڑہ
کیے سرخرو تو نے ہی اپنے بندے
ہوئی ختم عہدہ برآئی تجھی پر
یہ ہے ساری لفظی لڑائی تجھی پر
زمانے نے مہندی رچائی تجھی پر

نبا ہی بہت خوب فرقت مین مضطر
ہوا ختم دردِ جدائی تجھی پر

مین راضی ہون بیشک اوسکی رضا پر
وہ مالک ہے رکھتا ہی کانٹو مین غنچے
بس اب مجھ مین تاب جدائی نہین ہے
نہین حاجت دارو ئے رنج پنہان
بھروسا خدائی کا ہے جس خدا پر
چلاتا ہے ذرون کو موجِ ہوا پر
عزیزون سے کہدو کہ چھوڑین خدا پر
مرادرد غالب ہے میری دوا پر

یہی آرزو ہے یہی مدعا ہے
مرون جاکے مضطر درِ مصطفےٰ پر

ردیف (ر) ہندی

جز خدا عالمِ اسباب کے دہندے مین نہ پڑ
مول لینا نہین اچھا شبِ تنہائی کا
کاہشِ جان ہین یہ کہتا اک جہان کو ایذا
باندھنا ہے مجھے دامن مین خیالِ عقبیٰ
اے دلِ زار کسی اور کے جھگڑے مین نہ پڑ
الفتِ گیسوئے شبگون کے شکنجے مین نہ پڑ
ان سے بچنا ہی تو دنیا کی بکھیڑے مین نہ پڑ
اے غمِ دہر خدارا میرے پلے مین نہ پڑ

ہے یہان یاس تمنا کا نتیجہ اے دل
تو خدا کے لئے امید کے جھگڑے مین نہ پڑ

بیکسی اور کہین جا کے ٹھکانا کرلے
بن کے ٹوٹا مری امید کے سودے مین نہ پڑ

بخشنے والا ہے اللہ تجھے اے مضطر
جب یہ صورت ہے تو تو حشر کے جھگڑے مین نہ پڑ

ردیف (ز)

زہے قدرت رب عالم نواز
اوسی پر ہے ساری خدائی کو ناز

نظر کو دکھائی ہے راہ رعنا
سرون کو جھکایا ہے بہر نماز

خیالون کو بخشا ہے حسن و عیوب
نگاہون کو دی قوت امتیاز

محبت سے دو دل کو کرتا ہی ایک
بڑھاتا ہے آپس مین راز و نیاز

بناتا ہے سب کام بگڑے ہوئے
وہی اپنے بندون کا ہے کارساز

زمانے مین کچھ بھی نہین ہے دھرا
کرے کون دو دن کے جینے پہ ناز

وہی دیگا مضطر تمہین داد غم
وہی جانتا ہے زمانے کے راز

تو رب ذی کرام ہے اے پاک بے نیاز
معبود لا کلام ہے اے پاک بے نیاز

اچھے برے سب ایک ہین تیری نگاہ مین
رحمت کا فیض عام ہے اے پاک بے نیاز

کرتا ہے تو ہی تکملۂ آرزوئے دل
بنتا تجھی سے کام ہے اے پاک بے نیاز

ہر شگر میں پرتو ہے ترے نور پاک کا — ہر دل ترا مقام ہے اے پاک بے نیاز

تیری ہی یاد و یاد ہے اے رب ذو المنن — تیرا ہی نام نام ہے اے پاک بے نیاز

جو کچھ ہے یہ ہے یہ کچھ نہ رہیگا سوا ترے — باقی تو ہی دوام ہے اے پاک بے نیاز

مثل شب فراق زلیخا گزار و ہے — مضطر کا دن بھی شام ہے اے پاک بے نیاز

ردیف (س)

رلائے ترے غم میں ساری برس — تڑپتے ہی گزرے ہمارے برس

تری یاد میں رو کے کاٹے ہیں دن — ہمیشہ تڑپ کر گذارے برس

قیامت میں بھی یاد کرتا اوٹھوں — یہ پیارے مہینے یہ پیارے برس

ہیں یہ ابر رحمت لگا کے ہوں آس — یہاں بھی کبھی آکے پیارے برس

چھل سال عمر عزیزت گذشت — کٹے مفت ابدل یہ ساری برس

الٰہی اب آگے مدد کر مری — بہت کٹ چکے یہ ساری برس

خدا پر توکل ہے مضطر اگر — تو اچھے کٹیں گے تمہارے برس

ردیف (ش)

ہے دنیا میں ناحق وفا کی تلاش — کرو اس کے بدلے خدا کی تلاش

جگر کو ترے زخم کی جستجو — کلیجے کو تیر ادا کی تلاش

ہے باغوں کو تیرے پھلوں کی ہوس — ہے پھولوں کو تیری ہوا کی تلاش

مری طرح ڈھونڈھے اوسے دربدر — جو زاہد نے یون کی تو کیا کی تلاش

خیالون مین اچھا خیال رسول | تلاشون مین اچھی خدا کی تلاش
نہ پائی کسی مین بھی بوئے وفا | جہان مین ہے شے بارہا کی تلاش

ٹھکانے لگا دیگی مضطر تمہین
خدائی کے اندر خدا کی تلاش

ردیف (ص)

اپنے بندونپہ ہمیشہ ترا اکرام ہے خاص | کام دل سب کے بنانا یہ ترا کام ہے خاص
خاص بندونپہ الٰہی ترا انعام ہے عام | عام بندونپہ الٰہی ترا انعام ہے خاص
ترا ہر رنج حریفون کا ہے درمان یارب | ترا ہر درد دوائے دل ناکام ہے خاص
موت کا غم نہین کرتے ترے مرنیوالے | کیونکہ مرنا تری دنیا کا انجام ہے خاص
ملک الموت سے مضطر نہین ڈرتا تیرا | لانے والا یہی یارب ترا پیغام ہے خاص

ردیف (ض)

آدمی کو اپنے جیسے آدمی سے کیا غرض | اے خدا ہمکو سوا تیرے کسی سے کیا غرض
لیکے دل سرمستی عشق خدا نے یہ کہا | بیخودی کا ڈھونڈھنا اچھا خودی سے کیا غرض
عیش دنیا اونکی نظرونمین سماتے ہی نہین | ترے غم مین رہنے والونکو خوشی سے کیا غرض
مرگئے جو جیتے جی یارب ترے ارمان مین | سچ تو یہ ہے اونکو اپنی زندگی سے کیا غرض
تو جہان بھیجیگا جانے کے لیے تیار ہین | دوزخی سے کام کیا اور جنتی سے کیا غرض
[illegible] دولت کی چاہ | ترے بھیک منگون کو [illegible] کیا غرض

وہ اپنے زہد پر اترا رہے ہین زاہد دن
حضرت زاہد کو رسم عاشقی سے کیا غرض

لوٹتا ہون مین ترے نیرنگ قدرت کی بہار
مجھکو ان پھولون کے رنگ عارضی سے کیا غرض

شور محشر جب کبھی آئیگا دیکھا جائیگا
کیون ڈرے جاتے ہو اے مضطر ابھی کیا غرض

ردیف (ط)

تری یاد نے کردیا غم غلط
سمجھتے ہین ہر رنج کو ہم غلط

مرا ساتھ دین رونیوالے مرے
ادا کیون کرین رسم ماتم غلط

ترے غم مین وہ میرے کس کام کی
تسلی جو دیتے ہین ہمدم غلط

تری یاد مین جان نکلے مری
تو سمجھون کہ اب ہوگیا غم غلط

یہ برسات دیہوگی کیا داغ دل
خبر مجھکو دیتا ہے موسم غلط

ہے یارب تری ایک ہستی صحیح
سوا اس کے سب نقش عالم غلط

زمانے کا مضطر عجب حال ہے
ہین دونون یہان شادی و غم غلط

ردیف (ظ)

ہے تو ہی سب کا اے خدا حافظ
نہین کوئی ترے سوا حافظ

وہ تو ہی ہے کہ سب دم رخصت
کہتے ہین جا ئے خدا حافظ

وہ ترا ہی کلام ہے جس کا
ڈھونڈھتے ہین سب آسرا حافظ

دشت غربت مین جز ترے یارب
تھا کوئی دوسرا حافظ

ہم نے جنگل مین جس کو دیکھا ہے
تن تنہا کا بھلا حافظ

چشم باطن کے کہولنے والے
تونے اندہون کو کردیا حافظ

ہے فدائی تری حفاظت مین
تجہکو کہتے ہین سب بجا حافظ

یہ دوائین تو صرف حیلہ ہین
تو ہی بیمار کا رہا حافظ

اوس خدائی مین ہم بھی ہین مضطر
جس خدائی کا ہے خدا حافظ

ردیف (ع)

ہم چلے سوے خدا اے دار فانی الوداع
موت آپہونچی بہار زندگانی الوداع

گور منہ کہولے ہوئے ہے دار دنیا الفراق
گہر اوجڑتا ہے حریم شادمانی الوداع

جنکو چکہنی ہے وہ چاکہین تری لذت وہین
پہر گیا اپنا تو موہنہ اے دانہ پانی الوداع

مرغ جان یہ کہکے اب جاتا ہو مالک کی طرف
شاخ طوبی گہر بنی باغ جہانی الوداع

باغ جنت کی ہوائین ہمکو لینے آگئین
اے فضاے تختہ گلزار فانی الوداع

دل جو رکا جاتا ہے اے سوز نہانی الفراق
جان اب جاتی ہے اے آرام جانی الوداع

اوسنے خود چاہا نہ مضطر ورنہ فرط شوق سے
خضر کہا دیتے حیات جاودانی الوداع

ردیف (غ)

تیرے جلوے سے مٹا شمع شبستان کا فروغ — واقعی کیا چیز تھا شب بھر کی مہمان کا فروغ

دردِ دل کے سامنے کیا اور دردوں کی بساط — سوزِ دل کے سامنے کیا شمع سوزاں کا فروغ

کیا کٹے گی داغِ سوزاں سے شبِ تارِ فراق — کام کیا دے گا چراغِ زیرِ داماں کا فروغ

ظلمتِ کفر و ضلالت سے اوسے کیا کام ہے — دل میں جو رکھے چراغِ دین و ایماں کا فروغ

کل شبِ تارِ لحد میں۔ جا کے سونا ہے ہمیں
کچھ تو کام آئے گا مضطر داغِ پنہاں کا فروغ

ردیف (ف)

کر نہ اے دل رغبتیں تو دارِ فانی کیطرف — کیونکہ جانا ہے۔ خداوندِ جہانی کیطرف

جب روانہ ہم ہوئے اس دارِ فانی کیطرف — بے تحاشا موت دوڑی زندگانی کیطرف

مٹ کے ہم پہونچے حریمِ کاروانی کیطرف — بے نشاں ہوکر گئے اپنی نشانی کیطرف

اس طرح ہم ساقیِ کوثر کو پہونچے ڈھونڈتے — جیسے پیاسے دوڑ کر جاتے ہیں پانی کیطرف

وہ یہیں موجود ہے جو مانگنا ہو مانگ لے — کیوں دعا جاتی ہے سقفِ آسمانی کیطرف

اس طرح دنیا کو چھوڑا گور سے نکل کر میں چلا — جیسے ڈوبا اپنے تئیں کرتا ہے پانی کیطرف

جز غم و رنج و الم مضطر نہ پایا خاک بھی — کیا سمجھ کر آئے تھے ہم دارِ فانی کیطرف

ردیف (ق)

تیرے جلوے کا ہے ذرات زمانا مشتاق
ڈھونڈتے پھرتے ہین تیرا ہی ٹھکانا مشتاق

تونے اورون کو کبھی طور پہ آنے نہ دیا
کیا فقط حضرت موسیٰ ہی کو جانا مشتاق

کاش ایسے مین دکھا دو انہین جلوہ اپنی
آخری وقت ہے ہوتے ہین روانا مشتاق

پیٹ مین بھی ترے دانے کو ہے پانی درکار
کھیت مین بھی ترے پانی کا ہو دانا مشتاق

اپنا دیدار دکھا دے گا الٰہی جس دن
تب مین جانون گا کہ تو نے مجھے جانا مشتاق

مرتے مرتے بھی لگا رکھی ہے اتنی سی ٹھسک
بے بلائے نہین ہوتے ہین روانا مشتاق

صرف منتظر ہی نہین وصل کا طالب یارب
یہ وہ دولت ہے کہ جس کا ہے زمانہ مشتاق

ردیف (ک)

تجھے مین نے ڈھونڈا ہے مٹ کر کہان تک
مری خاک اوڑ کر گئی آسمان تک

ترے عشق مین جھیلین سختیان تک
اوٹھائے ترے غم مین کوہ گران تک

تری مرضیون پر سدا عمر کاٹی
نہ آیا کبھی تیرا شکوہ زبان تک

کہان تک پیا خون دل مین نے یارب
کہ آنسو گئے بہہ کے داغ نہان تک

کٹی زندگی ایسے اوجڑے چمن مین
نہ آئی کبھی برق بھی آشیان تک

خدا آج ملتا ہے کیا تم کو مضطر
ابھی کل تو پہونچے ہو کوی بتان تک

ردیف (گ)

تیرے جلوے نے جلائی جو ترے نور کی آگ
چشم موسیٰ کے لئے تو بنی طور کی آگ

جلتی ہین حسرتِ دیدار مین آنکھین میری
دشمنِ تارِ نظر ہے دلِ رنجور کی آگ

تو اگر دیدے اجازت تو مسافر بن کر
مین بھی لینے کو چلا آؤن کبھی طور کی آگ

ابتو جلتی ہے بہت تیز ہوا حسرت کی
پاس تک آکے جلا دے نہ مجھے دور کی آگ

مدتون سے یہی امید لئے بیٹھا ہون
دل کی ہانڈی مین پکاؤن جو ملے طور کی آگ

ابرِ رحمت ترا برسے تو تسلی پاؤن
آنسوؤن سے نہ بجھے گی دلِ مہجور کی آگ

دھوکا کھانے کی محبت مین ضرورت کیا ہے
تیرے مضطر کو نہین چاہیئے اس طور کی آگ

ردیف (ل)

تو ہی ہے وارث و والی خدائے عزوجل
سبھی کی بات بنائی خدائے عزوجل

تو ہی بسا ہے بطور مکین مکانون مین
کوئی جگہ نہین خالی خدائے عزوجل

رگڑ رگڑ کے مٹایا جنھون نفسون کا غرور
ہے تیری شان جلالی خدائے عزوجل

فقط دکھانیکو اپنے کمال کی طاقت — تمام خلق اٹھا لی خدائے عزّ و جل
جہان کو تارِ تصور سے تو نے باندھا ہے — بنا کے بزم خیالی خدائے عزّ و جل
ہجوم رنج و مصیبت مین کی مدد تو نے — ہماری جان بچا لی خدائے عزّ و جل
جفائے چرخ نصیبون مین میرے کیون لکھدی — وفا کی مٹنے والی خدائے عزّ و جل
جھلک رہے ہین ہر اک چیز مین تری جلوے — تری ادا ہے نرالی خدائے عزّ و جل

تجھی سے مانگ رہا ہے ترا گدا مضطر
تو اوسکو پھیر نہ خالی خدائے عزّ و جل

یہ سب ہے تیری خدائی - خدائے عزّ و جل — کسیکو کب ہے بڑائی خدائے عزّ و جل
بقا کے نقش مین رنگ فنا بھرا تو نے — عجیب شان دکھائی خدائے عزّ و جل
غروروالون کے سارے غرور میٹ دیئے — جلا کے شمع بجھائی - خدائے عزّ و جل
یہان بھی تو نے ہی بندون کا رکھ لیا پردہ — وہان بھی بات بنائی - خدائے عزّ و جل
ترا ہی ابر کرم سب دلون سے کرتا ہے — کدورتون کی صفائی - خدائے عزّ و جل
پکار تیری مچی ہے جہان مین چار طرف — پھری ہے تیری دوہائی - خدائے عزّ و جل

جو تیری راہ مین حاصل ہے تیرے مضطر کو
زہے وہ شان گدائی - خدائے عزّ و جل

تو ہی ہے ربّ جہانی خدائے عزّ و جل — یہ سب ہے تیری نشانی - خدائے عزّ و جل
رضائے پاک سے تیری پڑی ہے مستحکم — بنائے کون و مکانی - خدائے عزّ و جل

ادا کرے ترے ارکان حمد کیا طاقت ۔۔۔ نہیں یہ تابِ زبانی خدائے عزّ و جل
حکیم و رحمان ذات پاک ہے تیری ۔۔۔ علیم سرِّ نہانی خدائے عزّ و جل
مجالِ آب یہ کب تھی کہ خاک پر بہتا ۔۔۔ یہ تو نے دی ہے روانی - خدائے عزّ و جل
یہ تیرے ابرِ کرم کے بھرے بھرے ٹکڑے ۔۔۔ کریں گے آگ کو پانی - خدائے عزّ و جل

ترا ہی مضطرِ بیمار کو سہارا ہے
مٹا یہ کاہشِ جانی خدائے عزّ و جل

تو ہی تو ربِّ ازل ہے - خدائے عزّ و جل ۔۔۔ نہ مثل ہے نہ بدل ہے - خدائے عزّ و جل
تو ہی تو طرزِ ادا ہے خدائے بے پروا ۔۔۔ تو ہی تو حسنِ عمل ہے - خدائے عزّ و جل
بنا ہے تو نہ بنے گا مٹا ہے تو نہ مٹے ۔۔۔ بری ز رسمِ اجل ہے - خدائے عزّ و جل
تو ہی قیامت میں لاج رکھ لینا ۔۔۔ وہ معرکہ بھی تو کل ہے - خدائے عزّ و جل
کرم سے کر دے مری شامِ غم کا بھی تڑکا ۔۔۔ تری تو صبحِ ازل ہے - خدائے عزّ و جل
الگ الگ یہ سحابِ کرم کے چھینٹے کیوں ۔۔۔ ادھر ہی کشتِ امل ہے - خدائے عزّ و جل

ترا کفیل تو دونوں جہان میں اے مضطر
خدائے عزّ و جل ہے - خدائے عزّ و جل

میں نا چیز بندہ ہوں تو ذو الجلال ۔۔۔ ترا حکم ٹالوں کہاں یہ مجال
ترے قہر کی مجھ میں طاقت نہیں ۔۔۔ الٰہی مجھے اس بلا میں نہ ڈال
الٰہی بڑی آفتوں سے بچا ۔۔۔ الٰہی گری حالتوں کو سنبھال

بہت تنگ ہون درد فرقت سے مین
کہان تک کہ ہے زندگانی وبال

ہین صرف فغان دل راحتین
ہر اک عیش ہے وقف رنج و ملال

شہنشاہ تو اور مضطر فقیر
فقیرون کی ہوتی ہے صورت سوال

ردیف (م)

اوس کے قبضہ مین ہے سب لیل و نہار عالم
اوسکی قدرت کا کرشمہ ہے بہار عالم

اوس کے اکرام ہین و ثمرات خبر گیر جہان
رحمت عام ہے مصروف بکار عالم

ابھی چاہے تو ہواؤن سے صفائی کر دے
ابھی چاہے تو اڑا دے وہ غبار عالم

دیکھنے کو ہے وہی حسرت دلہائے جہان
پوچھنے کو ہے وہی حالت زار عالم

اوسکے الطاف ہین مرہم نہ زخم جگری
اوس کے محتاج ہین سب سینہ فگار عالم

احتیاجون مین وہی ذات ہے دنیا کی کفیل
جس نے رحمت سے بسایا ہے دیار عالم

مضطر اِس راہ مین چلنا بھی تو ہشیاری سے
ہے خطرناک بہت راہ گذار عالم

نجات اوس نے بخشی تو پائین گے ہم
وہ ڈالے تو ڈالے اوٹھائین گے ہم

در پاک حضرت پہ ٹیکین گے سر
نصیبون کو یون آزمائین گے ہم

قیامت تو آنے دے اے زندگی
کہین سے تجھے ڈھونڈھ لائین گے ہم

خدا دل کو دے درد عشق رسول
اِسی غم مین خوشیان منائین گے ہم

اگر پاؤن ٹوٹے تو کچھ غم نہین
بھلا اوس سے کیا چھپکے کرنا گناہ
مدینے سر آنکھون سے جائین گے ہم
جسے ایکدن مُنہ دکھائین گے ہم

امانت ہین مضطر کلیجے کے داغ
مُوے پر خدا کو دکھائین گے ہم

تو سبکا کردگار ہے ستار ذی الکرم
غفار گل دیار ہے ستّار ذی الکرم

رکھتا ہے تو ہی پردہ عصیان جہان کا
عالم کا پردہ دار ہے ستّار ذی الکرم

پاتے ہین سب تجھی سے اُمیدونکے پھول پھل
تو مالک بہار ہے ستّار ذی الکرم

کرتا ہے تو ہی سبکو مرادونپہ کامیاب
دل تجھسے کامگار ہے ستّار ذی الکرم

ہر ایک نہال ہے ترے احسان سے نہال
ہر شاخ زیربار ہے ۔ ستّار ذی الکرم

تو نے ہی نوش و نیش کو اک جا بہم کیا
پہلوے گل مین خار ہے ستّار ذی الکرم

اپنے کرم سے اوسکی خطاؤن کو بخشدے
مضطر گناہگار ہے ستّار ذی الکرم

جلوۂ شمع سر طور ہے تو ربّ کریم
سب کے گھر مین سبب نور ہے تو ربّ کریم

ان نگاہون سے نظر کیون نہین آتا مجھکو
ایسا کس پردہ مین مستور ہے تو ربّ کریم

دور و نزدیک تو ہی سب کی خبر لیتا ہے
سب سے نزدیک ہے اور دور بھی تو ربّ کریم

اپنے بیمار سے پردے مین چھپا ہے ناحق
جب علاج دل رنجور ہے تو ربّ کریم

تیرے بدمست تری دُھن مین رہا کرتے ہین
نشۂ دیدۂ مخمور ہے تو ربّ کریم

سب خدائی تجھے کہتی ہے خدائی والا — اپنی مخلوق میں مشہور ہے - تو ربِّ کریم

گوشۂ قبر میں تو چین سے رکھنا اوسکو
مالکِ مضطرِ مغفور ہے تو ربِّ کریم

مامنِ صدمہ و آلام ہے تو ربِّ کریم — وجہِ عیشِ دلِ ناکام ہے تو ربِّ کریم
رات دن ہین ترے الطاف کے چشمے جاری — یاد سبکو سحر و شام ہے تو ربِّ کریم
ہر طرح صاحبِ عزت ہے تو عزت والے — ہر طرح واجب الاکرام ہے تو ربِّ کریم
حافظ الملک تری ذات ہے یا ربِّ قدیر — مالک الملک ترا نام ہے تو ربِّ کریم

اپنے مضطر کو بھی دے مایۂ صد عیش و سرور
باعثِ راحت و آرام ہے تو ربِّ کریم

بے گمان داورِ دادار ہے تو ربِّ کریم — چارہ سازِ دلِ بیمار ہے تو ربِّ کریم
کاٹ دیتا ہے تو ہی رنج و الم کی گھڑیان — ہر مصیبت مین مددگار ہے - تو ربِّ کریم
تو ہی اندوہ و مصیبت مین خبر لیتا ہے — میری حالت سے خبردار ہے تو ربِّ کریم
کوئی محشر مین نہین دام لگانے والا — جنسِ عصیان کا خریدار ہے تو ربِّ کریم
ہین یہ سب تیری ہی قدرت کے نمونے غنچے — رنگِ گل بن کے نمودار ہے - تو ربِّ کریم
غیر ممکن ہے کہ رہرو کوئی رستہ بھولے — رہبری کیلئے تیار ہے - تو ربِّ کریم

تندرستی کی توقع ہے تجھی سے اوسکو
چارۂ مضطرِ بیمار ہے تو ربِّ کریم

مرے کام آ - یا خدائے کریم
غمِ دل مٹا - یا خدائے کریم

نہیں پوچھتا ہے یہاں کوئی بات
وہیں اب بلا - یا خدائے کریم

تپاں سوزِ ہجرِ محمدؐ سے ہوں
مدینہ دکھا - یا خدائے کریم

یہاں آکے دیکھا تو کوئی نہ تھا
فقط تجھکو پایا - خدائے کریم

اوٹھایا نہ کچھ بھی ترے نام پہ
تو پھر کیا ملا - یا خدائے کریم

سنیگا تو ہی کیونکہ سنتا ہے تو
ہمارا گلا - یا خدائے کریم

ترے درد کا بیسکر دے کبھی
نہ جائے مزا - یا خدائے کریم

مجھے اپنے ہی غم میں رکھ مبتلا
ہیں عیشوں سے وہ پایا - خدائے کریم

کہیں کھو گیا جان مضطر کا چین
تو ہی پھیر لا - یا خدائے کریم

ردیف (ن)

ہمیں طاقتِ قہرِ باری کہاں
بھلا ہمّتِ زخمِ کاری کہاں

نہ جانے زمانے کا کیا حشر ہو
مٹے گی یہ ناپائداری کہاں

نہ سنبھلے ذرا بھی زمانے کے لوگ
نجانے انھوں نے گذاری کہاں

چلا سر پہ ہیں لے کے عصیاں کا بوجھ
تو رحمت خدا کی پکاری کہاں

یہ دنیا جگہ خاک ہونے کی ہے
کسی چیز کو استواری کہاں

حیات اور قیام دیارِ عرب
بھلا ایسی قسمت ہماری کہاں

خدا بھی یہان ہے نبی بھی یہان
چلی لے کے امیدواری کہان

بہت ہین ابھی میری پرسش کو یہ
بہت ہین ابھی میری باری کہان

سفر کیا مدینہ کا مضطر ہوا ہا
تجھے لے چلی بیقراری کہان

زندگی نذرِ ملاقاتِ خدا کرتا ہون
مین نے وعدہ جو کیا تھا وہ وفا کرتا ہون

گلشنِ دہر مین کیا خاک مزا کرتا ہون
کانٹے چُن چُن کے کلیجے مین دھرا کرتا ہون

عشق مین نت نئے عالم کی ہین سیرین حاصل
روز مین اک نئی دنیا مین بسا کرتا ہون

جان دیکر ترے ملنے کی ہے صورت سوچی
صرف اسواسطے ارمان قضا کرتا ہون

اپنے ہنسنے پہ بھی روتا ہون مین پھرون مضطر
اپنے رونے پہ بھی پھرون مین ہنسا کرتا ہون

ترا قہر و جبر خزانِ چمن ہا
مٹا تا ہے دم بھر مین شانِ چمن

غضب ڈھا گئی یہ خزانِ چمن
لٹا بیطرح کاروانِ چمن

گلون نے یہان آ کے کانٹے چنے
یہی کہہ رہی ہے زبانِ چمن

نہ جانے گیا موسمِ گل کہان
کہ سونا پڑا ہے مکانِ چمن

کدھر اڑ گیا وہ شبابِ بہار
کہان چل بسے نوجوانِ چمن

وہ گل ٹوٹ کر خاک مین مل گئے
جو پھولے سمائے برسون میانِ چمن

ہم اس باغ سے مثل بو اڑ گئے
یہین رہ گیا کاروانِ چمن

نہ بلبل ۔ نہ غنچے ۔ نہ کلیاں نہ پھول
فقط رہ گیا ہے بیابانِ چمن

خزاں نے بڑا ظلم مضطر کیا
بُرے وقت لوٹی دوکانِ چمن

ترا راز پردیکا راز ہے جو کبھی کسی پہ کُھلا نہیں
ترا کام تیرا ہی کام ہے جو کبھی کسی سے ہوا نہیں

تری بات پردیکی بات ہے جو کبھی کسی نے سنی نہیں
ترا حسن پردیکا حسن ہے جو نظر کسی کو پڑا نہیں

تری رمز پردیکی رمز ہے جو کبھی کوئی نہ سمجھ سکا
ترا حال پردیکا حال ہے جو کبھی کسی نے سنا نہیں

ہے تو ہی غریبوں کا چارہ گر مرے حال کی تجھے خبر
تری اور کوئی خودی تو ہے مرا اور کوئی خدا نہیں

جو بنائے قصۂ طور ہے وہ ترے وصال سے دور ہے
جو پڑی وہ تیری جھلک سہی تو کبھی کسی سے ملا نہیں

تو بلا وجود بھی ہے ادھر ۔ تو بلا ثبوت بھی ہے ادھر
تو بلا دلیل بھی ایک ہے ۔ تجھے دو کسی نے کہا نہیں

مری جان مضطر بنو اکسی روز ہو گی یہاں فنا
سبب اس کا یہ ہے کہ دہر میں چمنوں کی بس کی ہوا نہیں

خلشِ الفتِ ربِ ازلی ہے دل میں
کھٹک جو تھی ہے وہ تھی جو چلی ہے دل میں

پھر تو نور کے سانچے میں ڈھلا ہے لیکن
تری صورت ہے وہ صورت جو ڈھلی ہو دل میں

پرورش یافتۂ درد ہے ارمان تیرا
تری حسرت ہے وہ حسرت جو پلی ہے دل میں

میں کوئی باغ تو رکھتا نہیں جس پر پھولوں
صرف اک تیری تمنا کی کلی ہے دل میں

حسرتیں یاس میں رہا کرتی ہیں ٹوٹی پھوٹی
اُٹھیں دو چار غریبوں کی گلی ہے دل میں

مدتوں خون بہا ہے مرے ارمانوں کا
مدتوں یاس کی تلوار چلی ہے دل میں

رحمتِ رب کی عنایت نے اُسے پھونکا ہی — نارِ دوزخ مری بخشش سے جلی ہو دلمین
تری اُمید کی دولت پہ توکل ہے مرا — گویا حسرت مری سونیکی ڈلی ہے دلمین
چشمِ رحمت جو پڑی اوسکی تو سٹ جائیگا — یہ جو دنیا کا غم بدعملی سے دل مین
دیکھین اس راہ سے وہ خود بھی کبھی آتا ہی — اوسکے تیرون نے بنائی جو گلی ہی دلمین

اور تو کچھ نہین بخشش کی نشانی مضطر
صرف اک داغ حسینؑ ابن علیؑ ہو دلمین

کچھ کہہ نہ سکون مین صفتِ ربِّ جہان مین — گو لاکھ زبانین ہون مری ایک زبان مین
خوش ہون قلقِ یادِ خداوندِ جہان مین — آرام کے پہلو ہین مرے دردِ نہان مین
اک بھید کے مانند جہان مین وہ موجود — اک راز کے مانند نہان وہ دل و جان مین
ہر غنچے کا جلوہ ہے وہی شاخِ شجر پر — ہر پھول کا جوبن ہے وہی باغِ جہان مین
ہے اوسکی بدولت یہ زمین و زمن آباد — موجود ہے وہ شکلِ مکین کون و مکان مین
ہے پاس مین تکمیلِ تمنا کا بھروسا — امید کا پہلو ہے وہی قلبِ تپان مین

مضطر کبھی دن اپنے کو یاد آ بھی
رو رو کے بہت عمر کٹی یادِ بتان مین

فرد ہے شان بیمثالی مین — ایک ہے حسن لازوالی مین
اب کسی اور پر نظر کیسی — تو لیا قلبِ لاابالی مین
چاہے صحرا کو تو کرے دریا — چاہے دریا بھرے پیالی مین

تو نے پتوں مین کی ہے گلکاری
ہے خبر گیر اپنی دنیا کا
جان دیتا ہے جسم بیجان کو

پھول لاتا ہے ڈالی ڈالی مین
رزق دیتا ہے بے سوالی مین
مال دیتا ہے دست خالی مین

کھوئے دیتا ہے جان کیون مضطر
منت دنیا کی بے خیالی مین

شک نہین تیرے اقتدارون مین
تیرے ابر سخا کا کیا کہنا
رات اسکی گواہ ہے یا رب
ہے غرور فضا کمی سے شے
تیرے جلوے ہین انکو کیا نسبت
دل لبھاتے ہین سوز والون کا

ذات برحق ہے اختیارون مین
پھول برساتے ہین بہارون مین
کہ چمکتا ہے تو ہی تارون مین
پھول بھی پھنس گئے ہین خارون مین
چاند سورج تو ہین ستارون مین
رس بھرے بول تیرے تارون مین

جان دیدے تڑپ کے اے مضطر
تذکرے ہونگے بیقرارون مین

اے خدا تو ہے کارساز جہان
تو ہی مسجود جملہ عالم ہے
نقش بینش جہان کا مالک ہے
رشحہ لطف عام ہے تیرا

تجھسے پنہان نہین ہین راز جہان
ہے ترے واسطے نماز جہان
تیرے قبضے مین سوز ساز جہان
راحت قلب پرگداز جہان

کردے مضطر کی التجا پوری
کہ اوٹھاتا ہے تو ہی نازِ جہان

سوا تیرے کوئی مسیحا نہین
جو رہتا ہے آکر وہ رہتا نہین

بھلا کب کسی کو یہ باغِ جہان
کب اسمین تباہی کا کھٹکا نہین

جو بخشے کسیکو مرادون کی پھل
کوئی ایسا نخلِ تمنّا نہین

ہجومِ غم و رنج و آلام سے
یہان دم نکلنے کا رستا نہین

بہت سخت ہے موت کا مرحلہ
جو چُک جائے فوراً وہ جھگڑا نہین

جنون مین بکا ہون بہت کچھ مگر
کوئی میری باتون کو سمجھا نہین

مدینے کا رستہ بتا دے مجھے
مرا راہبر کوئی اتنا نہین

یہ پیاسے سب آکیہان کس گئے
یہ دنیا تمنّا کا دریا نہین

بجھیگی نہ مضطر یہان تشنگی
محبت کے چشمے مین قطرا نہین

خطا پوش تو ہے خطا کار مین ہون
خطا پاش تو ہے گنہگار مین ہون

الٰہی بقا کی ہوا دے مجھے تو
فنا کے قفس مین گرفتار مین ہون

گنہ مین نے تیرے بھروسے کیے ہین
تری بخششون کا سزاوار مین ہون

نصیبون کے کانٹے پڑا چن رہا ہون
بظاہر مقیمِ چمن زار مین ہون

مرا قلب مضطر یہ کہتا ہے یارب
کہ تو چارہ گر ہے تو بیمار مین ہون

ترے لطف کی انتہا ہی نہین ‏ ‏ کوئی تیرا ثانی آلہی نہین

ترا اور جنکو نہ حاصل ہوا ‏ ‏ اونہین درد دل کا مزا ہی نہین

گناہون سے رحمت کا حصہ ملا ‏ ‏ مجھے حسرت بیگناہی نہین

ترا آب رحمت نہ دہوئے جسے ‏ ‏ مقدر کی ایسی سیاہی نہین

گذرتے ہی دیکھے مصیبت کے دن ‏ ‏ وفادار طرز ستا ہی نہین

قیامت مین بخشش کی امید کیا ‏ ‏ کوئی کام ایسا کیا ہی نہین

ادہی سے کہون کیون نہ درمان دل
کوئی اور مضطر خدا ہی نہین

عمر گذری تری رضاؤن مین ‏ ‏ کٹ گئی زندگی وفاؤن مین

اپنے بیمار کے بچانے کو ‏ ‏ تونے بخشا اثر دواؤن مین

ہو گئی باغ سے فضا رخصت ‏ ‏ رہ گئے پھول سب ہواؤن مین

تونے دل اسطرح سے کھینچے ہین ‏ ‏ ڈالدی ہے کشش اداؤن مین

زندگی اس کا نام ہے یارب ‏ ‏ صبر کرنا پڑا بلاؤن مین

رزق کی کھیتیان بڑہانے کو ‏ ‏ تونے پانی بھر اگھٹاؤن مین

اوس کا ارمان ہے اگر مضطر
بیٹھ جا چل کے بینواؤن مین

ترے مرنے والے تڑپتے نہین ہین ‏ ‏ ہٹین امتحانون سے ایسے نہین ہین

خدا کیا جو آجائے فوراً سمجھ مین
جو سمجھے ہین تجھکو وہ سمجھے نہین ہین

سر طور غش کھا کے موسیٰ گرے تھے
کبھی تیرے انداز دیکھے نہین ہین

کرون کس زبان سے غریبی کا شکوا
سدا ایکسے حال رہتے نہین ہین

ہمیشہ بندھی ہے ہوا کب کسیکی
سدا باغ مین پھول کھلتے نہین ہین

ترا خاص جلوہ وہی دیکھتی ہین
جن آنکھون پہ غفلت کے پردے نہین ہین

خیالون کی الجھن مین سب مبتلا ہین
تری ذات کے کوئی جھگڑے نہین ہین

الٰہی مجھے بھی بلالے عدم مین
کہ دنیا کے برتاوا اچھے نہین ہین

عزیزون سے کیا خاک امید رکھون
جو گرجے ہین یارب وہ برسے نہین ہین

زبان لا کے ڈالا ہے قسمت نے مجھکو
جہان سے نکلنے کے رستے نہین ہین

وجود و عدم سب برابر ہے مضطر
ہم ایسے ہین دنیا مین جیسے نہین ہین

داور بیمثال ہے تیری مثال ہی نہین
خالق ذی کمال ہے تیری مثال ہی نہین

تیری عجب نمود ہے تیرا عجب وجود ہے
تیرا عجب جمال ہے تیری مثال ہی نہین

مالک بے نظیر ہے نام ترا قدیر ہے
قادر ذوالجلال ہے تیری مثال ہی نہین

حسن مین تو ہی فرد ہے ناز مین تو ہی بے بدل
ذات مین لازوال ہے تیری مثال ہی نہین

عالم جملہ راز ہے مضطر دلفگار کا
ماہر جملہ حال ہے تیری مثال ہی نہین

ترے در سے سبکو تجباتین ملی ہین
دلون کو ترے گھر سے راتین ملی ہین

بیان کو ترے در نے وسعت عطا کی
زبان کو ترے گھر سے باتین ملی ہین

کیا تو نے ہی عقد آپس مین جائز
ترے گھر سے ذاتونمین فداتین ملی ہین

ترے نام ہی سے ملی سبکو بخشش
ترے فضل ہی سے نجاتین ملی ہین

بہت دن خوشی کے ملے سبکو مضطر
مجھے صرف یہ سات[۵] راتین ملی ہین

شوق منزل ہے رہنورد نہین
آہ سے بیکسی کی گردون ہین

تیرے ہی حسن کی امانت ہین
جنکو رکھا ہے تو نے پردونمین

دل تو ہی صاف کر خداوندا
دب گیا حسرتون کی گردونمین

پردہ داری ہے پردے والونکی
تو ہی بے پردگی ہے پردونمین

سبکے سب راز ہوگئے افشا
بات تیری رہی ہے پردونمین

ڈرتے دم روکتا ہے دم تو بھی
دل تو بھی گھٹا مٹا ہے دردونمین

تیرا جلوہ تو بس گیا یارب
میری آنکھون کے سات پردونمین

چارہ سازی کا تیری کیا کہنا
دارو ہے درد دل ہم دردونمین

اپنے آپ کرم سے چھینٹے دے
آٹ گیا ہون گنہ کی گردونمین

تیرے جلوے کو ڈھونڈھکر نظرین
ڈوریان ڈالتی ہین پردونمین

تو نے دردونکو دی دوا یارب
تو نے ڈالا دوا کو دردون مین

۵ - اشارہ ان سات راتون سے کیا گیا جو سالانہ محفلونمین بسر ہوتی ہین۔

یہ جو اوٹھے تو بھید کھل جائے
آڑ تیری لگی ہے پردون مین

بے کھٹک کیا مزا محبت مین
عشق کی لذتین ہین دردون مین

خضر ہین تجھکو ڈھونڈھتے پھرتے
نام لکھوا کے رہ نوردون مین

اوسکو دیکھا کبھی نہ اے مضطر
کٹ گئی غفلتون کے پردون مین

مزا آگیا دل لگاکر لگی مین
ہمین چاہئے مرنا پڑا زندگی مین

اوسی سے بنائی پس مرگ تربت
جو مٹی سمیٹی تھی تیری گلی مین

قضا سے کرون کیون خوشامد کی باتین
لگاؤن مین پیوند کیون زندگی مین

رگون سے بندھا تار رسم وفا کا
گلے کٹ گئے ہین تیری دوستی مین

بچانا مجھے نار دوزخ سے یارب
یونہین جل چکا ہون تیری لگی مین

مرے اشک مجھپر ہمیشہ ہنسے ہین
سدا مجھکو آیا ہے رونا ہنسی مین

مدینے پہونچکر قضا آکے میری
یہ کاہیکو دیکھو لگایت زندگی مین

پس مرگ تربت کبھی کوئی نہ دیکھے
چھپا دو اسے دامن بیکسی مین

مری حسرتون کا اثر حسرتون مین
مری بیکسی کا مزا بیکسی مین

مین جلتا ہون اے دل جلا چاہئے
خدارا نہ پڑنا تو ایسی لگی مین

یونہین تیرے مضطر کی نکلے گی حسرت
تڑپتے ہی گذریگی تیری لگی مین

تو ہی عیش لکھتا ہے پیشانیون مین — دکھاتا ہے راحت پریشانیون مین

الٰہی بقا کا مزا تو چکھا دے — مری جان اوکتا گئی فانیون مین

وہ مشکل تو ہی کر دے آسان یارب — جو مشکل ہو مشکل کی آسانیون مین

الٰہی مجھے دامنِ گل عطا کر — مین کانٹا ہون سارے گلستانیون مین

مری حسرتین مجھ کو رسوا کرین گی — صلاحین ہین دنرات دیوانیون مین

تمنا ہے اصلی وطن کی الٰہی — بہت عمر کاٹی بیابانیون مین

مرے دل کو صدمون نے چھینا ہے مضطر
بھلے گھر کو بانٹا ہے ویرانیون مین

یہ گلون کی شان خدا کی ہے - یہ چمن کے رنگ خدا کے ہین

یہ نرالی طرز خدا کی ہے - یہ نرالے ڈھنگ خدا کے ہین

یہ نمود اوج خدا کی ہے - یہ تمام فوج خدا کی ہے

یہ مکانِ امن خدا کے ہین - یہ مقام جنگ خدا کے ہین

جو ہوئی یہ رات خدا کی ہے - جو بنی یہ بات خدا کی ہے

جو کئے یہ کام خدا کے ہین - جو جمے یہ رنگ خدا کے ہین

جو سوال حسن کبھی کیا - تو گلون نے ہنس کے یہ دی صدا

کہ یہ ساری دین خدا کی ہے - یہ ہمارے رنگ خدا کے ہین

نہ خیالِ مضطرِ زار کر - تہ گور اپنے قیام کا

یہ تمام خاک خدا کی ہے - یہ تمام سنگ خدا کے ہین

اوس نے جنگل مین پھول پالے ہین
پتھروں نے شجر نکالے ہین

اوسکی طرز عمل کا کیا کہنا
اوس کے جو رنگ ہین نرالے ہین

نخل - اور بوجھہ سبز پتون کا
اوسکے ڈالی ہوئی سنبھالی ہین

اوس نے پردہ اوٹھا کے وحدت کا
سیکڑون بھید کھول ڈالے ہین

کیسے مضطر مدینے پہونچیگا
اپنے جلنے کے اوسکو لالے ہین

درد کی عالم باقی سے دوائین بھیجین
جان آفت سے چھڑانیکو قضائین بھیجین

گلشن دہر مین عقبیٰ کی ہوائین بھیجین
تونے جب ہمکو بلایا تو ندائین بھیجین

اپنی جانب سے عبادت کو فضائین بھیجین
پھول سی جان کے لینے کو ہوائین بھیجین

تونے اول تو گلستان مین فضائین بھیجین
کھل چکے گل تو اوڑانیکو ہوائین بھیجین

تو نہین لاکھہ بچا تو نے بچا سکتا ہے
جسطرح لاکھہ بچانے سے قضائین بھیجین

مین تو کانٹا تھا مجھے تونے یہ عزت کیون دی
کہ یہان سے مرے لینے کو ہوائین بھیجین

خشک اشجار کے تھالون کو دیا ہے پانی
تونے گلشن پہ برسنے کو گھٹائین بھیجین

دی مسافر کو سفا صبح وطن کی لذت
تونے غربت مین اثر لیکے دعائین بھیجین

تونے رانڈون کو زمانے مین سدا سر ڈھانکے
چادرین بھیجین کہ رحمت کی ردائین بھیجین

ایک ادھر تو نہین تجھپہ مرے بیٹے تھے
تونے جن بندونکو لینے کو ندائین بھیجین

دردمین جب دل مضطر نے پکارا تجھکو
چارہ سازی کے لئے تو نے شفائین بھیجین

زبان قابلِ حمدِ فدائی نہین
کرون بات کیا بات آتی نہین

مصیبت مین بندون کا ساتھی ہے تو
کوئی تجھ سے بڑھ کر سنگاتی نہین

تری آتش عشق کیا چیز ہے
کہ جلتی ہے لیکن جلاتی نہین

محبت مین خود مٹنے والے مٹے
محبت کسی کو مٹاتی نہین

ترے غم مین روتا ہون مین رات دن
مرے گھر سے برسات جاتی نہین

کہان تک ترے غم مین تڑپا کرون
قضا اپنی صورت دکھاتی نہین

جو تیرے لئے خود بخود مٹ گیا
اوسے تیری چاہت مٹاتی نہین

قیامت یہ ٹھیرا ترا دیکھنا
سو وہ بھی نصیبون سے آتی نہین

فضول اس سے مضطر لگاتے ہو دل
یہ دنیا محبت کی ماتی نہین

سمجھتا ہے تو سب خدائی کی باتین
تجھی پر پھبین کبریائی کی باتین

کئے سب نے دعوے خدائی کے لیکن
سجائین تری کبریائی کی باتین

عزیزون کے برتاو یوسف سے پوچھو
کہ بھائی نے دیکھی ہین بھائی کی باتین

صفائی مین ڈالے کدورت کے پہلو
کدورت کو دین صفائی کی باتین

بتایا نشان بے نشانی نے میرا
وفا کر گئین بے وفائی کی باتین

تری بادشاہی تجھی پر ہے زیبا
سنیگا تو ہی بینوائی کی باتین

فراقِ نبی کی کھٹک دل سے پوچھو
مزا دے رہی ہین جدائی کی باتین

زمانے کا بیگانہ ہین ہائے قسمت
کہان کھو گئین آشنائی کی باتین

وہی چارہ سازِ زمانہ ہے مضطر
خدا ہی سنیگا خدائی کی باتین

گلا کٹ گیا جس کا راہِ خدا مین
وہ میدان جیتا طریقِ وفا مین

خدا کی طرف جانیوالون سے کہدو
ذرا مجھکو بھی یاد رکھین دعا مین

بتاؤن مین کیا حالِ گلزارِ دنیا
یہان اڑتے پھرتے ہین تنکے ہوا مین

یہ کس کا کلیجہ پھٹکا سوزِ غم سے
سبھی دلکی بو آرہی ہے ہوا مین

طریقِ محبت کی تاثیر دیکھو
جفا ٹوٹ کر جا ملی ہے وفا مین

علاجِ غمِ ہجر ہوتا ہے کس سے
سدا شرکتِ درد دیکھی دوا مین

جما کر دھرو پانون دنیا مین مضطر
کہین اڑ نہ جانا فنا کی ہوا مین

خوفِ روزِ جزا مین رہتا ہون
اے خودی مین خدا مین رہتا ہون

بت نہ بولین تو خیر وہ جانین
مین تو یادِ خدا مین رہتا ہون

پھول اترائین صحنِ گلشن مین
مین تو اپنی ہوا مین رہتا ہون

چارہ سازی خدا کے ہاتھون ہے
کیون مین فکرِ دوا مین رہتا ہون

ابتدا ہی بُری پڑی میری
زندگی ایک دم کا جھونکا ہے

رنج بے انتہا مین رہتا ہون
جانے مین کس ہوا مین بہتا ہون

یاد کرتا ہون اوسکو اے مضطر
مست اپنی صدا مین رہتا ہون

وہی صبر دیتا ہے لاچارونمین
وہی سب کا محشر مین رکھیگا پردا
نتیجہ دعا کا وہی دینے والا
ہے باغِ جہان مین وہ خود ہی قدرت
خدا ہے خدائیکی اوس نے خبر لی
مریضون سے پوچھو کہ کیسا خدا ہے

دوا ہے مریضون کی بیمارونمین
کہ یکتا ہے وہ سب طرفدارونمین
وہی دینے والا اثر زارونمین
وہی اپنی صنعت سے گلکاریون مین
ہمیشہ رہا سبکی غمخواریون مین
جنھون نے پکارا ہے بیمارونمین

پس مرگ مضطر مین بچتا رہا ہون
کہ کیون زندگی کاٹ دی خواریون مین

وہ علیم حالتِ دہر ہے کوئی راز اوس سے چھپا نہین
وہ ہے یون تو سب سے جدا مگر وہ کبھی کسی سے جدا نہین
وہی چارہ گرِ دمِ یاس ہے وہ سدا مریضونکے پاس ہے
وہ اثر دوا مین نہ ڈالدے تو مرض کی کوئی دوا نہین
وہ نہین کسی کے بگاڑ مین وہ چھپا نہین کسی آڑ مین

یہ اوسکی ذات ہے بیگمان کہ کبھی کسی سے خفا نہین

مین ذرا سی سانس پہ دوستو کرون زندگی کا غرور کیا

گل و غنچہ کہتے ہین برملا کہ کسی کے بس کی ہوا نہین

مرا اوس پہ دار و مدار ہے وہی میرا چارۂ کار ہے

سبھی اوس کے میرے سوا تو ہین مرا کوئی اوسکے سوا نہین

یہ اوسی کا رنج و سرور ہے یہ اوسی کا کبر و غرور ہے

یہ خودی خدا ہی کی شان ہے جو خودی نہ ہو تو خدا نہین

چمنِ جہان مین برا کیا کہ خیال عیش کا بو دیا
یہ سنا ہے مضطر بینوا کہ موافق اوس کی ہوا نہین

اوسکی شانِ رضا پہ مرتا ہون
مین تو اپنے خدا پہ مرتا ہون

طرز طرزِ جفا نہین آتی
رسم رسمِ وفا پہ مرتا ہون

چار دن کو غرور دنیا کیا
مین تو اوس کبریا پہ مرتا ہون

ابتدا ہی سے موت لکھی ہے
اپنی پہلی بنا پہ مرتا ہون

مجھہ پہ میری قضا نہین مرتی
بلکہ مین خود قضا پہ مرتا ہون

مرکے اوٹھا نہ کوئے حضرت سے
مین تو اپنی ادا پہ مرتا ہون

جان دیتا ہون آپ پر مضطر
خواجۂ دوسرا پہ مرتا ہون

تجھکو ربِّ انام کہتے ہین
ایک ہین کیا تمام کہتے ہین

اہلِ اسلام ہی نہین قائل
تجھکو ہندو بھی رام کہتے ہین

موت کو موت کوئی کہتا ہو
ہمتو تیرا پیام کہتے ہین

طرزِ غم تجھسے جو پڑے اوسکو
طرزِ عیشِ دوام کہتے ہین

راہبر عام و خاص کا تو ہے
رہنما خاص و عام کہتے ہین

اوسپہ ایمان لائی ہے دنیا
جسکو تیرا کلام کہتے ہین

کیا کہون حالتِ دلِ مضطر
اسکو غم کا مقام کہتے ہین

چارہ سازِ ملال کہتے ہین
سب تجھے ذوالجلال کہتے ہین

توہی سنتا ہے دردِ دل سبکے
تجھسے سب اپنا حال کہتے ہین

جنکو تو نے زبان بخشی ہے
وہ تجھے بے مثال کہتے ہین

مٹنے والے ہین اور دنیا پیر
ہمتو اسکو وبال کہتے ہین

زندگی پر نہ پھول اے غافل
اسکو خواب و خیال کہتے ہین

مٹنے والون سے پوچھ لے کوئی
سب تجھے لازوال کہتے ہین

ایسی دنیا مین کیون رہو مضطر
جسکو سب احتمال کہتے ہین

مالکِ باغِ جنان کون خداوندِ جہان
کارسازِ دوجہان کون خداوندِ جہان

شافیِ دردِ جگر کون خداوندِ کریم
پردے پردے سے عیان کون خداوند کریم
سب کے پلے پہ یہان کون خداوند کریم
سب کی لیتا ہے خبر کون خداوند کریم
سر مین ہے شل ہوا کون خداوندِ کریم

دافعِ رنج گران کون خداوندِ جہان
پردے پردے مین نہان کون خداوندِ جہان
سب کی بخشش کو وہان کون خداوندِ جہان
سب کا ہر دم نگران کون خداوندِ جہان
دل مین ہے صورتِ جان کون خداوندِ جہان

مضطرِ اُمید کا پھل کون خداوندِ کریم
مضطرِ ارمان جہان کون خداوندِ جہان

کون ہے جو ہر گھڑی نامِ خدا لیتا نہین
آپ ہی سب جان دیدیتے ہین اوسکی راہ مین
نعمتین ساری ہمارے ہی لئے پیدا ہین
بارِ عصیان سے خدا کی ہاتھ بالکل پاک ہین
آدمی مردے سے بھی بدتر ہے سوجانیکے بعد
اوٹھنے والے خود اوٹھے جاتے ہین فرطِ شوق سے

کون ہے جس کی خبر وہ کبریا لیتا نہین
ورنہ جو شے دیکھا پھر وہ خدا لیتا نہین
ورنہ یہ سب جانتے ہین کچھ وہ کہا لیتا نہین
آپ دب جاتے ہین سب کچھ وہ دبا لیتا نہین
پھر جگاتا کون ہے جب وہ جگا لیتا نہین
ورنہ وہ کچھ اپنے ہاتھون سے اوٹھا لیتا نہین

کر رہا ہے اپنے مالک کے بھروسے پر بسر
مضطرِ احسان عزیزو اٹھا لیتا نہین

علم ذاتی تو ہی ہے رازِ نہین
سوز والون کی بات رکھ لی ہے

طرزِ دلکش ہے اپنی نازِ نہین
تونے آواز دیکے سازون مین

کھونیوالون نے تجھکو پایا ہے
جھک کے ڈھونڈا تجھے نمازونمین

تیرے جلوے عیان ہین شانونسے
تیری باتین چھپی ہین رازونمین

لطف غمخواری جراحت سے
اپنی چاہت کے دل گدازونمین

رشتۂ وار نوا سے وحدت ہین
تار جلنے لگے ہین سازونمین

بت کی جانب بھت جھکے مضطر
عمر اب کاٹ دو نمازون مین

سازگار دو جہان تجھکو بجا کہتے ہین
کہنے والے تجھے دنیا کا خدا کہتے ہین

تیری توصیف کسی طرح سے ممکن ہی نہین
لوگ کہنے کو جو کہتے ہین تو کیا کہتے ہین

جور گردون کا گلا میری زبانی سن لے
اپنی بیتی تو سب ارباب وفا کہتے ہین

کاش وہ جاکے کوئی دوسری دنیا ڈھونڈہین
ان بتون کو ترے ہوتے جو خدا کہتے ہین

زندگی پر جو کیا غور کہ کیا چیز ہے یہ
موت بولی اسے دنیا کی ہوا کہتے ہین

سوئے ہستی جو کبھی آس کی نظرین ڈالین
یاس بولی کہ اسے دار فنا کہتے ہین

کوئی صورت تری بخشش کی نہین اے مضطر
ہان مگر یہ کہ تجھے لوگ برا کہتے ہین

آسمان کہتا ہے صنع پاک یزدانی ہو نہین
ہے زمین کا قول نقش شان ربانی ہو نہین

کہتی ہے دنیا کہ عکس نقشۂ ثانی ہو نہین
مجھ سے غافل دل لگانا کیون ہے تو فانی ہو نہین

یاس کے پہلو جب امیدون نے پیدا کر دئے
حسرت پنہان پکاری کاہش جانی ہو نہین

جب مین یہ سمجھا کہ یہ دنیا تو گھر جانی نہین
گردش تقدیر یون بولی کہ مہمانی ہو نہین

[illegible]ا کہتا ہے وقفِ گریہ حسرت ہون مین
روتے روتے آنسوؤن سے جسم گھلکر بہہ گیا

شب مری کٹتی ہے پابندِ پریشانی ہون مین
اس سے پہلے خاک تھا اب آج کل پانی ہون مین

دم بخود ہون دیکھہ کر جلوہ رسولِ پاک کا
مضطر اک مدت ہوئی تصویرِ حیرانی ہون مین

ترا شکر کیون کر ادا کر سکون مین
جفائے زمانے سے تنگ آگیا ہون
یہ مانا کہ طاقت مجھے تو نے دی ہے
الٰہی مری عادتون کو بدلدے
کسے جز ترے درد و غم مین پکارون
سبھی اوٹھتے جاتے ہین آنکھون کے آگے

زبان جب نہ پلٹے تو کیا کر سکون مین
ادا خاک رسمِ وفا کر سکون مین
تو ہی جب نہ چاہے تو کیا کر سکون مین
وہ گن دے کہ اپنا بھلا کر سکون مین
کہان جز ترے التجا کر سکون مین
عزیزون کا کیا آسرا کر سکون مین

نظر آئے جلوہ خدائی کا مضطر
اگر اپنے دل کو صفا کر سکون مین

مجھے تابِ دردِ جدائی نہین
کدورت سے کارِ صفائی نہ لے
الٰہی وہ کشتی عطا کر مجھے
خدا اس لئے نام رکھا گیا
جو چاہے کرے مالک الملک ہے

مصیبت کی دل مین سمائی نہین
کدورت مین شانِ صفائی نہین
جسے حاجتِ ناخدائی نہین
اوسے احتیاجِ خدائی نہین
مشیت سے تیری لڑائی نہین

لگی مین سدا کام آتا ہے تو | کسی نے کسی کی نبھائی نہین

نہ چھوڑے گی مضطر کسی کو قضا
جو ٹل جائے ایسی یہ آئی نہین

مصیبت سے گذرے جدائی کے دن | خدا ہی دکھائے رسائی کے دن
خدا کی عنایت سے اچھے کٹے | خدائی کی راتین خدائی کے دن
کدھر چل بسا وہ یقین وصال | کہان سے یہ آئے جدائی کے دن
نصیبون کو شکوا یہ سورج سے ہے | جو لایا ہے یہ بیوفائی کے دن
خدا دن تو پھیرے مزا دیکھنا | بھلائی کرین گے برائی کے دن
نجانے خدا کب دکھائے گا عیش | کب آئین گے عقدہ کشائی کے دن

اوسی سے ہے مضطر امید وصال
خدا کاٹ دے گا جدائی کے دن

تجھکو سب کردگار کہتے ہین | پاک پروردگار کہتے ہین
ترے لطف وکرم سے آتی ہے | جسکو فصل بہار کہتے ہین
ہے ترے نام پاک پر روزون | لوگ جسکو پکار کہتے ہین
تیری ہی ذات پر ہے دنیا کا | جسکو دار و مدار کہتے ہین
ہین گنہگار ہون تو غم کیا ہے | تجھکو آمرزگار کہتے ہین
ایسی دنیا سے دل لگانا کیا | جسکو ناپائدار کہتے ہین

ماتمِ آرزو مین سب مجھکو
مضطرِ سوگوار کہتے ہین

شان والا ہے شان والونمین — آن والا ہے آن والونمین
تیرا احسان جان والون پہ — تیرا چرچا زبان والون مین
ہوگئے بے نشان نشان والے — اک توہی ہے نشان والونمین
اپنی چاہت کی موت سے کہدے — آ بسے امتحان والون مین
کیسے کیسے مزے سے ہوتی ہین — تیری باتین زبان والون مین
بن گیا ہے توہی یقین و وجود — ایسے ویسے گمان والونمین

جز خدا خاک بھی نہین مضطر
اس زمانے کے جان والونمین

بے شبہ وہ قدیر ہے کچھہ اسمین شک نہین — خلاق بے نظیر ہے کچھہ اسمین شک نہین
جانے کے ساتھ ساتھ ہے وہ ۔ اسمین کیا کلام — گرتے کا دستگیر ہے کچھہ اسمین شک نہین
سارے معاملات اوسی کی رضا پہ ہین — سلطان بے وزیر ہے کچھہ اسمین شک نہین
لیتا نہین کسی سے وہ کامون مین مشورہ — مختار بے مشیر ہے ۔ کچھہ اسمین شک نہین
ڈالے ہین اوس نے زخم پئے امتحانِ عشق — ہر دل پہ اک لکیر ہے ۔ کچھہ اسمین شک نہین
ہین اوسکے ہاتھ جنت و دوزخ کے مرحلے — وہ ربّنا و داروگیر ہے ۔ کچھہ اسمین شک نہین
یارب اوسے بھی دولتِ قرب و وصال دے — مضطر ترا فقیر ہے ۔ کچھہ اسمین شک نہین

بڑا کرم ہے اوسکے کرم کی تھاہ نہین
اگر وہی نہ نباہے تو پھر نباہ نہین

خدا خدا ہے ذرا اسمین اشتباہ نہین
خدا گواہ ہے کچھ حاجت گواہ نہین

اوسیکے بحر کرم نے ہمین اوچھالا ہے
وہ کیسی بحر کرم جسکی کوئی تھاہ نہین

کچھ اس طرح سے گئے رہروان ملک عدم
کہ جیسے ان کی زمانے سے رسم و راہ نہین

خدا رحیم - رسول خدا شفیع امم
کسی طرح مجھے اندیشۂ گناہ نہین

شب فراق ہو یا گیسوئے پریشان ہو
مرے نصیب سے بڑھکر کوئی سیاہ نہین

خدا کی یاد مین یکسو خیال ہین مضطر
جو مین بتون کو کبھی پوچھون تو کچھ گناہ نہین

گزارش کی اوس سے ضرورت نہین
خدا ہے وہ انجان مورت نہین

گھڑی وہ ہے جو اوس کے غم مین کٹے
کوئی اور اچھی مہورت نہین

مدد کیجئے یا رسول خدا
رہائی کی اب کوئی صورت نہین

مدینے سے رضوان بلائے اگر
تو کہدون کہ مجھکو ضرورت نہین

گناہون کو دہوتا ہون مضطر مین یون
یہ رونا مرا بے ضرورت نہین

شکر پروردگار کرتا ہون
بندگی اختیار کرتا ہون

وہ نکلتا نہین بھروسے کا
جس کا مین اعتبار کرتا ہون

دار فانی مین کیا کہون کیون ہون
موت کا انتظار کرتا ہون

سیکڑون داغ دل پہ پاتا ہون
جس گھڑی مین شمار کرتا ہون

نام پاکِ نبی پہ اے مضطر
جان اپنی نثار کرتا ہون

لطف گلشن ہے تو بہارو نہین
حسنِ دلکش ہے گلعذارو نہین

دنکو پھیلا ہے روشنی بنکر
شب کو چمکا فلک کے تارو نہین

تیری فرقت مین جاگنے والے
سو گئے چین سے ہزارو نہین

واہ تیری لگی کا کیا کہنا
تو چمک دے گیا شرارو نہین

درد دل کا علاج کرتا ہے
تو تسلّی ہے بیقرارو نہین

تو نے خلوت کا کر لیا وعدہ
اسلیے سب چھپے ہزارو نہین

خوب نغمے سنائے وحدت کے
تو نے آواز دی کے تارو نہین

مستِ موجِ ہوائے قدرت ہے
تو جو لپٹی ہوئی ہے ہارو نہین

باغ جنت کے گل چنو مضطر
عمر کیون کاٹتے ہو خارو نہین

دخل کس کو ہے تیری باتون مین
دن کو ڈالا ہے تو نے راتون مین

جان سب کی تو ہی بچاتا ہے
ورنہ ہر دم قضا ہے گھاتون مین

یہ تیری دین کی نشانی ہے
جو لکیرین پڑی ہین ہاتون مین

زندگی کا یہان بھروسہ کیا
یہ تو کٹتی ہے چار باتون مین

تجھہ سے خالی نہین کوئی ہستی
سب تری ذات کی دلیلین ہین
تیرا جلوہ حساب کرتا ہے
ایک کو ایک سے ملاتا ہے

نور تیرا ہے سب کی ذاتون مین
بات کو ڈالتا ہے باتون مین
دن کی گنتی ہوئی ہے راتون مین
تری دہومین مچین براتون مین

مضطر اس دہر کا بھروسا کیا
آنہ جاتا کسی کی باتون مین

تیرا جلوہ ہے سب کے نقشون مین
تیری قدرت کا کیا ٹھکانہ ہے
آرزوئین دلون کو بخشی ہین
سال دم مین گذار دیتا ہے
تیرے آغوش ناز کے صدقے
سپنے بپنے مین ہے ہوا تیری
تیرا جلوہ ملا ہے نظرون کو
اوسکو آنکھین تلاش کرتی ہین

تو تو ناحق چھپا ہے پردون مین
چاند سورج چھپے ہین ذرون مین
راز ڈالے ہین تو نے پردون مین
ایک دن کاٹتا ہے برسون مین
سبکو پالا ہے تو نے گودون مین
پھول سب جھولتے ہین جھولون مین
تیری ٹھنڈک پڑی کلیجون مین
تو نے جو کچھہ دھرا ہے پردون مین

حسرتین دل مین دفن ہین مضطر
جیسے مردے گڑے ہون قبرون مین

ہم جو اپنا خط تقدیر لیے بیٹھے ہین
عشق معبود کی تحریر لیے بیٹھے ہین

دل میں ہم درد کی تاثیر لیے بیٹھے ہیں
زخم کی آڑ میں اک تیر لیے بیٹھے ہیں

خامۂ قدرتِ معبود ادھر بھی جھک جا
ہم بھی بگڑی ہوئی تقدیر لیے بیٹھے ہیں

حکم دے جوشِ جنون بادیہ پیمائی کا
مدتیں ہو گئیں زنجیر لیے بیٹھے ہیں

دیکھیں کب تک نہیں دیتا ہمیں دینے والا
ہاتھ میں کاسۂ تقدیر لیے بیٹھے ہیں

نیک اعمالیِ زاہد سے الگ محشر میں
ہم بھی سرمایۂ تقصیر لیے بیٹھے ہیں

بتکدوں میں بھی ترا نقش جما ہے یارب
سارے ہندو تری تصویر لیے بیٹھے ہیں

ملک والوں کو مبارک ہوں حکومت کے مزے
ہم تو اس عشق کی جاگیر لیے بیٹھے ہیں

ہاتھ خالی ہیں مگر نذرِ خدا کرنے کو
مضطر اپنا دلِ دلگیر لیے بیٹھے ہیں

دمِ توصیف آنکھوں سے خدا کا نام لیتا ہوں
ادب دیکھو - نگاہوں سے زباں کا کام لیتا ہوں

مرے ہمراہ میرا دل بھی وقفِ بیقراری ہے
نہ یہ آرام لیتا ہے - نہ میں آرام لیتا ہوں

بدل دی یا خدا طیبہ کی راتوں سے یہ دن میرے
میں اپنی صبح دیتا ہوں - وہاں کی شام لیتا ہوں

مرے سودوں کو پوچھے کون بازارِ محبت میں
وہ سب کھوٹے نکل جاتے ہیں جتنے دام لیتا ہوں

وفا کی آرزو دنیا میں کوئی پھل نہیں دیتی
وہی دشمن مرا بنتا ہے جس کا نام لیتا ہوں

تلاشِ مایۂ آرامِ عقبیٰ چاہیئے مجھ کو
کہاں کیوں بے ضرورت عیشِ ناہنگام لیتا ہوں

بہکتا ہے بھبھولا دل کا یادِ روئے حضرت میں
کوئی چٹکی سی بھر لیتا ہے جب آرام لیتا ہوں

فراقِ ساقیِ کوثر کے غم میں خون روتا ہوں
ٹپک پڑتے ہیں آنسو ہاتھ میں جب جام لیتا ہوں

بڑا مالک ہے جانے کیا کرے اعمال عصیان پر
کلیجہ کانپتا ہے جب خدا کا نام لیتا ہون

مزے کی چیز ہے ناکامیٔ رسم محبت بھی
مین جب لیتا ہون جنکر حسرت ناکام لیتا ہون

تصور جب مجھے طیبہ کا آتا ہے تو اے مضطر
تڑپ کر دونون ہاتھون سے کلیجہ تھام لیتا ہون

قتیل ادا ہون شہید وفا ہون
وصال خدا کے مزے لوٹتا ہون

نہ رنگ چمن ہون نہ طرز فضا ہون
جو ہون بھی تو گل چار دن کی ہوا ہون

نہ شان روش ہون نہ حسن ادا ہون
جو اک دن مٹے گا وہ نقش فنا ہون

نہین اپنی ہستی پہ مجھکو تکبر
تری کبریائی کو مین دیکھتا ہون

صبا بزم دنیا مجھی سے ہے روشن
نہ کر گل مجھے مین چراغ وفا ہون

نہ طرز چمن ہون نہ شام وطن ہون
غریبی مین بربادیون کا مزا ہون

خبر ہون کہ جس پر بھروسا نہین ہے
کوئی جسکو سنتا نہین وہ صدا ہون

قضا آکے بند الم سے چھڑا دے
مین ہر دم ترا راستہ دیکھتا ہون

مرا دل ہے اور خواب غفلت کی نیندین
جو یون جاگتا ہون تو کیا جاگتا ہون

مری بیکسی پر خدا رحم کھائے
قیامت کے دن سب کا منہ تک رہا ہون

تو ہی اپنی رحمت سے بخشے گا مجھکو
الٰہی ترا مضطر بینوا ہون

ہین مری عصیان سے ہر حال مین بھاری رحمتین
تری پیاری مہربانی تری پیاری رحمتین

زاہدونکو ناز اپنی نیک اعمالی پہ ہے / ہم گنہگارون ہی کا حصہ ہین ساری رحمتین

وہ گنہگار محبت تھے جنہین محشر کے دن / نام لیکر لیکارین تیری پیاری رحمتین

حشر کے دن آگ سے دوزخ کا منہ جھلسا گیا / لے گئین جنت مین سبکو تیری پیاری رحمتین

سب سے ہلکا مین رہونگا مجھسے ہلکے یہ گناہ / یہ گنہ بھاری ہین مجھسے اسی بھاری رحمتین

آدمی کو شرم سے آنسو بہانا چاہیئے / چشمۂ فیض خدا کردین گی جاری رحمتین

تمسے مضطر اور بھی لاکھون کرورون آ گئے ہین / حشر کے دن کیا تمہین لے لوگے ساری رحمتین

تو ہے حسن قبول نقشون مین / دلربی ہے سب نمونون مین

طپشِ آفتاب کیا کرتی / صرف تیری چمک ہے ذرّون مین

پیروی تیری ہی تو کرتے ہین / جسکو رکھا ہے تونے پردون مین

تو سمجھتا ہے اوس کی لذت کو / جو کشش ڈالدی ہے جلوون مین

سچ تو یہ ہے کہ تیرے رکھنے سے / آبرو رہ گئی ہے پردون مین

تونے جوڑے ملائے ہین سب کے / باندھ دیتا ہے سب کے پلّون مین

حشر کو ایک دن بپا کرکے / جان ڈالیگا تو ہی مردون مین

سب کے سینون مین تیرے زخم ہین / تیرے کانٹے چبھے کلیجون مین

عمر کاٹے ترے بھروسے پر / کوئی اتنا نہین ہے اتنون مین

عمر بھر خار کھاکے اوٹھتا ہون / رکھ دیا ٹہراون کو پھولون مین

زیر تربت فرش سے سوتا ہون
جان کرتی ہے دلسے کچھ باتین

تیرا کھیرا ہے چارون کونین
راز کی گفتگو ہے دونون مین

دل مین یون غم نہان ہے ای مضطر
جیسے کانٹے چھپے ہون پتون مین

صاحب اقتدار ہے - یون نہ کہون تو کیا کہون
مالک جان زار ہے - یون نہ کہون تو کیا کہون

کام جہان بنا دئے نقش الم مٹا دئے
بانی حسن کار ہے - یون نہ کہون تو کیا کہون

ناخن دست عیش سے کھولدی رنج کی گرہ
عقدہ کشائے کار ہے - یون نہ کہون تو کیا کہون

اس کے کرم سے کھل گئین غنچہ وگل کی پتیان
موجب صد بہار ہے - یون نہ کہون تو کیا کہون

تو ہے فرد یکتا مددگاریون مین
شفا سب کو دیتا ہے بیماریون مین

تشفی کا موجب تو ہی وقت صدمہ
تسلی کا باعث تو ہی زاریون مین

مٹاتا ہے تو داغ رسوائیون کے
بچاتا ہے عزت تو ہی خواریون مین

ترا رحم مشغول دلسوزیون مین
ترا فضل مصروف غمخواریون مین

تری رحمت عام نے گھر بنایا
خدائی کے پیچھے خطا کاریون مین

ترى بخشش خاص حامى ہے اونكى / جو عمرين كٹى ہين گنہگاريون مين
ہر اك شمع مے شاہد نور وحدت / تو ہى تو چمكتا ہے چنگاريون مين
ترا رنگ قدرت ہے پھولون سے ظاہر / ترا حسن صنعت ہے گلكاريون مين
ترے آب رحمت سے اميد يہ ہے / كہ دوزخ بھى شايد نہ ہو ناريون مين

تو ہى اپنے مضطر كو بخشيگا يارب
كٹى عمر اوسكى گنہگاريون مين

جلوہ فرما ہے سب خدائى مين / فرد ہے شان كبريائى مين
رنگ ہے رنگ ابتدائى مين / شان ہے شان انتہائى مين
كبريا ايك ذات ہے تيرى / ايك ہے اپنى كبريائى مين
مخلصى تيرے نام سے بخشى / جب پكارا گيا دہائى مين
منہ پہ ركھتے ہين آئنے دل كے / اپنا جلوہ ہے ہر صفائى مين
ہے معاون اڑى پڑى مين تو / سب كا حامى لگى لگائى مين
شكر ہے عالم غريبى مين / صبر ہے حسرت جدائى مين
عكس ہے طرز جان نوازى كا / نور ہے رسم رونمائى مين
رہنما ہے بھٹكنے والون كا / آگے آگے ہے رہنمائى مين
سب ترى ايك ہى خدائى ہے / ہے خدا ايك ہى خدائى مين
تو ہى توفيق توبہ ديتا ہے / ہے مددگار سب كى آئى مين

لطف شاہی نصیب ہے اوسکو
ملگیا تو جسے گدائی مین

پاک پروردگار دل میرا
ڈال دے عشق مصطفائی مین

اوس سے ملنا جو ہو تجھے مضطر
ڈوب جا رنگِ بینوائی مین

زینتِ باغ ہے بہارون مین
پھول کو پالتا ہے خارون مین

درد مندون کی آس رکھتا ہے
وجہ راحت ہے بیقرارون مین

کام جان ہے ہجوم حسرت مین
کام دل ہے امیدوارون مین

لطف بیدار ہے جہان ہے تو
لذتِ خواب ہے مزارون مین

سب کی آئی کو ٹالدیتا ہے
کام آتا ہے انتشارون مین

شاہدِ نور ذات ہین راتین
تو جھلک دے رہا ہے تارون مین

اپنی قدرت کے نقش کھینچے ہین
حسن صورت ہے گلعذارون مین

پردہ دارِ نوائے وحدت ہے
بر ملا بولتا ہے تارون مین

مانگ اوس سے تسلیان مضطر
نام لکھوا کے بیقرارون مین

فرد ہے شان بے مثالی مین
ایک ہے حسنِ لا زوالی مین

اب کسی اور پر نظر کیسی
تو بسا قلب لاابالی مین

چاہے صحرا کو تو کرے دریا
چاہے دریا بھرے پیالی مین

تو نے پتون مین کی ہی گلکاری
پھول لاتا ہے ڈالی ڈالی مین
بے خبر کیسا اپنی دنیا کا
رزق دیتا ہے بے سوالی مین
جان دیتا ہے جسم بیجان کو
مال دیتا ہے دست خالی مین

کموئے دیتا ہے جان کیون مضطر
مفت دنیا کی بے خیالی مین

حسن قدرت ہے سب کے نقشے مین
رنگ صنعت کے ہر نمونے مین
سب کو دیتا ہے ظاہری امداد
سب کا حامی ہے پردے پردے مین
اپنے محبوب کا دکھا روضہ
ڈال ٹھنڈک مرے کلیجے مین
چاند سورج گواہ ہین دونون
تو چمکتا ہے ذرے ذرے مین
اپنے پرتو مین اپنا پرتو ہے
اپنا جلوہ ہے اپنے جلوے مین
یہ قصور نگاہ عالم ہے
ورنہ تو کب چھپا ہے پردے مین
اوسکو میزان حشر کا کیا غم
جسکو رکھے تو اپنے پلے مین
پھر جلا دے مرے موئے دلکو
تو نے ڈالی ہے روح مردے مین

رنج و غم سے وہی چھڑاتا ہے
مضطر اوسکو پکارا لیے مین

ردیف (و)

دینے والا ثمرِ گلشنِ مقصود ہے تو
پتّا پتّا بھی یہ کہتا ہے کہ موجود ہے تو

سب کے سر جھکتے ہیں تیری ہی طرف وقتِ نماز
سارے سجدوں کا یہ کہنا ہے کہ مسجود ہے تو

ازلی شان ہے تیری ابدی ذات تیری
نہ تو محصور ہے تو اور نہ محدود ہے تو

تیری طاعت ہی سے ثابت ہے اطاعت تیری
خود عبادت کا یہ مقولہ ہے کہ معبود ہے تو

کچھ نہ ہونے ہی سے ہونے کا پتہ چلتا ہے
کچھ نہ رہنے ہی سے ثابت ہے کہ موجود ہے تو

تیرے ہی فضل و کرم پہ ہے مرا دار و مدار
مرا مالک مرا خالق مرا معبود ہے تو

تو نے دنیا میں یہ شکلیں جو بنا رکھی ہیں
دیکھتا ہوں انہیں لیکن مرا مقصود ہے تو

تجھ سے چھپکر نہیں ممکن کوئی دنیا میں گناہ
کیونکہ ہر رنگ میں ہر حال میں موجود ہے تو

ساتھ کب جائینگے دنیا کے بکھیڑے مضطر
جان جھگڑوں میں پھنسائی ہوئے بیہودہ ہے تو

مٹے پر بھی سب کا نگہبان ہے تو
خبر گیرِ گنجِ شہیدان ہے تو

کلیجوں کو ڈھونڈھو تو ٹھنڈک تو ہی
دلوں کو ٹٹولو تو ارمان ہے تو

اذیت کو دیکھو تو راحت تو ہی
مصیبت کو جانچو تو درمان ہے تو

کہیں جلوۂ حسن ظاہر تو ہی
کہیں پردۂ رازِ پنہان ہے تو

کہیں مظہرِ شانِ قدرت تو ہی
کہیں پرتوِ روئے جانان ہے تو

کہیں عالمِ یاس میں آس ہے
کہیں ناامیدی میں ارمان ہے تو

تو ہی چاک دامن کا ہے پردہ دار
گلا کہہ رہا ہے - گریبان ہے تو

وفاؤن کا بدل ملے گا ثمر
جفاؤن سے کیون زار و نالان ہے تو

خدا ہی پہ مضطر نظر چاہیے
گناہون سے ناحق پریشان ہے تو

غریبون کے بچون کا وارث ہے تو
بیسرون - یتیمون کا وارث ہے تو

بچاتا ہے جنگل مین جانین تو ہی
سبھی بھولے بھٹکونکا وارث ہے تو

یہ شمعین ہین تیری جلائی ہوئی
اور انکے پتنگون کا وارث ہے تو

پیرون کا بہی مالک ہے پروردگار
یہ کب ہے کہ اچھونکا وارث ہے تو

تو ہی پالدیتا ہے سبکے یتیم
مصیبت مین رانڈون کا وارث ہے تو

وطن مین عزیزون کا مالک تو ہی
جدائی مین بچھڑونکا وارث ہے تو

نہ کیونکر ہو مضطر کو تجھسے امید
کہ وارث ہے ایسون کا وارث ہے تو

چارۂ کار دمِ شومیِ تقدیر سے تو
جیسا لکھا ہے اوسی طور خبر گیر ہے تو

تو فقط خانۂ دنیا کا اجالا ہی نہین
کنج تربت کے اندھیرے مین بہی تنویر ہے تو

تجھکو اے خاکِ مدینہ مین کہان تک ڈھونڈہتا ہون
مجھکو مل جائے تو میرے لیئے اکسیر ہے تو

اے خدا تیرے ہی لکھے پہ عمل ہے سبکا
سب یہ کہتے ہین کہ ہان کاتب تقدیر ہے تو

جوشِ وحشت مین مدینہ کیطرف چل مضطر

مفت کیون پانون مین ڈالے ہوئے زنجیر ہے تو

بچاتا ہے غنچون کو خارون سے تو
ملاتا ہے گل کو بہارون سے تو
جو ہو تیری مرضی تو فوراً ابھی
صفائی نکالے غبارون سے تو
تری شانِ قدرت کا کیا پوچھنا
اوٹھائے لگا مردے مزارون سے تو
جراحت سے کے شکوے سنا ہی کیا
نہ بگڑا اگر دلفگارون سے تو

پھلیگا نہ مضطر یہ باغِ جہان
خدارا الگ خار زارون سے تو

مددگار تو ہے مددگار تو
دوا ہے پئے جانِ بیمار تو
سہارا ہے وقتِ مصیبت ترا
معاون دمِ حالتِ زار تو
گلِ تر کھلاتا ہے تو خاک سے
اوگاتا ہے مٹی سے اشجار تو
ملاتا ہے برسون کے بچھڑے ہوے
مٹاتا ہے آپس کی تکرار تو

خدا ہر جگہ ہے اوسے ڈھونڈھتے
چلا ہے کہان مضطرِ زار تو

مصیبت مین ہے کام آنیکو تو
ہماری لگی کے بجھانے کو تو
خبرگیر سارے زمانے کا ہے
چلاتا ہے اس کارخانے کو تو
تری دی ہوئی کھا رہے ہین سبھی
مدد دے رہا ہے زمانے کو تو
خفیہ سے بندونکو دیتا ہے زر
لٹاتا ہے اپنے خزانے کو تو

نہ ہیں گے مضطر جو دن کٹ گئے
نہ کر یاد اب اوس زمانے کو تو

بچاتا ہے سبکو گزندون سے تو
بڑا دام تزویر ہے یہ جہان
یہی ہے دعاے لب بندگی
ہے دہندہونسے سبکو لگائی ہوئے

چھڑاتا ہے آفت کے پھندون سے تو
بچاتا ہے اسکی کمندونسے تو
کہ راضی رہے اپنے بندون سے تو
بری ہے دو عالم کے دہندون سے تو

امید دوا تجھہ سے مضطر کو ہے
کہ غافل نہین دردمندون سے تو

قیامت کے دن کام آئیگا تو
یہان جنکو تونے جدا کر دیا
جو پردے جدائی کے ڈالے یہان
مزا وصل کا دیگا فرقت کے بعد

ہمین باغ جنت دکھائیگا تو
وہان اون سے ہمکو ملائیگا تو
یہ پردے بھی اکدن اوٹھائیگا تو
زمانے کے بچھڑے ملائیگا تو

جو مضطر گئے اون کا غم تو نہ کر
خدا کے یہان چل کے پائیگا تو

بھولے ہوون کو اپنے دکھاتا ہے راہ تو
دنیا مین تونے بخشے ہے عیش سیکڑون
تیرے ہی فیض عام پہ تکیہ ہے ہر گھڑی

کرتا ہے بے نباہ کبھی سب کا نباہ تو
محشر مین کیا عجب ہے جو بخشے گناہ تو
ہے میری حالتون کا الٰہی گواہ تو

مردم کو تو نے آنکھ کی پتلی میں دی جگہ | صبح مراد کر مری شام سیاہ تو

مضطر خدا کے گھر کا بھی کچھ انتظام کر
دنیا سے یوں کرے گا کہاں تک نباہ تو

نظر وفا میں بسا ہے تو - مرے باغ دل کی ہوا ہے تو

یہ تو میں نہ جانوں کہ کیا ہوں میں - یہ تو تو ہی جانے کہ کیا ہے تو

نہ قریب وہم و گمان ہے تو - نہ قرین فہم و ذکا ہے تو

کوئی یہ کہے بھی کہ کیا ہے تو - تو یہی کہوں کہ خدا ہے تو

یہ ترا ہی حسن کمال ہے - یہ تری ہی شان جمال ہے

مرے غم کا وجہ زوال ہے - مرے درد دل کی دوا ہے تو

نہ بڑھے گا تو نہ گھٹے گا تو - نہ چلے گا تو نہ ہٹے گا تو

نہ مٹا ہے تو نہ مٹے گا تو - نہ بنے گا تو نہ بنا ہے تو

ترا بندہ مضطر زار بھی ہے ترے کرم کی امید میں
تو ہی بگڑے کام بنائیگا کہ کفیل روز جزا ہے تو

ہے نیرنگ قدرت بہاروں میں تو | کھٹک کا مزا خار زاروں میں تو
سکا تو نہیں دیکھا ہے ہم نے تجھے | ملا ہے ہمیں رہگذاروں میں تو
دکھتا ہے دن بھر تو ہی مہر میں | چمکتا ہے شب بھر ستاروں میں تو
تجھے جانتے ہیں سب اپنا طبیب | دوا بن گیا دل فگاروں میں تو

تری عمر مضطر تڑپتے کٹی
اوٹھیگا وہان بیقراروں مین تو

ملاتا ہے بہائی سے بہائی کو تو
مٹاتا ہے درد جدائی کو تو

کدورت مٹا کر غم ہجر کی
جماتا ہے رنگ صفائی کو تو

زہے شان قدرت کی نیرنگیان
دکہاتا ہے جلوہ خدائی کو تو

کہان تک رہون پائمال الم
مٹادے غم بینوائی کو تو

یہان بھی تجہے دیگا مضطر وہی
کہان جا رہا ہے گدائی کو تو

دین تیری ہے دینے والا تو
جس نے خار الم نکالا - تو

تیرے فضل و کرم کا کیا کہنا
ایسی باتون کا کرنے والا تو

حسن کو دے کے شان خودداری
جس نے رنگ ادا اوچھالا - تو

رزق کا تیرے گھر مین کیا ٹوٹا
سارے عالم کو جس نے پالا - تو

چپ ہے وقت سوال کیون مضطر
اوسکی رحمت کا دے حوالا - تو

ہے ہمارا بچانے والا تو
بات بگڑی بنانیوالا - تو

اپنی حالت دکہانیوالا ہین
اپنی رحمت دکہانیوالا - تو

اپنے دلمین لگانے والا ہین
میرے دل کی بجہانے والا تو

تیری نعمت کا کھانے والا مین — اپنی نعمت کھلانیوالا - تو

چاہِ غم مین نہ بچنے والا مین — چاہِ غم مین بچانے والا تو

قیدِ غم سے نہ چھٹنے والا مین — قیدِ غم سے چھڑانے والا تو

اپنی صورت چھپانے والا مین — اپنا جلوہ دکھانے والا تو

اپنے آنسو گرانے والا مین — میرے آنسو سکھانے والا تو

آبِ رحمت کا پینے والا مین — آبِ رحمت پلانے والا تو

دارِ فانی سے جانیوالا مین — اپنی جانب بلانے والا تو

جانِ مضطر گنوانے والا مین — جانِ مضطر بچانے والا تو

عزت دانۂ تسبیح ہے زنّار مین تو — اپنا رشتہ ہے لگائے ہوئے - اس تار مین تو

رسمِ سرگرمیِ ہر جنس ہے بازار مین تو — نقد پونجی ہے مگر دستِ خریدار مین تو

تندرستی کا بھروسہ ہے - ہر آزار مین تو — ڈال دیتا ہے اُمیدین دلِ بیمار مین تو

صحبتِ عام کی تصویر ہے تکرار مین تو — کبھی دس بیس مین تو ہے کبھی دو چار مین تو

جان دیتے ہین شہیدانِ محبت تجھ پر — نظر آتا ہے چمکتی ہوئی تلوار مین تو

پیاس بڑھ جائے تو تیری بھی ہے خنجر مین تو ہی — پیاس بڑھ جائے تو پانی بھی ہے تلوار مین تو

اپنی بستی کی حفاظت کے لئے بیٹھا ہے — چھپ کے خلوت کدۂ دامنِ کہسار مین تو

بلبلین جان نہ دیتین کبھی ناحق اپنی — جلوہ فرما جو نہ ہوتا گلِ گلزار مین تو

تیر مین لطفِ جراحت ہے تو ہی جانون کا — لذتِ زخمِ جگر ہے لبِ سوفار مین تو

تری رحمت کے بھروسے پہ وہ کرتا ہے بسر
نقشِ اُمید ہے مضطر کے دلِ زار مین تو

شمع مین نور ترا لمعہ رخسار مین تو — لذتِ دیدۂ مشتاق ہے دیدار مین تو
آرزو بن کے رہا ہے دلِ بیمار مین تو — لطفِ دردِ دلِ بیتاب ہے آزار مین تو
کیفِ راحت ہے دوا ہے دلِ بیمار مین تو — آس بخشش کی ہی ہر قلبِ گنہ گار مین تو
اہلِ بینش ہو تو ہر شے مین ہے جلوہ تیرا — کیفِ مقصود ہے ہر چشمِ طلبگار مین تو
تو ہی امداد مصیبت مین دیا کرتا ہے — یاد آتا ہے سدا منزلِ دشوار مین تو
اہلِ تسبیح نے تسبیح مین دیکھا تجھکو — اہلِ زنار یہ سمجھے کہ ہے زنار مین تو
شمع بن بن کے تو ہی بزمِ طرب مین چمکا — پھول بن بن کے کھلا تختۂ گلزار مین تو
دل کو دیتا ہے مزہ بادیہ پیمائی کا — دردِ پنہان کا مزا ہے خلشِ خار مین تو
کوئی کھائے تو تو ہی زخمِ جگر دیتا ہے — کوئی پیاسا ہو تو پانی بھی ہے تلوار مین تو

نہ طبیبون کی ضرورت نہ دوا کی حاجت
بس گیا جب سے دلِ مضطرِ بیمار مین تو

جذبۂ حسرتِ دیدار سے دیکھا تجھکو — چشمِ موسیٰ نے بڑے پیار سے دیکھا تجھکو
خوابِ غفلت مین مرے تیری تجلی کے لئے — رات بھر دیدۂ بیدار سے دیکھا تجھکو
سر کٹائے ہی ترے وصل کی دولت پائی — تیرے جانبازون نے تلوار سے دیکھا تجھکو
جس محبت سے پکارا ہے زبان والون نے — آنکھ والون نے بھی پیار سے دیکھا تجھکو

پردے والون نے سدا آڑ سے جھانکا ہے تجھے
رخنۂ روزنِ دیوار سے دیکھا تجھکو

جس طرح ہمکو بڑے پیار سے دیکھا تو نے
یونہین ہمنے بھی بڑے پیار سے دیکھا تجھکو

بھولے بھٹکون نے تجھے دشت و جبل مین پایا
چلتے پھرتے اسی رفتار سے دیکھا تجھکو

لے لئے عشقِ مجازی سے حقیقت کے مزے
بیٹھے بیٹھے درِ دلدار سے دیکھا تجھکو

عشق نے دیدۂ مطلوب سے چاہا ہے تجھے
حسن نے چشمِ طلبگار سے دیکھا تجھکو

میری آنکھون نے رقابت کی بنا ڈالی ہے
اسپہ بگڑا ہون کہ کیون پیار سے دیکھا تجھکو

وہ ہی مرقد مین خبر لیگا دمِ خوابِ گران
جس نے مضطر پسِ دیوار سے دیکھا تجھکو

ڈھونڈھ اے دل بچانے والے کو
سب کی بگڑی بنانیوالے کو

اے مسافر تلاش کر پہلے
راہ سیدھی بتانے والے کو

سجدۂ ناکام دہر کرتے ہین
وقت پہ کام آنے والے کو

چاہیئے کردگار پر تکیہ
بختِ بد آزمانے والے کو

بلبلین کس کو یاد کرتی ہین
پھول مین رنگ لانیوالے کو

سب کھالانِ باغ کی شاخین
یاد ہین پھل لگانے والے کو

رنگ آمیزیِ چمن موزون
نت نئے گل کھلانے والے کو

میر مجرا ابھی اے صبا کہنا
اوس مدینہ بسانے والے کو

غم بہت مضطر اور آنسو کم
کیسے روؤن مین جانیوالے کو

رنگِ نیرنگ دکھاتا ہے ہر انداز ہین تو
جلوہ فرما ہے ہر ایک جلوہ گہِ ناز ہین تو

رنگِ اظہارِ مقاصد ہے ہر اک بات تری
لطفِ اخفاے مطالب سے ہر اک راز ہین تو

اوڑتے پھرتے ہین یہ سب تیری ہواؤن مین طیور
تا بجنبش کی صفت سے پرِ پرواز ہین تو

بے گمان تو ازلی ہے ابدی ذات تری
ادھر انجام مین تو ہے ادھر آغاز ہین تو

تیرے انداز جھلکتے ہین ہر اک جلوے مین
حسن تو حسن مین تو ناز ہے تو ناز ہین تو

تجھ سے موسیٰ کو ملی ہمت عرضِ احوال
ابن مریم کے لئے حکم تھا اعجاز ہین تو

دہر مین کوئی بھی سنتا نہ کسی کی فریاد
درد کا کیف نہ ہوتا اگر آواز ہین تو

جسم بے روح سے آواز نکالی تو نے
سوز والون کے لئے بول اُٹھا ساز ہین تو

مانگ اللہ سے تو واد مصیبت مضطر
وہ تو سنتا ہے پکارے کسی آواز ہین تو

جس کو چاہے خراب کر دے تو
جسے چاہے عذاب کر دے تو

تجھکو منظور ہو تو ذرے کو
دفعتہً آفتاب کر دے تو

میرا کیا پوچھنا خدا وندا
پچھلے سب کا حساب کر دے تو

نام تیرا لکھا رہے ہر دم
میرے دل کو کتاب کر دے تو

سب کی ناکامیان مٹاتی ہین
مجھکو بھی کامیاب کر دے تو

سے کے رکھون گناہین سیکھے ہین
درد کو انتخاب کر دے تو

کیا عجب ہے کہ اپنے بندون کی
مغفرت بے حساب کر دے تو

جل کے پاؤن مزا محبت کا
میرے دل کو کباب کرے تو

راہِ اُلفت مین اے دلِ مضطر
اپنی مٹی خراب کر دے تو

جسے چاہتا ہے بچاتا ہے تو
غرض ہر طرح کام آتا ہے تو

کرشمے ہزارون دکھاتا ہے تو
سدا اسکی بگڑی بناتا ہے تو

یہ ہے رات کو سارے تارون کا نور
کہ ہم مین سدا جگمگاتا ہے تو

یہ خوبی کسی مین نہین جز ترے
کہ آتا ہے تو اور نہ جاتا ہے تو

کہین اپنے بندون کا تو ہے خدا
کہین اپنے بندون کا داتا ہے تو

کہین مسجدون کی بنا ڈالدی
کہین مندرون کو بناتا ہے تو

نہ چھوڑیگا بیشک ہمین تشنہ لب
کہ دریا کے دریا بہاتا ہے تو

ہزارون کو دی تو نے راہِ رضا
ہزارون کو کھوتا کھنڈاتا ہے تو

مرنیکو چل مضطرِ بے قرار
یہان زندگی کیون گنواتا ہے تو

ہر تشدد مین پرستش کا سزاوار ہے تو
دار پر چڑھ کے کہون داورِ دادار ہے تو

راہبر سب کا سوے ملکِ عدم ہی تو ہی
رہنما سب کا سرِ منزلِ دشوار ہے تو

غول کے غول چلے آتے ہین سودے والے
جنسِ عصیان کا قیامت مین خریدار ہے تو

سبزۂ دشت کی ہر پتہ مین ہے جلوہ تیرا
باغ مین پھول کی رنگت سے نمودار ہے تو

بیکسان چارۂ ہر رنج و الم کرتا ہے
واقعی چارہ گرِ خاطرِ بیمار ہے تو

رات دیتی ہے گواہی تری بیداری کی
سونے والے یہی کہتے ہین کہ بیدار ہے تو

زخمِ دل تجھکو سمجھتے ہین جراحت کا مزا
درد دکھتا ہے دوائے دلِ بیمار ہے تو

حسنِ یوسف کیلئے جلوۂ زیبا ہے تو ہی
چشمِ موسیٰ کے لئے لذتِ دیدار ہے تو

مضطر اللہ یہ تو چھوڑ دے سب کام اپنے
مفت دنیا کے بکھیڑون ہین گرفتار ہے تو

نور بخشِ نظرِ دیدۂ مشتاق ہے تو
جتنے جوڑی ہین یہ کہتے ہین کہ ہان طاق ہے تو

زیر بارِ کرمِ خاص ہے دنیا تیری
اپنی رحمت کے حسابات مین بیباق ہے تو

شان ایسی کہ بچاتا ہے تو ہی مرنے سے
نام ایسا کہ حکیم علی الاطلاق ہے تو

لطفِ زینت پئے ہر موسمِ عالم ہے تو ہی
حسنِ موسم پئے ہر گلشنِ آفاق ہے تو

تیرے الطاف نے دنیا کا کھلا سر ڈھانکا
غرقِ عالم کے لئے دامنِ اخلاق ہے تو

مستمندون کیلئے پایۂ راحت ہے تو ہی
دردمندون کیلئے مایۂ اشفاق ہے تو

زہرِ عصیان تری رحمت سے اُتر جاتا ہے
سب گنہگار یہ کہتے ہین کہ تریاق ہے تو

تیری صنعت کا نمونہ ہے یہ گلزارِ جہان
ساری مخلوق یہ کہتی ہے کہ خلاق ہے تو

چل کے اب عالمِ عقبیٰ کی ہوا کھا مضطر
کیونکہ اربابِ زمانہ پہ بہت شاق ہے تو

دردمندون مین دوائے دلِ بیمار ہے تو
چارہ سازی کے لئے رنج مین تیار ہے تو

حسن امید کا سودا سر بازار ہے تو　　شے میں صد جلوہ شے بن کے نمودار ہے تو

ترے جلوے نے زلیخا کو جھنکائے ہیں کنوئیں　　حسن یوسف کا تماشہ سر بازار ہے تو

سارے میدان چمن میں ہے حکومت تری　　یا شئے ثمرہ و گل مالک گلزار ہے تو

اپنی قدرت کے ہر اک پردہ میں پنہاں ہے تو ہی　　اپنے جلوے کی ہر اک تہ میں نمودار ہے تو

مستمندی میں مددگار ہے رشتہ تیرا　　دردمندی میں معاون دم آزار ہے تو

زندگی طاعت خالق میں بسر کر مضطرؔ
ڈھونڈھ دنیا سے اوسے جس کا طلبگار ہے تو

ہر اک درد پنہاں کا چارا ہے تو　　غریبوں کا گویا گذارا ہے تو

تعلق کا اتنا نتیجہ تو ہو　　ترے ہم ہوئے اور ہمارا ہے تو

وہاں تیرا اکرام موجود میں ہے　　جہاں ڈوبتوں کا سہارا ہے تو

تری دستگیری نے روکا مجھے　　سہاروں میں کافی سہارا ہے تو

ترے لطف پر ناز اے بے نیاز　　نہ کیوں ہو کہ مالک ہمارا ہے تو

فلک تیرے جلوے سے دکھاتا ہے روز　　کہ ہاں میری آنکھوں کا تارا ہے تو

ہے ایسوں کا مضطر خدا چارہ گر
اگر درد و حسرت کا مارا ہے تو

بڑا ہے بڑی شان والا ہے تو　　خدائی کے گھر کا اوجالا ہے تو

یہ دکھتے ہیں جلوے نرالے ترے　　کہ بے شبہ سب سے نرالا ہے تو

یہین اپنا جلوہ دکھا دی ہین
قیامت مین جب ملنے والا ہے تو

زبان تو گھڑی بھر کو دیدے اگر
تو بت بھی کہین حق تعالی ہے تو

ملالِ جہان میٹتا ہے تو ہی
خیالِ جہان کرنیوالا ہے تو

مرادون کے پھل لینے والا ہون مین
مرادون کے پھل دینے والا تو

زمانے سے مضطر محبت نہ کر
یہان کب سدا رہنے والا ہے تو

بہارین دکھاتا ہے گلشن کو تو
چھڑاتا ہے کانٹون سے دامن کو تو

دیا ہے مسافر کا غربت مین ساتھ
نگہبان بناتا ہے رہزن کو تو

گداؤن کے سر تو نے اونچے کرے
جھکاتا ہے شاہون کی گردن کو تو

تو ہی نخلِ گلشن کو دیتا ہے پھل
بساتا ہے اجڑے نشیمن کو تو

تو ہی ہے جو محنت ٹھکانے لگائے
بچاتا ہے آندھی سے خرمن کو تو

عداوت کو چاہے محبت کرے
بنا دے ابھی دوست دشمن کو تو

وفا کی نہ مضطر کسی پھول نے
بس اب کھینچ لے اپنے دامن کو تو

اے خدا دستگیر میرا تو
کر مری شام کا سویرا تو

کون لیکر یہان چراغ آئے
میٹ دے قبر کا اندھیرا تو

تیرا اتنا حقیر ایک بندہ مین
مالک بے نیاز میرا تو

ہے خبر گیر اپنے بندون کا — جس نے سارا جہان اوپرا تو
تن مین یہ روح کب ٹھہرتی تھی — جس نے چارون طرف سے گھیرا تو
عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے — حال جب جانتا ہے میرا تو

جان مضطر نکل کے طیبہ جا
کیون کرے انتظار میرا تو

دردمندون کا ہے سہارا تو — جتنے پیارے ہین سب سے پیارا تو
درد کے بعد عیش دیتا ہے — رنج کرتا نہین گوارا تو
ہے توہی چل کے جسکو ڈہونڈہا ہے — دل کے سب نے جسے پکارا تو
کاٹ دی جس نے رات ہے توہی — جس نے یہ دن مرا گذارا تو
یون نہ ہوتا تو جان کیون دیتا — ہے مجھے جان سے بھی پیارا تو
بندگی ہے دلیل قربت کی — ہم تو تیرے ہین اور ہمارا تو

چل دے مضطر جوار بطحی مین
مفت پھرتا ہے مارا مارا تو

پرتو حسن تجلائے سر طور ہے تو — پردہ دیدہ مشتاق مین مستور ہے تو
مستمندی مین بھروسے سبھی کو تیرا — دردمندی مین علاج دل رنجور ہے تو
دل یہ کہتا ہے کہ باطن مین ہے نزدیک توہی — آنکھ کہتی ہے کہ ظاہر مین بہت دور ہے تو
دیدہ دل کے لئے رنگ زمانہ ہے توہی — چشم موسی کے لئے شمع سر طور ہے تو

دیکھتے ہین تجھے سب دیکھنے والے مین — اپنے بندونسے کسی حال مین کب دور ہے تو
کوئی خالق تجھے کہتا ہے تو کوئی داتا — اپنی دنیا مین کئی نام سے مشہور ہے تو

اوس سے تو مانگ دوا درد جگر کی مضطر
وہی کام آئیگا جس کے لئے رنجور ہے تو

الٰہی غریبون کا والی ہے تو — گلستان عالم کا مالی ہے تو
یہ کہتے ہین سب سبزہ زار چمن — معادن دم پائمالی ہے تو
الٰہی مری آرزوئین نکال — کہ سب آرزوؤن سے خالی ہے تو
دہانکی تو کچھ فکر ایجان کر — جہان ایک دن جانیوالی ہے تو
مین بیکس ہون ای رحمت کردگار — مرے کام بس آنیوالی ہے تو
تصور مین رہتا ہے آٹھون پہر — شب افروز بزم خیالی ہے تو

قیامت مین پوچھیگا ایسے کو کون
کہ مضطر بڑا لاؤ بالی ہے تو

عالم الغیب خدائی کا نگہبان ہے تو — دل کا ارمان ہے تو جان کا ایمان ہے تو
دلکو اسواسطے رکھا ہے کہ ارمان ہے تو — جان اسواسطے لی کہ مری جان ہے تو
گردنین سب کی جھکی ہین ترے احسانون سے — اپنے احسان سے کرتا بڑی احسان ہے تو
تجھکو اے مشکل الفت مین سمجھتا ہون عزیز — کہ مرے واسطے ہر حال مین آسان ہے تو
ای دل یاس طلب عیش کو حرج کیسے — ایسی باتون پہ لگائے ہوئے کیون کان ہے تو

اے خدا ہے مری حسرت کو بھی حسرت تیری | میرا ارمان بھی کہتا ہے کہ ارمان ہے تو

مضطر اللہ معاون ہے محمدؐ حامی
مفت اندیشۂ محشر سے پریشان ہے تو

ہے دعا کیسی زبان کی تو ہے اثر کسی کی دعا مین تو
ہے کسی کے ذوق دل مین تو۔ ہے کیسی طرز ادا مین تو

ترا نور نور چراغ ہے تری ذات رونق باغ ہے
جو بسا ہے نکہت گل مین تو تو اوڑا ہے موج ہوا مین تو

توہی درد و غم کا حکیم ہے تو علاج قلب دونیم ہے
جو کبھی اثر ہے دعا مین تو تو کبھی اثر ہے دوا مین تو

تری ذات سے یہ وجود ہے۔ تری ذات وجہ نمود ہے
مری انتہا کے خمیر مین مری ابتدا کی بنا مین تو

کوئی گل ملے مجھے باغ مین تو کہون کہ پھول نہ اسقدر
کوئی دن کی تیری بہار ہے کسی دن اوڑیگا ہوا مین تو

توہی رسم عشق کا ساز ہے تو طرز حسن کا ناز ہے
جو خلش ہے قلب تپان مین تو تو کشش تھی حسن ادا مین تھا

یہ یقین ہے مضطر بینوا کہ ملے گی تجھکو بڑی جزا
جو اسی طرح سے لگی رہی تو اوٹھیگا یاد خدا مین تو

جلال آزما ہے جمالون مین تو
تجلی کی شورش کمالون مین تو

جدائی ہے دو جانے والون کے ساتھ
محبت ہے دو ملنے والون مین تو

جوابون کی لذت لبِ شوق مین
تسلّی کا پہلو ۔ سوالون مین تو

تری دل نشینی کے ہین سب گواہ
جو کانٹے چبھوتا ہے چھالونمین تو

مرے سامنے آ خدا کے لئے
کھانتک رہیگا خیالون مین تو

عطا کر مرے نخلِ حسرت کو پھل
کہ پینگے اوگاتا ہے ڈالون مین تو

گرفتارِ حسرت ہے مضطر ترا
مدد کر مدد ایسے حالون مین تو

دل سے تو دل مین ہے تو جان سے تو جان مین تو
میرا ایمان تو ہی ہے مرے ایمان مین تو

ہادیٔ ہوش ہے تو عالمِ مدہوشی مین
رہبرِ عقل ہے بگڑے ہوئے اوسان مین تو

تیری قدرت کا نمونہ ہے یہ گلزارِ جہان
رنگ تو رنگ مین تو شان ہے تو شان مین تو

سب گروہون کا مددگار ہے بستی مین تو ہی
تنِ تنہا کا معاون ہے بیابان مین تو

سب یہ انداز جھلکتے ہین تری قدرت کے

ناز تو ناز ہین تو آن ہے تو آن ہین تو

لطف دیدار ہے ارمان بھری آنکھون کا

لذتِ خاص ہے حسرت بھرے ارمان ہین تو

بسکہ تکیہ ہے تجھے فضلِ خدا پر مضطر

سرخرو جائیگا اب حشر کے میدان ہین تو

کام آتا ہے غم و رنج کے الجھاؤ مین تو

مکر و تزویر سے خالی ہین سبھی کام ترے

کہین دنیا کا زمانے مین ٹھکانا نہ رہے

لذتِ درد سے آرام کے پھلو نکلین

زخم کے واسطے تسکین ہے مرہم مین تو ہی

ناخدائی سے تری پار لگا ہے بیڑا

قیمتِ جنس مروت ہے ہر اک بھاؤ مین تو

نہ کسی گھات مین تو ہے نہ کسی داؤ مین تو

ذوالجلالی سے جو آجائے کبھی تاؤ مین تو

اپنی چاہت کا نمک بھر دے گھاؤ مین تو

چوٹ کے واسطے آرام ہے سکتاؤ مین تو

ناخدا نوح کے طوفان مین بھاناؤ مین تو

مرہم رحمتِ رب زخم جگر بھر دیگا

مضطرِ خستہ دوائین نہ لگا گھاؤ مین تو

سمایا ہے سب کی نگاہون مین تو

عجب چیز ہین تیری رزاقیان

یہ دل لبستۂ جلوۂ ناز ہین تو

قیامت کے دن دادگستر بنا

مسافر کو ملتا ہے راہون مین تو

کہ دیتا ہے روٹی گناہون مین تو

بڑی چیز ہے جلوہ گاہون مین تو

زمانے کے سب دادخواہون مین تو

الٰہی داغ - رحمت مٹا دی تری
تجھی سے پڑا تفرقہ رنج مین

اگر بھیجے رو سیاہون مین تو
ہے آپس کا ساتھی بنا ہون مین تو

سن اے مضطر زار یہ زندگی
گذاریگا کب تک گناہون مین تو

دکھاتا ہے جوبن بہارون مین تو
سے پُر ثمرہ مدعا - باغ مین
جو کرتے ہین رنگت پہ اپنی غرور
اُلجھی ہیں برگ آرام سے
سدا تو نے رستہ بتایا ہمین
بڑھانے کو مٹی کا طرز عروج

ہے رنگ چمن سبزہ زارون مین تو
کھلاتا ہے غنچے بہارون مین تو
تو پھولون کو رکھتا ہے خار و بُن مین تو
سُلاتا ہے مردے مزارون مین تو
ملا ہے ہمین رہگزارون مین تو
اڑاتا ہے ذرّے غبارون مین تو

ہے مضطر کو راحت ترے نام سے
بڑی چیز ہے بیقرارون مین تو

گراتا ہے دریائے فانی مین تو
چھپا اہل الفت کے سینون مین ہے
محبت مین کھائے ہین غوطے بہت
معین جہان بعد رسم وفات
دم واپسین جان دینی پڑی

ڈبوتا ہے کشتی کو پانی مین تو
کھٹک بن کے درد نہانی مین تو
ملا ہے ہمین گھر کے پانی مین تو
کہیں جہان زندگانی مین تو
مزہ دے گیا درد جانی مین تو

الٰہی مرادون کے کچھ پھل بھی دے
کہ لایا ہے باغِ جہانی مین تو

خدا کی طرف مضطر زار چل
نہا دہو کے حسرت کے پانی مین تو

ہے نیرنگ قدرت کما لونین تو
تجلی ہے اپنے جمالون مین تو

جوالون سے آئین صدائین تہی
فرا دیکیا ہے سوالون مین تو

نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے
مگر ایک ہے رہنے والونمین تو

مرادون سے بدلی ہے ترکیب یاس
خوشی کی خبر ہے ملالون مین تو

مجھے بھی تو دے ثمرۂ آرزو
لگاتا ہے پھل سب نہالونمین تو

مزا دردِ الفت کا آنے لگے
نمک بھر کے چھوڑے جو چھالونمین تو

بقا اس زمانے کو مضطر نہین
پھنسا ہے عبث ان خیالون مین تو

مالک ہے سب جہان کا پروردگار تو
گلشن مین ہے کفیلِ خزان و بہار تو

اپنے کرم سے دے مجھے یارب تسلیان
ہے جانتا علاجِ دلِ بیقرار تو

ہے وقتِ نزع تجھسے مری لو لگی ہوئی
آتا ہے یاد آج مجھے بار بار تو

بنتا وہی ہے جسکو ٹھکانے سے تو لگائے
مٹتا وہی ہے جس کا اوڑا دے غبار تو

بلبل کی تو نے کاٹ دی ساری بہار مین
یارب اسی طرح مری اچھی گذار تو

تیرا ہی آسرا ہے قیامت کے دن مجھے
اے رحمتِ خدا مری بگڑی سنوار تو

ہے زندگی تو روضۂ سرور قریب ہے
ہمت ابھی سے اے دلِ مضطر نہ ہار تو

ستار ہے رحیم ہے ربّا کریم تو
معبود ہے کریم ہے ربّا کریم تو

ہر طور لازوال ہے ذاتِ ابد تری
ہر حال میں قدیم ہے ربّا کریم تو

بیٹھے ہیں تو نے دردِ نہاں قلبِ زار سے
بیشک مرا حکیم ہے ربّا کریم تو

گلشن میں تو نے پھول کھلائے ہزار ہا
ہاں مالکِ نعیم ہے ربّا کریم تو

چشمِ جہان میں ہے ترا جلوا بسا ہوا
ہر قلب میں مقیم ہے ربّا کریم تو

عالم کا ایک بھید بھی تجھ سے چھپا نہیں
ہاں قادر و علیم ہے ربّا کریم تو

مضطر کی بھی اُمید ہے تجھ سے لگی ہوئی
حاجت روا قدیم ہے ربّا کریم تو

تو قادر و قدیر ہے جو تو کرے سو ہو
دنیا کا دستگیر ہے جو تو کرے سو ہو

عالم کے عیب ڈھانک دے کوئی مجال کیا
ستار بے نظیر ہے جو تو کرے سو ہو

بھولے ہوؤں کو راہ دکھاتا ہے دور سے
تو خضرِ راہ گیر ہے جو تو کرے سو ہو

طیبہ کی سرزمیں پہ ہے مرنے کی آرزو
جانے کہاں خمیر ہے جو تو کرے سو ہو

اے بے نیاز کون بچا دستِ موت سے
یہ امر ناگزیر ہے جو تو کرے سو ہو

مٹتا نہیں کسی سے بھی تیرا لکھا ہوا
پتھر کی یہ لکیر ہے جو تو کرے سو ہو

تو بادشاہِ ارض و سما ہے خدائے پاک
مضطر ترا فقیر ہے جو تو کرے سو ہو

کہتا ہے جہان داورِ دادار تجھی کو — سب کہتے ہیں خلاق گل و نار تجھی کو
سر جھکتے ہیں مسجد میں تری سمت الٰہی — جاتا ہے پرستش کا سزاوار تجھی کو
اس موت پہ قبضہ نہیں جز تیرے کسی کا — زیبا ہے یہ چلتی ہوئی تلوار تجھی کو
ہر پھول میں ہے نکہتِ امید تجھی سے — ہر پردے میں دیکھا ہے نمودار تجھی کو
اس اپنی خدائی کا خبرگیر تو ہی ہے — پایا ہے زمانے سے خبردار تجھی کو
موسیٰ کی طرح طالبِ دیدار نہیں ہوں — دیکھا ہے مری آنکھ نے ہر بار تجھی کو

مضطر کو تری ذات سے امید شفا ہے
پایا ہے دوائے دلِ بیمار تجھی کو

سونپتا ہوں[۵] خدائے برتر کو — جس نے پانی دیا ہے پتھر کو
اپنی دنیا کی رہبری کرنے — اوس نے بھیجا بھلے پیمبر کو
بختِ کجرو کو راہ دی سیدھی — اوس نے پیٹا ہے اس کے چکر کو
اوس نے مفلس کو کر دیا زردار — اوس نے مفلس کیا تونگر کو
اوس نے غنچے کھلائے گلشن میں — اوس نے پانی دیا سمندر کو
ہے پرستش اوسی پہ مسجد کی — پوجتے ہیں اوسی سے مندر کو

جس نے باغ جنان بنایا ہے
وہ ہی بخشے گا اپنے مضطر کو

تو سب کا کردگار ہے جو تو کرے سو ہو — سب تجھ کو اختیار ہے جو تو کرے سو ہو

۵؎ یہ غزل اُس موقعہ پر پڑھی گئی تھی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ و حضرت اسمٰعیل کو میدان بے زراعت میں چھوڑ کر واپس ہوئے ہیں۔

بیشک تو ہی بچایئگا دوزخ کی آگ سے — خلاقِ نور و نار ہے جو تو کرے سو ہو

چاہے خزان عطا کرے چاہے بہار دے — گلشن امیدوار ہے جو تو کرے سو ہو

ہوتا نہین ہے کچھہ بھی کسی کے کئے دہرے — چارون طرف پکار ہے جو تو کرے سو ہو

ہر شمع کی تجھی سے تو ہے لو لگی ہوئی — پروانہ بیقرار ہے جو تو کرے سو ہو

چاہے جہان کو سونپ دے چاہے جحیم کو — دنیا گناہ گار ہے جو تو کرے سو ہو

ہر گو دتجھہ سے مانگ رہی ہے دعا کے پھل — ہر دل کو انتظار ہے جو تو کرے سو ہو

دنیا کسی کا گھر نہین ہر شخص اس جگہہ — بے یار و بے دیار ہے جو تو کرے سو ہو

مضطر کے حال پر بھی نگاہِ کرم رہے
وہ سخت بیقرار ہے جو تو کرے سو ہو

حمد پروردگار کیونکر ہو — رحمتِ بیشمار کیونکر ہو

جس نے جز خار گل نہ دیکھا ہو — اوس سے وصفِ بہار کیونکر ہو

پار بیڑا وہی لگاتا ہے — وہ نہ چاہے تو پار کیونکر ہو

وہ تسلی نہ دے تو دنیا مین — دارو ئے اضطرار کیونکر ہو

کثرتِ رنج و غم مین حامی ہے — وہ نہ رو کے تو وار کیونکر ہو

ساری ہی شاخین ہین زیر بارِ کرم — گل نہ دے وہ تو بار کیونکر ہو

زیر مدفن بھی ہے وہی حامی — ورنہ اسمین قرار کیونکر ہو

ہے وہی دکھہ کا میٹنے والا — ورنہ اوس کی پکار کیونکر ہو

بیقراری وہی مٹاتا ہے
ورنہ مضطر قرار کیونکر ہو

قادر بے مثال ہے مالک بیگمان ہے تو
آنکھ کے واسطے نظر مالکِ جملہ بحر و بر
سوز مین رنگ ساز ہی ناز کا طرز ناز ہے
چال کی لغزشِ ادا بات کا حسنِ مدعا
راہِ رضائے ذوق مین جان کو دیتے ہی ملا

حامیِ دوجہان ہی تو بانیِ کُن فکان ہی تو
دل کیلئے اُمید ہے لب کیلئے بیان ہی تو
عشق کی گرم جوشیان حُسن کی گرمیان ہی تو
حسرتِ دید کیلئے دیدہ وستان ہے تو
اتنی سی بات کے لئے کون کسے گران ہے تو

تجھسے خدا کا وصف ہو مضطرِ زار کس طرح
منہ مین زبان تو ہی مگر کہنے کو بیزبان ہے تو

ہے پرسانِ حالِ دلِ زار تو
دمِ بیکسی ہے معاون تو ہی
اوڑھاتا ہے رحمت کے پردے تو ہی
یہ سب دہر تیرا ہے مالک تو ہی
یہ قدرت ہے تیری نمایان تو ہی
ہے بے شبہ مسجودِ عالم تو ہی

علاجِ غمِ جانِ بیمار تو
مصیبت مین سب کا مددگار تو
دکھاتا ہے رحمت کے آثار تو
یہ سب مال تیرا خریدار تو
یہ جلوہ ہے تیرا نمودار تو
پرستش کا بیشک سزاوار تو

بڑا دینے والا ہے پروردگار
مدد مانگ لے مضطرِ زار تو

تندرستی کا بھروسہ دم آزار ہے تو
سب کو دنیا مین کھرے مال کا گاہک دیکھا
پتے پتے مین ہے سرسبزی قدرت تیری
بیخودی عشق الٰہی کی ہو حاصل ایدل
رحم کرنیکو ادہر دہر مین موجود تو ہی
دیدہ دلکا تماشے تو ہی پردے مین

طرفہ اُمید شفائے دل بیمار ہے تو
اپنے کھوٹونکا فقط ایک خریدار ہے تو
غنچے غنچے سے نمایان سرگلزار ہے تو
مین تو اوس دن تجھے جانونگا کہ ہشیار ہے تو
بخشدینے کو ادہر حشر مین تیار ہے تو
چشم مشتاق کا جلوہ سر بازار ہے تو

جان مضطر کو چکھاتا ہے تو ہی لذت عیش
قلب غمگین سے مٹاتا خلش خار ہے تو

ردیف (ہ)

یہ اوسی نے دی ہے گلون کو بو۔ زہے شان جل جلالہٗ
یہ اوسی کا جلوہ ہے چار سو۔ زہے شان جل جلالہٗ
ہے اوسیکی شاخ اوسی کے پھل ہے اوسیکا چار طرف عمل
ہے اوسیکا گلشن آرزو زہے شان جل جلالہٗ
یہ اوسیکا تار نفس مین ہے یہ اوسیکا لطف ہوس مین ہے
یہ اوسیکی لب یہ ہے گفتگو زہے شان جل جلالہٗ
یہ اوسی کی ہاتھ کو ہے ہوس یہ اوسیکی قید ہے بےقفس
یہ اوسی کی پاؤن کو جستجو زہے شان جل جلالہٗ

ہے وہی نظر کرو جس طرف وہی اسطرف وہی اوسطرف

وہی سب کی نظرون کے روبرو زہے شان جل جلالہ

وہ وکیل جملہ دیار ہے وہ کفیل و بانئی کار ہے

زہے لطف عمّ نوالہٗ زہے شان جلّ جلالہٗ

مری مضطر ایسی مجال کیا کہ کرون مین اوس کی ثنا ادا

زہے شان جل جلالہٗ ۔ زہے شان جل جلالہٗ

وہ رحیم ہے وہ کریم ہے ۔ زہے شان جل جلالہٗ

وہی ہر صفت مین قدیم ہے زہے شان جل جلالہٗ

نہ مٹے گا وہ نہ ہوا ہے وہ یہ تو وہ ہی جانے کہ کیا ہے وہ

وہی آپ اپنا علیم ہے ۔ زہے شان جل جلالہٗ

وہی مالکِ طبق زمین وہی خالقِ فلکِ برین

وہی ربِّ عرش عظیم ہے ۔ زہے شان جل جلالہٗ

وہی چارہ گرِ دمِ یاس ہے وہی دردمندونکی آس ہے

وہی عجز و دوت کا حکیم ہے ۔ زہے شان جل جلالہٗ

وہ بشیر ہے وہ نذیر ہے وہ سمیع ہے وہ بصیر ہے

وہ خبیر ہے وہ علیم ہے ۔ زہے شان جل جلالہٗ

یہ اوسی کا باغ مین رنگ ہے یہ اوسکی دل مین اُمنگ ہے

یہ اوسکی گل مین شمیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

یہ اوسی کا رنگ اوسی کا رُو یہ اوسکی خو ہے اوسکی بو

یہ اوسکی موجِ نسیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

وہ فروغ دیدۂ زار ہے وہ ضیائے خانہ تار ہے

وہی سب دلون مین مقیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

وہ کفیل مضطر زار ہے وہ وکیل جملہ دیار ہے

وہ طبیب قلب دو نیم ہے زہے شان جلّ جلالہٗ

نہین تاب جلوۂ کبریا - زہے شان جلّ جلالہٗ

نہ نظر بجا ہے نہ دل بجا - زہے شان جلّ جلالہٗ

کبھی ذکرِ خانۂ تار مین جو فروغِ نور کا آ گیا

تو چمک کے جلوہ پکار اوٹھا زہے شان جلّ جلالہٗ

کبھی رنگِ قدرتِ پاک پر جو ہوا خیال کہ کیا کہون

کوئی آکے چپکے سے کہہ گیا زہے شان جلّ جلالہٗ

کبھی بلبلون نے دمِ فغان جو ثناءِ نزہت باغ کی

لبِ گل نے صاف یہ دی صدا زہے شان جلّ جلالہٗ

کبھی بامِ منزلِ چرخ پر جو نگاہِ دیدۂ دل پڑی

تو فلک نے جھک کے یہ دی ندا زہے شان جل جلالہٗ

کبھی موج نکہت باغ پر جو ہوا خیال کہ کچھ کہوں
تو چلی یہ کہتی ہوئی ہوا - زہے شان جلّ جلالہٗ

بجز اس کے مضطر بینوا کوئی اوس کے وصف مین کیا کہو
کہ مرا خدا ہے مرا خدا - زہے شان جلّ جلالہٗ

وہ چمن کا حُسن بہار ہے - زہے شان جلّ جلالہٗ
وہ گلو نکا یانی کار ہے - زہے شان جل جلالہٗ

یہ اوسی کے پھول اوسیکے پھل یہ اوسی کا چار طرف عمل
یہ اوسیکا رنگ بہار ہے - زہے شان جلّ جلالہٗ

یہ اوسکی شاخ اوسی کا گل یہ اوسی کا جز ہے اوسیکا کل
وہی حسن نقش و نگار ہے زہے شان جل جلالہٗ

یہ اوسی کے عیش اوسی کے غم یہ اوسی کے تم ہوا اوسیکے ہم
سب اوسی پہ دارومدار ہے - زہے شان جلّ جلالہٗ

یہ اوسی کا مین ہون اوسی کا تو یہ اوسکی خو ہے اوسکی بو
یہ اوسی کی سب مین پکار ہے زہے شان جلّ جلالہٗ

یہ اوسی کا دن ہے اوسکی ضو یہ اوسکی شمع اوسی کی لو
وہی مالک شب تار ہے زہے شان جلّ جلالہٗ

وہ معین مضطر زار ہے وہ کفیل عقدۂ کار ہے

وہی رب لیل و نہار ہے - زہے شان جلّ جلالہٗ

چمنوں میں پھول کھلا دیئے زہے شان جلّ جلالہٗ

جو لگے نہ تھے وہ لگا دیئے - زہے شان جلّ جلالہٗ

جو ہجوم حزن و ملال میں کبھی اوس سے خواہش عیش کی

تو خوشی سے رنج مٹا دیئے - زہے شان جل جلالہٗ

جو اوکھڑ گئے تھے ملال سے جو بگڑ گئے تھے خیال سے

وہی نقش اوس نے جما دیئے - زہے شان جلّ جلالہٗ

جو اوجڑ گئے تھے نصیب سے کہیں جن کا نام و نشاں نہ تھا

وہی گھر خدا نے بسا دیئے زہے شان جلّ جلالہٗ

جنہیں سب سے بڑھ کے غرور تھا صفتِ جمال و کمال کا

تہ خاک اوس نے دبا دیئے زہے شان جل جلالہٗ

مرے کام دل کا معین ہے وہ ہر ایک حالتِ یاس میں

جو بگڑ گئے تو بنا دیئے - زہے شان جلّ جلالہٗ

مرے دل میں مضطر بینوا کوئی نخل ذوقِ وفا نہ تھا
یہ شجر اوسی نے اوگا دیئے - زہے شان جل جلالہٗ

الٰہی دکھا دے دیارِ مدینہ
بنا مجھکو گرد و غبارِ مدینہ

گدا کر کے لے چل کہ حاصل ہو مجھکو
سلامِ شہِ کامگارِ مدینہ

نگاہیں مری ٹھوکریں کھا رہی ہیں ۔ پئے جستجوئے دیارِ مدینہ
صبا جا کے لاوے تو بیشک ابھی ہیں ۔ بدلتا ہوں پھولوں سے خارِ مدینہ
بنا مسکنِ ذاتِ محبوبِ خالق ۔ زہے عزت و افتخارِ مدینہ
گمانِ جہاں دسے یارب مٹا دے ۔ بڑھا دے سرِ اعتبارِ مدینہ
مری عمر کم اور مسافت زیادہ ۔ کہاں تک کروں انتظارِ مدینہ
الٰہی بنا دے مری خاک کو تو ۔ غبارِ سرِ رہگذارِ مدینہ
مرا باغِ امید وقفِ خزاں ہے ۔ ہے فریاد تجھسے بہارِ مدینہ
امیدوں سے کہدو وہیں جا کے ٹھہریں ۔ ہے آغوشِ مقصد کنارِ مدینہ
نہیں چاہتا کوئی پھل یا الٰہی ۔ مگر ثمرۂ شاخسارِ مدینہ

یہی ثمرۂ زندگانی ہے مضطر
کہ ہوں جان و دل سب نثارِ مدینہ

ردیف یائے تحتانی

پناہِ زمین و زمان ہے تو ہی ۔ جہاں میں خدائے جہاں ہے تو ہی
ادھر ہے تو ہی حاکمِ سرزمین ۔ ادھر مالکِ آسمان ہے تو ہی
ہے ساری بہشتوں پہ قبضہ ترا ۔ چمن بندِ باغِ جنان ہے تو ہی
تجھے کس طرح چھوڑ دیں یا رب ۔ ہماری متاعِ گران ہے تو ہی
نہ دنیا کا کھٹکا نہ عقبیٰ کا ڈر ۔ معاون یہاں اور وہاں ہے تو ہی

توہی جیتے جی حامیٔ زندگی — دمِ واپسین حرزِ جان ہے توہی

سوا تیرے مضطر کو پوچھیگا کون
خبر گیر اہلِ جہان ہے توہی

الٰہی مدد اپنے مضطر کو دے
کہ دارو ئے قلبِ تپان ہے توہی

داورِ حشر رحم کر۔ دل کی گرہ کو کھول دے — لکھے ہیں نامۂ عمل اپنے کرم سے تول دے
طور پہ تو نے بات کی یہ تو تجھے بھی یاد ہے — میری بھی آج بات رکھ مجھ سے بھی آج بول دے
ای مرے رب تیرے سوا جنس گناہ کون لے — مول یہ تو ہی ٹال او ٹھا۔ مال کا تو ہی مول دے
کثرتِ رنج و درد میں کٹ گئی ساری زندگی — اب تو مری دعا یہی ہے۔ بابِ شفا کو کھول دے
ابرِ عطا کے سامنے ہیں بھی اگر تو کیا ہیں یہ — تو مرے نامۂ عمل آبِ کرم میں گھول دے
گند ہے خاطرِ حزین تیرے غمِ فراق سے — رنج و ملال دور کر۔ تو مرے دل کو کھول دے
گردِ گناہ سب مری بحرِ عطا میں ڈال دے — خاک کو تو صفا بنا۔ اب یہ صفا کو گھول دے
حسرتِ دید تا کجا چھپنے میں کچھ نہیں مزا — میں بھی تو تجھکو دیکھ لون۔ بندِ نقاب کھول دے

مضطر ابھی سے فکر کر۔ حشر کا وقت آگیا
خواب سے لوگ اوٹھ پڑے۔ تو ہی اب آنکھ کھول دے

ہے زیبا تجھے غیب دانی تری — تجھی پر ہے بھی حکمرانی تری
کیا تو نے ظاہر عدم سے وجود — فنا میں بقا ہے نشانی تری

فنا ہے فنائے دوامی ہمین — بقا ہے بقا جاودانی تری

زمانے کے دل اور تیرا خیال — زمانے کے منہ اور کہانی تری

ادھر سلطنت ہے زمینی تجھے — ادھر مملکت آسمانی تری

نہوتا کبھی پار بیڑا مرا — نہ ہوتی اگر مہربانی تری

گھمنڈ اسپہ اسدرجہ مضطر نہ کر

کہ اک خواب ہے زندگانی تری

وہی دردِ دل کی دوا دے تو دے — وہی رنج و غم سے شفا دے تو دے

تجھے یون تو اے دل ملے کب جنان — وہی اس چمن کی ہوا دے تو دے

مرے ڈھونڈھنے سے نشان کب ملا — وہی ثمرۂ مدعا دے تو دے

گناہون سے مضطر ملے کب نجات

مگر دینے والا خدا دے تو دے

شکمِ ماہی بیتاب مین گھر دیتا ہے — کوہ کو دامنِ دریا مین مفر دیتا ہے

قدرتِ خاص سے پانی کو جما کر فوزن — موتیون سے وہی منہ سیپ کا بھر دیتا ہے

چشمِ نرگس کو دکھاتا ہے بہارِ گلشن — ایسا قادر ہے کہ اندھے کو نظر دیتا ہے

عشق کی آگ کو کرتا ہے دلون مین پنہان — دامنِ کوہ مین پتھر کو شجر دیتا ہے

اوسکی رحمت پہ بھروسا ہے مجھے اے مضطر

میرا مالک ہے جو چاہون وہی کر دیتا ہے

چارۂ ظلم و ستم کون وہی کرتا ہے | داروے درد و الم کون وہی کرتا ہے

ثمرۂ نخلِ وفا کون وہی دیتا ہے | شاخ امید قلم کون وہی کرتا ہے

یہ اوسی نے تو کیا نقشِ قدم کو ہستی | نقش ہستی کو عدم کون وہی کرتا ہے

باغ کو نارِ سقر کون بناتا ہے وہی | نار کو باغِ ارم کون وہی کرتا ہے

اپنے بندونکو زمانے سے اوٹھاتا ہی وہی | راہی ملکِ عدم کون وہی کرتا ہے

غیر ممکن تھا کہ تجھ سے مرادین ملتین | دل کو پابندِ صنم کون وہی کرتا ہے

مضطر اربابِ جہان خاک نہین کر سکتے
سب یہی کہتے ہین ہم کون - وہی کرتا ہے

ترا شکر کس سے ادا ہو سکا ہے | ترا وصف کرنے سے کیا ہو سکا ہے

سوا تیرے محشر مین بخشش کا وعدہ | کسی اور سے کب وفا ہو سکا ہے

ہر ایک کام تو نے بنایا ہے یا رب | کب اورون سے تیرے سوا ہو سکا ہے

جو موسیٰ نے دیکھی وہ پردے کی ضو تھی | ترا حسن کب برملا ہو سکا ہے

کسی کے کئے کب ہوا کچھ جہان مین | ہوا بھی تو تیرا کیا ہو سکا ہے

ہمین ہین جو بندے ترے بن سکے ہین | تو ہی ہے جو سب کا خدا ہو سکا ہے

خدائی نے کب اوسکو مضطر نہ جانا
جدائی سے کب وہ جدا ہو سکا ہے

بڑا رحم والا خدا ہی تو ہے | مرا حق تعالیٰ خدا ہی تو ہے

ہمین جس نے پیدا کیا ہے وہی — ہمین جس نے پالا خدا ہی تو ہے
ہجوم غم و رنج و آفات مین — مدد کرنیوالا خدا ہی تو ہے
اثر دینے والا دعا مین وہی — دعا سننے والا خدا ہی تو ہے
ہمیشہ کوئی رہنے والا نہین — سدا رہنے والا خدا ہی تو ہے
گداؤن کی لیتا ہے وہ ہی خبر — جو بھر دے پیالا خدا ہی تو ہے

مصیبت مین مضطر اوسیکو پکار
خبر لینے والا خدا ہی تو ہے

نہین دل دکھانا گوارا تجھے — سنی اوسکی جس نے پکارا تجھے
سبھی کو ہے یارب ترا آسرا — نہین ہے کسیکا سہارا تجھے
مزے سے گذرتی ہے یہ زندگی — ہمین دھیان تیرا ہمارا تجھے
دوا کر مری اوس کے صدقے مین تو — وہی جس کا ہے نام پیارا تجھے
سوا تیرے کس سے کہون درد دل — سمجھتا ہون مین اپنا چارا تجھے
خیالون کے جھگڑون مین وہ نہیں گیا — بہت جس نے سوچا بچارا تجھے

غم شورش حشر مضطر نہ کر
محمدؐ کا جب ہے سہارا تجھے

جفا اوس نے رسم وفا سے بدل دی — گلستان کی صورت ہوا سے بدل دی
وہی سب کو دیتا ہے مانگی مرادین — تمنا کی حالت دعا سے بدل دی

ہے زیبا اوسے نازِ تبدیلِ صورت
بتاؤں مین کیا کس ادا سے بدل دی

قیامت مین ہے ڈر اوٹھین گے جنھون نے
بتون کی محبت خدا سے بدل دی

فلک تھا اسی شکل پر ناز تھا کچھ
وہ دیکھا اوس نے فوراً گھٹا سے بدل دی

زبان کیا کرے شکر اوسکا کہ اوس نے
خموشی کی حالت صدا سے بدل دی

بڑا مالک الملک ہے جس نے مضطرؔ
مری ابتدا انتہا سے بدل دی

شکر پروردگارِ عالم ہے
کیونکہ اوس پر مدارِ عالم ہے

اوسکا جلوہ ہے شمعِ بزمِ جہان
اوسکی رحمت بہارِ عالم ہے

روزِ محشر سبھی کو بخشیگا
طرفہ آمرزگارِ عالم ہے

کامِ دل سب وہی بناتا ہے
بانیِ حسنِ کارِ عالم ہے

اوسکے جلوے ہین ہر طرف روشن
مالکِ نور و نارِ عالم ہے

وہ ہی ناظر ہے حالِ دنیا کا
وہ ہی حاضر دیارِ عالم ہے

کام جو چاہتا ہے کرتا ہے
مالکِ کاروبارِ عالم ہے

سب کو دیتا ہے پیٹ بھر روٹی
حامیِ روزگارِ عالم ہے

مضطرؔ اسپر غرور کیا کرنا
چند روزہ بہارِ عالم ہے

قابلِ اختیار ہے تو ہی ۔ بیگمان باغبانِ عالم ہے

نور دو جہان ہے تو ہی - شمع افروز شان عالم ہے

تو اندھیرے کو نور بنا[illegible] - اپنی کرنی ضرور کرتا ہے

صاحب اقتدار ہے تو ہی - راحت افزائے جان عالم ہے

داغ عصیاں تو ہی مٹاتا ہے - نا امیدی مین کام آتا ہے

رب آمرزگار ہے تو ہی - حامی عاصیان عالم ہے

خانۂ جسم [illegible] سے چھٹتا ہے - جو پکارے یہی تو سنتا ہے

میرا پروردگار ہے تو ہی - سود بخش زیان عالم ہے

تو نے ڈالی ہین سب کی بنیادین - تو [illegible] ہی سب کی فریادین

واقعی کردگار ہے تو ہی - طرز حسن بیان عالم ہے

تو اوجاڑے جسے اوجڑتا ہے - تو بگاڑے جسے بگڑتا ہے

سب کا دار و مدار ہے تو ہی - تو مکین مکان عالم ہے

واقعی فضل ہے ترا شیوہ - اپنے مضطر کا ہی خبر لیوا

رب لیل و نہار ہے تو ہی - یہ تو اک داستان عالم ہے

عالم الغیب ہے تو ایسا ہے - راز پنہان اوسی نے جانا ہے

قطرہ قطرہ ہے اوسکا دریا مین - کھیت مین اوس کا دانا دانا ہے

داغ عصیان و لوث دھو ڈالے - اوسکی رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

ذات مین مل گئی ہے ذات اوسکی - اوسکو جانا ہے جس نے جانا ہے

چلتی ہے اوسکے حکم پر دُنیا
اوس کا کھنا سبھی نے مانا ہے

زندگی لوگ جسکو کہتے ہین
موت آنے کا اک بھانا ہے

اس سے ھرگز نہ دل لگا مضطر
نقش بر آب یہ زمانا ہے

تو نے ہی سبکو زبانین دین بیانون کیلئے
بات مین اک بات پیدا کی زبانون کے لئے

آرزوئین خلق کی ہین سب دلون کے واسطے
شمع کو تو نے کیا روشن مکانون کے لئے

تو نے ہی قدرت سے اپنی روک رکھا ھی نہین
اور کوئی ٹیک کب ہے آسمانون کے لئے

عشق کو پیدا کیا تو نے دلون کے واسطے
یہ چراغ اچھے جلائے ان مکانون کے لئے

مضطر اس دنیا مین رہ کر تم رہو ثابت قدم
کیونکہ آئے ہو یھان تم امتحانون کے لئے

بہارون مین رنگِ چمن ڈالتا ہے
گلون مین وہی بانکپن ڈالتا ہے

وطن مین دکھاتا ھے صبح غریبی
غریبی مین شامِ وطن ڈالتا ہے

تری دی ہوئی ہے بیانون کو لذت
زبانون مین تو ہی سخن ڈالتا ہے

وہی ایک مین دل پھنساتا ہے اکدم
وہی عشق مین جان و تن ڈالتا ہے

ہزارون کو پیدا وہ کرتا ھے مضطر
ہزارون کو زیر کفن ڈالتا ھے

تو ہی بچھڑے ہوئے ملاتا ہے
جانے والے کو پھیر لاتا ھے

موسم گل ہے تیرے قبضے مین — توہی گلشن مین گل کھلاتا ہے

غم کو باتون مین میٹ دیتا ہے — تو خوشی کی خبر سناتا ہے

ہے ترا صبح و شام پر قبضہ — رنگ مین رنگ تو ملاتا ہے

نام جپتا ہے ہر کوئی تیرا — تیری کھاتا ہے تیری گاتا ہے

ہے تری ذات ہر جگہہ موجود — کہین آتا ہے تو نہ جاتا ہے

تیرا دامن کبھی نہ چھوڑے گا
تیرا مضطر وفا کا ماتا ہے

واقعی بے نیاز ہے توہی — جانتا سب کے راز ہے توہی

لوگ سجدہ تجھی کو کرتے ہین — جانِ اہل نماز ہے توہی

بھید والون کا بھید توہی ہے — رازوالون کا راز ہے توہی

سازوالون کو سوز دیتا ہے — سوزوالون کا ساز ہے توہی

ہر ادا مین توہی ہے رنگِ ادا — نازنین حسنِ ناز ہے توہی

سب نے جانا نیاز دے دیکر — اک فقط بے نیاز ہے توہی

سب خدائی ہے تجھ سے وابستہ — ایسا دامن دراز ہے توہی

نیک و بد کی پرکھ تجھی کو ہے — صاحب امتیاز ہے توہی

اپنے مضطر کو توہی بخشیگا
کیونکہ بندہ نواز ہے توہی

دن کا مالک ہے رات ہے اوس کی
مملکت کائنات ہے اوسکی

قول مین قول قول ہے اوسکا
بات مین بات بات ہے اوسکی

وصف مین وصف وصف ہے اوسکا
ذات مین ذات ذات ہے اوسکی

ایسی قایم نہین ہے کوئی شے
ہمیشہ دائم ثبات ہے اوسکی

اہل دنیا اوسی کے بندے ہین
ہے وہ دولہا برات ہے اوسکی

اوس طرف کیا نہین ہے سب پھر
جس طرف التفات ہے اوسکی

اوسپہ مرتا ہے جو کوئی مضطر
سچ تو یہ ہے نجات ہے اوسکی

مرے دل کی تو آرزو جانتا ہے
یہ تو نے ہی دی اسکو تو جانتا ہے

سن اے چارہ گر داروئے درد پنہان
نہین جانتا ہون نہ تو جانتا ہے

کسی نے رہا ہے نہ کوئی رہیگا
تو ہی ہے اک دل کا رفو جانتا ہے

تو ہی پیٹھ پیچھے کی باتون سے واقف
تو ہی حال دل دو بدو جانتا ہے

کہون تجھ سے کیون حال اپنا مین یارب
نہین جانتا مین جو تو جانتا ہے

ترے ناخن تیغ الفت کی چھیڑین
مزا انکا تار رگ گلو جانتا ہے

تری آرزو وہ نکالیگا مضطر
کہ وہ ہی تری آرزو جانتا ہے

بسین گلشنون مین ہوائین تری
گلون نے اڑائین ادائین تری

سنیں سننے والے اگر کان ہوں — چلی آ رہی ہیں صدائیں تری

سدا دامن دشت ہیں جھاڑتی — بگولوں کے اندر ہوائیں تری

چھپاتا نہ منہ ظلم سے یہ فلک — نہ آتیں اگر یہ گھٹائیں تری

کئے جاؤ سے یاد مضطر سدا — وہی بخشدے گا خطائیں تری

تو ہی دیگا امن و امان مجھے - کہ مرا بچاؤ تجھی سے ہے

مرے دل کی لاگ تجھی سے ہے - یہ مرا لگاؤ تجھی سے ہے

مجھے اپنا مرہم لطف دے - کہ طبیب درد نہاں ہے تو

مرے دل کا درد تجھی سے ہے - مرے دکھ کا گھاؤ تجھی سے ہے

تو حکیم ہے تو قدیر ہے - تو علیم ہے تو بصیر ہے

یہی کہہ رہا ہے بگاڑ بھی کہ یہ سب بناؤ تجھی سے ہے

ترے ابر فیض سے ایجدا جو ہرا ایک گل ہے کھلا ہوا

چمن جہان ہے یہ کہہ رہا - کہ مرا سہاؤ تجھی سے ہے

میں ترا ہی مضطر زار ہوں مجھے چارۂ غم و درد ہے

مرا کام دل بھی بنا تو ہی کہ مرا بناؤ تجھی سے ہے

آبرو رکھ تو اے ایجدا میری — ہے تجھی سے تو التجا میری

خاک ناحق اڑا ہی دیتی ہے — گلشن دہر میں ہوا میری

بات اس خود غرض زمانے میں — کون پوچھے ترے سوا میری

اپنے باب اثر سے بخشش کر
سخت مایوس ہے دعا میری

بہیجدینا جوار بطحی مین
جائے جب جان مبتلا میری

رنج ہی ہے ترا مری راحت
درد ہی ہے ترا دوا میری

کیسے مضطر مدینے جاؤن گا
زندگانی ہے بیوفا میری

مہربانی ہے کبریا تیری
درد کو مل گئی دوا تیری

پار بیڑا گناہ سے ہو گا
کیونکہ رحمت ہے ناخدا تیری

پھر گیا باغ مین ترا پانی
چل گئی باغ مین ہوا تیری

باغ دنیا مین جب کھلے غنچے
آگئی کان مین صدا تیری

کیا خبر ہے کہ جانے والون کو
کس طرف لے اوڑی ہوا تیری

مین تو پلے مین کچھہ نہین رکھتا
ہان توقع ہے التجا تیری

چل مدینے کی سمت اے مضطر
زندگانی ہے بے مزا تیری

قہر تیرا خراب کرتا ہے
مبتلائے عذاب کرتا ہے

درد الفت اوسیکو ملتا ہے
جسکو تو انتخاب کرتا ہے

ترا افضال خاص ہے ورنہ
کون کار ثواب کرتا ہے

وہ کوئی بات کر نہین سکتا
جسکو تو لاجواب کرتا ہے

دیکھہ لیتے ہین دیکھنے والے
اسقدر کیون حجاب کرتا ہے

سبکو تو بیحساب دیتا ہے
توہی سب کا حساب کرتا ہے

چل مدینے کو تو یہان مضطر
مفت مٹی خراب کرتا ہے

زمانے کا روزی رسان ہے توہی
غم مین حامی کل جہان ہے توہی

ہے دونون جہان مین ترا آسرا
یہان ہے توہی اور وہان ہے توہی

بجھاتا ہے توہی جہنم کی آگ
کہ نزہت فضائے جنان ہے توہی

ترے ہاتھہ ہے چارۂ جان و دل
طبیب غم جاودان ہے توہی

ہزارون ہین مضطر خدا کے لئے
محبت مین کیا اک یتان ہے توہی

بیتاب کا سرمایۂ آرام توہی ہے
اندوہ مین علیش دل ناکام توہی ہے

لاریب مرا قادر علام توہی ہے
ہر لحظہ معاون سحر و شام توہی ہے

انجام مین دیکھا ہے تو آغاز توہی تہا
آغاز مین ڈہونڈا ہی تو انجام توہی ہے

اس عشق کے اندر خلش خاص توہی تہا
اس حسن کے اندر کشش عام توہی ہے

او جڑے تو بنانے کو مرا گھر ہے تری ذات
بگڑے تو بنانے کو مرا کام توہی ہے

اکرام ترے مالک افضال ہو توہی
افضال ترے صاحب اکرام توہی ہے

کیا لطف ہو محشر مین اگر رحمت باری
یون پوچہے کہ کیا مضطر ناکام توہی ہے

اے مرے کردگار تو آئی بلا کو ٹال دے
خار الم جو چبھ گئے - دلمین وہ نہین نکال دے

اے مرے کردگار تو بہر حبیب مصطفیٰ
رنج کے دن گذار کر عیش کے ڈول ڈال دے

جاکے حرم مین رہ پڑون عمر تمام ہو وہین
ترک ملال دہر کر - صرف یہی خیال دے

ای مرے کردگار تو - حامی جملہ خلق ہے
مجھکو بھی اپنے لطف سے - چارۂ صد ملال دے

تا بہ کجا ئے رہون - دل مین حرم کی آرزو
اب تو اخیر وقت ہے - اسکو بھی تو نکال دے

صورت کار بیکسی - مین تو یہان بگڑ گیا
مجھپہ بھی اپنا رحم کر - [illegible] دے

جسکی مدد سے تو مجھے - دیتا ہے رزق اے خدا
اوسکو بحق مصطفیٰ [illegible] دے

وقت اخیر خاتمہ سب کا تو ہی بخیر کر
عفو گناہ کیلئے - ثمرۂ انفعال دے

مضطر زار کو دکھا دیس حبیب پاک کا
ہے یہی دلمین آرزو اسکو تو ہی نکال دے

سزاوار حمد و ثنا ہے وہی
خدائی کا اپنی خدا ہے وہی

سبھی دردمندون کا ہی چارہ گر
دکھے دل کی بیشک دوا ہے وہی

وہی سننے والا ہی سبکی پکار
علاج دل مبتلا ہے وہی

جدائی مین دیتا ہے لطف وصال
مصیبت مین راحت فزا ہی وہی

اوسی پر بھروسہ ہے مضطر مجھے
مددگار اہل خطا ہے وہی

بڑی چیز ہے مہربانی تری
وجود جہان ہے نشانی تری

نگاہون مین ہر دم ہے جلوہ ترا / زبانون پہ ہر دم کہانی تری

فنا ہے فنا ساری مخلوق کو / بقا ہے بقا جاودانی تری

یہ دنیا مجھے لوٹ لیتی ضرور / نہ ہوتی اگر نگہبانی تری

تجھی سے بچا میرا رخت حیات / معاون بنی پاسبانی تری

ہزارون گئے اور ہزارون مٹے / نہ پائی کسی نے نشانی تری

زمانے پہ مضطر بھروسہ نہ کر
ڈبو دیگا کشتی یہ پانی تری

ترک دنیا کی ضرورت تو ہی ارمان مین ہے / خواہش ملک عدم بن کے مری جان مین ہے

دیدۂ دل کا تماشہ تو ہی ہر شان مین ہے / ہے یہی بات کہ دنیا ترے ارمان مین ہے

کیون قضا مفت مری جان کی ارمان مین ہے / جان مین یون نہین دینے کا کہ تو جان مین ہے

سب گلے تیرے ہی رشتے مین پھنسے ہین یا رب / تری الفت کا یہی اک تار گریبان مین ہے

تو نے دیدار قیامت پہ اوٹھا رکھا ہے / اس لئے اور بھی دنیا ترے ارمان مین ہے

اس زمانے مین کسی کی نہین سنتا کوئی / بات اتنی ہے کہ آواز تری کان مین ہے

جان و دل اوسکو سمجھتا ہون مین اپنا مضطر
دل مرے دل مین ہے اور جان مری جان مین ہے

کوشش بندۂ مجبور سے کیا ہوتا ہے / وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

کب زبان رکھتی ہے مخلوق پئے شکر کرم / کس سے حق طاعت خالق کا ادا ہوتا ہے

سب کی باتین ہین وہ باتین جو نہ پوری ہون کبھی ۔ اوسکا وعدہ ہے وہ وعدہ جو وفا ہوتا ہے
اوسکی بخشی ہوئی راحت کو بقا ہوتی ہے ۔ اوس کی ڈالی ہوئی آفت ہین فزا ہوتا ہے
دورِ ایّام بہی ہے تابعِ فرمانِ خدا ۔ بے سبب گردشِ قسمت کا گلا ہوتا ہے
رنج دیتا ہے تو خود اوسمین مدد کرتا ہے ۔ درد دیتا ہے تو خود اوسکی دوا ہوتا ہے

کام کیا آئیگا یہ عشقِ بتان اے مضطرؔ
آخر اس عمر دو روزہ مین یہ کیا ہوتا ہے

یہ ساری خدائی بنائی ہے تو نے ۔ عجب شانِ قدرت دکھائی ہے تو نے
ترے آبِ رحمت نے ٹھنڈا کیا ہے ۔ لگی سب کے دل کی بجھائی ہے تو نے
اودہر ملکِ عقبیٰ بسائے گا تو ہی ۔ ادہر ساری دنیا بسائی ہے تو نے
گلون سے چھنے تو نے گلشن مین کانٹے ۔ دلون کی مصیبت مٹائی ہے تو نے
کہین کھیل بگڑا سنوارا ہے تو نے ۔ کہین بات بگڑی بنائی ہے تو نے
جو آنکھون کو بخشا ہے نورِ بصارت ۔ تو خاطر کو بخشی صفائی ہے تو نے

خیالِ بتان بے نتیجے ہے مضطرؔ
عبث عمر اپنی گنوائی ہے تو نے

تری طرزِ بہار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے ۔ تری خلقتِ گل و خار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے
ترے تارِ دامنِ فضل سے یہ سبھی جہان ہے بندھا ہوا ۔ تری رسمِ دار و مدار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے
نہ حساب ہے نہ کتاب ہے شجر و چمن تری نمود کا ۔ چمنون مین تیری بہار کا ۔ نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

ترے فضل پر ترے رحم پر کوئی کچھ کبھی تو کیا لکھے
ترے لطف کا ترے پیار کا ۔ نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تری ذاتِ پاک سے التجا نہ کرے وہ کیسی ہے مدِّ طلب
کہ ملالِ مضطرِ زار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تکبر زمانے کا توڑا ہے تو نے
طریقِ جدائی کی رسمیں ہٹا کر
بنی ہے جو قسمت بنائی ہے تو نے
قضا سے یہاں کس کو چارہ تھا یارب

گلا نخوتوں کا مروڑا ہے تو نے
محبت کے رشتوں کو جوڑا ہی تو نے
نصیبا وہ پھوٹا جو چھوڑا ہے تو نے
وہی بچ رہا جس کو چھوڑا ہے تو نے

دلِ مضطرِ زار کو اب نہ دینا
تعلق جو دنیا کا توڑا ہے تو نے

میری جانِ حزیں اوسکی تو ہے
جس کو دنیا پکارتے ہیں سب
مدعا بالیقین اوسی کا تو تھا
کل جہان اوسکو یاد کرتا ہے

یہ فلک یہ زمین اوسی کی تو ہے
یہ کسی کی نہیں اوسکی تو ہے
آرزو بالیقین اوسکی تو ہے
حسرتِ دل نشین اوسکی تو ہے

کیوں نہ سجدہ کو سر جھکے مضطر
ٹکنے والی جبین اوسکی تو ہے

تو کرم کے واسطے شکرِ کرم تیرے لئے
جانب دیر و حرم دنیا الگ ہی ہو گئی

تو ہمارے واسطے ہے اور ہم تیرے لئے
سب خدائی ہے ترے اور ہم تیرے لئے

تو ہمارے واسطے قایم ہے ای پروردگار
ہے یہی جینا کہ مرجاتے ہین ہم تیری لئے

یون ہی این تجہپر تصدق یون ہی این تجہپر فدا
دم ترا بھرتے ہین - اور بھرتے ہین دم تیری لئے

تجہکو مضطر دارِ فانی مین سدا رہنا نہین
چل بھی دے - تیار ہے ملکِ عدم تیری لئے

مخلوق کا سرمایۂ آرام توہی ہے
عالم کا معاون سحر و شام توہی ہے

دکھ ہو تو علاجِ دلِ ناکام توہی ہے
غم ہو تو طبیبِ غم و آلام توہی ہے

انجام یہ کہتا ہے کہ آغاز توہی تھا
آغاز یہ کہتا ہے کہ انجام توہی ہے

اک عام کشش مین اثرِ خاص توہی تھا
اک خاص ادا مین کششِ عام توہی ہے

ڈہونڈھے وہ تسلی کیلئے کیون کوئی صورت
تسکینِ دلِ مضطرِ ناکام توہی ہے

جیتے جی انتقام لیتا ہے
تو عوض لا کلام لیتا ہے

وقتِ لغزش توہی معاون ہے
اپنے گرتون کو تھام لیتا ہے

وہ کسی اور کو پکارے کیون
جو ترا دل سے نام لیتا ہے

اپنے ناکام سے توہی یارب
نا اُمیدی مین کام لیتا ہے

یاد کرتا ہے جب تجھے مضطر
دل کو ہاتھون سے تھام لیتا ہے

تو مرا کردگار ہے - تو مرا کردگار ہے
توہی کفیلِ کار ہے - تو مرا کردگار ہے

غنچۂ آرزو کھلے شاخ سے پھول جا ملے ۔ تیری یہ سب بہار ہے ۔ تو مرا کردگار ہے

میری اُمید و آرزو دل سے نکال دیگا تو ۔ سب تجھے اختیار ہے ۔ تو مرا کردگار ہے

میری شفا تو ہی تو ہے غم کی دوا تو ہی تو ہے ۔ عیش کا دین ہار ہے ۔ تو مرا کردگار ہے

تو ہی مرے نفس مین ہے روح تیرے ہی بس مین ہے ۔ جان کا لین ہار ہے ۔ تو مرا کردگار ہے

دیں حبیب پاک کا مجھکو دکھا دے اے خدا ۔ سر پہ یہ ہمت سوار ہے ۔ تو مرا کردگار ہے

تیری اُمید کبریا ہے مرے دل کا آسرا ۔ تجھ پہ مرا مدار ہے ۔ تو مرا کردگار ہے

باغ جنان مین دے مجھے اپنے کرم سے تو جگہ ۔ دہر تو خارزار ہے ۔ تو مرا کردگار ہے

مضطر بیقرار ہون ہجر نبی سے زار ہون
تجھ سے یہی پکار ہے ۔ تو مرا کردگار ہے

الٰہی غمون کی جزا دے مجھے ۔ مین بندہ ہون اور تو خدا دی مجھے

مرے دل کی یارب لگی تو بجھا ۔ مین جلتا ہون ٹھنڈی ہوا دے مجھے

ترے فضل و رحمت سے بڑھکر گناہ ۔ اگر مین کرون تو سزا دے مجھے

بُری طرح گھیرا ہے اندوہ نے ۔ الٰہی تو ہی راستا دے مجھے

گھٹا حسرت دل کی کاوش تو ہی ۔ مٹاتے ہین میرے ارادے تجھے

مری بیخودی نے مجھے کھو دیا ۔ الٰہی تو میرا پتا دے مجھے

مین دنیا کے دھندے مین ہون بیقرار
محبت مین مضطر بنا دے مجھے

جو مالکِ بہار ہے ایسا تو ہی تو ہے
جو ٹیتا غبار ہے - ایسا تو ہی تو ہے

مشہور ہے جہان مین تری عزتِ جلال
جو صاحبِ وقار ہے - ایسا تو ہی تو ہے

پھیلے ہوئے ہین دستِ طلب سب تری طرف
جسکی کہیان پکار ہے - ایسا تو ہی تو ہے

پھل دے بحقِ ثمرۂ آلِ نبی مجھے
قبضے مین جس کے بار ہے - ایسا تو ہی تو ہے

روشن کریگا سب کے اندھیرے گھرونکو تو
خلاقِ نور و نار ہے - ایسا تو ہی تو ہے

کرتا نہین ہے فاش کسی کے بھی عیب تو
جو سب کا پردہ دار ہے - ایسا تو ہی تو ہے

مضطر خدا سے مانگ لے راحت گھڑی گھڑی
جسپر غمون کی مار ہے - ایسا تو ہی تو ہے

ترے وار کس سے بچائے گئے
برابر ہوئے سارے آئے گئے

بڑی چیز ہے تیرا حکمِ طلب
وہ کس سے رکے جو بلائے گئے

دمِ سربلندی جو ٹیڑھے چلے
وہ اوپر سے نیچے گرائے گئے

ترے ابرِ رحمت کا کیا پوچھنا
گناہون کے دفتر بہائے گئے

نظر اک تو ہی سبکو آنے لگا
جو غفلت کے پردے اوٹھائے گئے

ترا باغِ دنیا عجب چیز ہے
ہمیشہ یونہین گل کھلائے گئے

یونہین عمر صدمون مین مضطر کٹی
ہمیشہ یونہین داغ کھائے گئے

رازِ اوس سے چھپا نہین کوئی
وہ خدا ہے خدا نہین کوئی

جس طرح دیکھتا ہے وہ سبکو ۔ اس طرح دیکھتا نہین کوئی

جب سے وہ دلنشین عالم ہے ۔ دلنشین دوسرا نہین کوئی ہو

دو گھڑی کو اگر زبان ملجائے ۔ بت بھی کہہ دین خدا نہین کوئی

مالک الملک ہے ہمیشہ کا ۔ ابتدا انتہا نہین کوئی

اس طرح سے ملا ہے وہ سب سے ۔ اوس سے گویا جدا نہین کوئی

خاطر دوجہان مین بستا ہے ۔ نقش بے مدعا نہین کوئی

یہ اوسی کی مدد سے چلتی ہے ۔ اوس سے خالی ہوا نہین کوئی

جس نے کھایا نہ زخم عشق خدا
اوسکو مضطر مزا نہین کوئی

کوئی محفوظ رہ سکتا نہین قہر الٰہی سے ۔ الم سے درد سے اندوہ سے غم سے تباہی سے

نشان صحرا مین اوسکا ہر جڑی بوٹی سے ملتا ہے ۔ پتہ دریا مین اوسکا مل رہا ہے مرغ و ماہی سے

اوسی نے سب کو چشم امتیاز نیک و بد بخشی ۔ لگائے جس نے سب کی آنکھ مین نقطے سیاہی سے

برا اچھا سبھی کچھ ہے خدا کے دست قدرت مین ۔ اگر چاہے تو نکلین عیش کی بیلین تباہی سے

اگر چاہے مٹا دے دفتر اعمال کا جھگڑا ۔ اگر چاہے گناہ ہو نکو بدل دے بیگناہی سے

جوانی کٹ چکی ہے عمر تھوڑی رہگئی غافل ۔ قضا سر پر ہے یون غافل نہ رہ یاد الٰہی سے

وہ مضطر ہون وطن والون نے میرا جب پتا پوچھا
تو بولی شام غربت پوچھ لو جا کر تباہی سے

اوس کے بحرِ کرم مین سب کچھ ہے
دم مین کچھ بھی نہ ہو جو وہ چاہے
چارہ سازی کے لطف آتے ہین
کچھ نہ ہوتا تو نام کیون ہوتا
یون مرے دل مین ہین دوا کی طرح
آگ پانی کے لطف آتے ہین
جس کے ہم ہین اوسین ہی سب کچھ
کون جاتا اگر نہ ہوتا کچھ

شانِ لطفِ اتم مین سب کچھ ہے
وہ جو چاہے تو دم مین سب کچھ ہے
عیش تو عیش غم مین سب کچھ ہے
بس سمجھ لو عدم مین سب کچھ ہے
جس طرح جامِ جم مین سب کچھ ہے
اس مری چشمِ نم مین سب کچھ ہے
کیون نہ سمجھین کہ ہم مین سب کچھ ہے
اوس کے ملکِ عدم مین سب کچھ ہے

ہے اسی سے جہان کی لذت
مضطر اس ایک دم مین سب کچھ ہے

تو ہی ہے تو ہی - اور کوئی نہین ہے
یہ ہستی نمونہ ہے ملکِ عدم کا
تو ہی ذرے ذرے کا مالک ہے یارب
تری یاد اچھی ترا دھیان اچھا
تری دولتِ وصل دم دے کے مجھکو
کوئی پھول دنیا مین ایسا نہ دیکھا
دمِ شام سورج یہ کہتا ہے چھپ کر

خدائی کسی پر بھی پھبتی نہین ہے
حقیقت مین کچھ اس کی ہستی نہین ہے
یہان ایک بھی چیز اپنی نہین ہے
کوئی چیز دنیا کی اچھی نہین ہے
ملے تو مین سمجھون کہ مہنگی نہین ہے
کہ جس مین بہار دورنگی نہین ہے
سدا ایک سی دھوپ رہتی نہین ہے

یہ کہکر جہان سے گئے جہانوالے ہمیشہ یہ رہنے کی بستی نہین ہے

پھر دست کرو اوسکی رحمت کا مضطر
یہ مانا کہ تقدیر ایسی نہین ہے

یہ ہے قولِ گلشنِ آرزو کہ سدا بہار تجھی سے ہے
گل و غنچہ کہتے ہین یک زبان کہ یہ برگ و بار تجھی سے ہے

توہی کارسازِ مراد ہے تجھے رسمِ رحم کی یاد ہے
یہ سب اختیار تجھی کو ہے - یہ سب اقتدار تجھی سے ہے

ترے کیف بادۂ عشق سے کوئی چشمِ شوق بچی نہین
جو کہین سرور تجھی سے ہے - تو کہین خمار تجھی سے ہے

ترے نورِ جلوۂ ذات کو نظر جہان مین جگہہ ملی
یہ تمام دید اوسی سے ہے - یہ سب آشکار تجھی سے ہے

ترا حکم روحِ روان مری تری بات طرزِ بیان مری
مرا قلب زار تجھی سے ہے - مری جان زار تجھی سے ہے

جو یہان ملین بھی تسلیان تو وہ میرے کام کی ہونگی کیا
مجھے کیا غرض ہے قرار سے - کہ مرا قرار تجھی سے ہے

کوئی اور مضطرِ زار کو نہین حشر و نشر کا آسرا
توہی اوس کا باعثِ فخر ہے اوسے افتخار تجھی سے ہے

تو نے ترکیبِ وفا زیرِ جفا ڈالی ہے
درد کی تہ میں دواؤں کی بنا ڈالی ہے

قدرتِ خاص سے انسان کی بنا ڈالی ہے
روح کے نام سے مٹی میں ہوا ڈالی ہے

تو نے ناکامی سے امید کے پھل بخشے ہیں
نامرادی سے مرادوں کی بنا ڈالی ہے

شوقِ نظارۂ موسیٰ کے بڑھانے کے لئے
نور کی شمعِ تجلی پہ ردا ڈالی ہے

حسن میں تو نے ہی ڈالا کششِ عالم کا رنگ
دل لبھانے کو حسینوں میں ادا ڈالی ہے

نا امیدی میں مریضوں کو بچا لیتا ہے
تو نے وہم توڑ کے پھر نسخہ میں دوا ڈالی ہے

گلشنِ دہر میں اس پھول کے ارمان ہیں پنہاں
تو نے جس پھول کی مٹی میں وفا ڈالی ہے

ہے تری یہ بھی تو دنیا جو ابھی ہے آباد
کبھی تری وہ بھی تو دنیا جو مٹا ڈالی ہے

وہ ہی عقبیٰ میں بھی کام آئے گا تیرے مضطرؔ
جس خدا نے تری دنیا میں بنا ڈالی ہے

ذرا تو کلام زبانی میں ہے
اثر ذکرِ ارمان جانی میں ہے

دلیلِ بقا ہے تری ذات کی
یہ جو کچھ بھی گلزارِ فانی میں ہے

کہا جا رہا ہے تجھے ڈھونڈتے
وہ تنکا جو دریا کے پانی میں ہے

ہے آسمان وہم دیکھے پایا تجھے
ترا بھاؤ سستا گرانی میں ہے

تو ہی میری مٹی ٹھکانے لگا
زمیں گردشِ آسمانی میں ہے

بھڑکتا ہے رونے سے سوزِ جگر
تری آگ دریا کے پانی میں ہے

فنا ہو کے مضطرؔ بقا دیکھ لے
نشانِ وفا بے نشانی میں ہے

ٹلتی نہین ہرگز کبھی ڈالی ہوئی تیری
گرتی نہین جو شئے ہو سنبھالی ہوئی تیری

اگتی نہین وہ آگ جسے تو نہ لگائے
چبھتی ہی نہین پھانس نکالی ہوئی تیری

تقصیر کی حالت مین بھی تو رزق ہے دیتا
دراصل یہ مخلوق ہے پالی ہوئی تیری

رکھی ہوئی تیری نہین کوئی بھی ہٹاتا
کوئی بھی اوٹھاتا نہین ڈالی ہوئی تیری

سو اوٹھ گئے سو آگئے دیکھا یہی ہوتے
دنیا کبھی بندون سے نہ خالی ہوئی تیری

پھر جانے کو پھر جاتی ہے آئی ہوئی تجھ سے
ٹل جانے کو ٹل جاتی ہے ٹالی ہوئی تیری

جب جانین کہ مضطر تری اولاد بنا ہے
یہ خیر کی بنیاد[لے] ہے ڈالی ہوئی تیری

تری آرزو سے نصیبا لڑا ہے
مرا کام بگڑا ہوا بن پڑا ہے

ترے آبِ رحمت سے پگھلے ہیں پتھر
پہاڑون کے پیٹون مین پانی پڑا ہے

یہان کاٹے لین تیری فرقت کی راتین
قیامت کا دن ایسا کتنا بڑا ہے

اڑی تو نے رکھی نہ رکھے کسی کی
نہ جانے مرا کام دل کیون اڑا ہے

خوشی باغ عالم مین بسنے کی کیا ہو
دلون مین ترے غم کا جھنڈا گڑا ہے

نہ موسیٰ ہون مین اور نہ گھر طور میرا
وہ پردہ اوٹھا دے جو پردہ پڑا ہے

وہ کیا تجھکو دیکھین وہ کیا تجھکو جانین
جن آنکھون پہ غفلت کا پردہ پڑا ہے

بڑائی ہے تیری بڑائی تجھی کو
بڑا اور کوئی نہین تو بڑا ہے

لے - اشارہ ہے طرف اون محفلون کے جو سالانہ ہوا کرتی ہین۔

خبر اپنے مضطر کی لے ابجار عُرون
کہ وہ کنجِ تربت مین تنہا پڑا ہے

سب مین مشہور ہے وفا تیری
ذات برحق ہے اے خدا تیری

تو نے یوسف کی آبرو رکھ لی
ہے بڑی شان کبریا تیری

یاد کرتے ہین جا بجا تجھکو
یاد ہوتی ہے جا بجا تیری

جا ہے جیسے کھلائے تو غنچے
باغ تیرا ہے اور ہوا تیری

مال ہے قلبِ مبتلا تیرا
چیز ہے جانِ مبتلا تیری

جا ہے جس روز بھیجکر لے لے
جان تیری ہے اور قضا تیری

خاک ہین اچھی صورتون والے
حسن تیرا ہے اور ادا تیری

بےکسی آسرے کے زندہ ہون
مہربانی ہے اے خدا تیری

اوسکو مضطر یہ نہین ایکار سے جا
سن ہی لیگا ترا ثنا تیری

جلوہ نمائے طور ہے جل جلالہ وہی
مالکِ نار و نور ہے جل جلالہ وہی

خاص ہین اوسکی حکمتین کون سمجھ سکے اونہین
وہم و گمان سے دور ہے جل جلالہ وہی

جل جلالہ وہی رنگ سے بے نمود ہے
حسن بے ظہور ہے جل جلالہ وہی

جل جلالہ وہی ہونے کو سب کے پاس ہے
کہنے کو سب سے دور ہے جل جلالہ وہی

دیگا وہی دوائے دل مضطرِ بینوا تجھے

چارۂ نا صبور ہے جل جلالہٗ وہی

نہ اوٹھین گے تیرے مٹائے ہوئے
نہ پنپینگے یہ چوٹ کھائے ہوئے

الٰہی بچا گردشِ چرخ سے
کہان جائین اس کے ستائے ہوئے

یہ ہستی ہے تیری بنائی ہوئی
یہ نقشے ہین تیرے جمائے ہوئے

مٹانے کی طاقت کسی کو نہین
یہ خاکے ہین تیرے اوڑائے ہوئے

زمانے کا سودا ہے مضطر بُرا
عبث ہو یہان سر کھپائے ہوئے

تدبیر سے تقدیر پلٹتے نہین دیکھی
اللہ کی ڈالی ہوئی کٹتے نہین دیکھی

کاٹی ہے فروغِ رخ محبوبِ خدا نے
اندوہ کی وہ رات جو کٹتے نہین دیکھی

کیا چین سے مرقد مین سلایا ہے خدا نے
اِس نیند کو بجز حشر اوچٹتے نہین دیکھی

دنیا مین یہ کہتی ہے شبِ تارِ غریبان
قسمت کی سیاہی کبھی گھٹتے نہین دیکھی

جس طرح سے ہے شامتِ اعمال نے گھیرا
ایسی تو بلا کوئی سے ہٹتے نہین دیکھی

حسرت کا سرانجام خدا نیک لگائے
بڑھتے تو بہت دیکھ لی گھٹتے نہین دیکھی

حضرت کی محبت بھی بڑی جنسِ گران ہے
اصرار کی حالت مین نبٹتے نہین دیکھی

اللہ کے گھر کیا ہے سمجھ مین نہین آتا
روحون سے کوئی روح پلٹتے نہین دیکھی

جس عیش سے اللہ نے مضطر کی گذاری
ایسی تو کسی اور کی کٹتے نہین دیکھی

عالم الغیب ذات تیری ہے — ساری باتون مین بات تیری ہے

دن ہمارا تو ہی گذارے گا — تو ہی کاٹے گا۔ رات تیری ہے

تو ہے قایم بقا ہے تیرے لئے — تو ہے دایم۔ ثبات تیری ہے

تو ہی دیتا ہے تو ہی لیتا ہے — میری کیا ہے حیات تیری ہے

تیرے بندے تری رعایا ہین — یہ سبھی کائنات تیری ہے

کیون ڈرون امتحان محشر سے — مجھپہ جب التفات تیری ہے

مضطر اب جانب مدینہ چل
اور کچھ دن حیات تیری ہے

تو ہی آلی کو نہال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

دل کے کانٹے نکال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

سب دلون کو امنگ دیتا ہے غنچے غنچے کو رنگ دیتا ہے

بوستان کو نہال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

تیری مشکور عزتین سبکی - تیری ممنون حالتین سبکی

وقت لغزش سنبھال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

دل کو لطف قرار ہے تجھسے - دم کا دار و مدار ہے تجھسے

سر کو حسن خیال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

چارہ گر ہے مریض حرمان کا - بخیہ گر چاک ہر گریبان کا

داروئے ہر ملال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

جیب بھرتا ہے نامرادوں کی - دل میں رونق ہے تیری یادوں کی

دستِ مفلس کو مال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

جلوہ ظلم ظلم کے تو دکھاتا ہے - رتبہ ذرہ ذرہ کے تو بڑھاتا ہے

آسمان کو ہلال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

باغ میں ہر کلی کلی تیری - ہر طرف ہے ہوا چلی تیری

رنگ پھولوں میں ڈال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

اپنے مضطر کا رنج کھوتا ہے - داغ عصیاں کو تو ہی دھوتا ہے
ثمرۂ عرضِ حال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

لطفِ جورِ خنجرِ بیداد ہے میرے لئے
دل ہے غم کے واسطے فریاد ہے میرے لئے

کون جانے تیرے ارمانوں کی مایوسی کا حال
تیری حسرت اے دلِ ناشاد ہے میرے لئے

ایک حد سی باندھ رکھی ہے مری تقدیر نے
ورنہ دنیا ہر طرح آزاد ہے میرے لئے

حشر کے دن پردہ داری کا نہیں سامان کچھ
صرف میرا دامنِ فریاد ہے میرے لئے

یونہیں دنیادار کو دنیا ہے رہنے کی جگہ
جس طرح ملکِ عدم آباد ہے میرے لئے

گلشنِ دنیا میں رہ کر دل کو آزادی نہیں
باغ بھی اب خانۂ صیاد ہے میرے لئے

مٹ کے بن سکتا نہیں میں مضطرِ خانہ خراب
میری مٹی کس لئے برباد ہے میرے لئے

رہ گئے دنیا مین سبھی کی بیوفائی دیکھہ لی — جز خدا کوئی نہین ساری خدائی دیکھہ لی

صبحِ حشر آئی تو کیا اور اب نہین آئی تو کیا — ہمنے اپنے جیتے جی شامِ جدائی دیکھہ لی

کہتے تھے یوسف کہ بیشک ہے یہ دنیا بیوفا — مین نے اپنے بھائیون کی بیوفائی دیکھہ لی

باغِ دنیا مین چلا کرتی ہے مطلب کی ہوا — آشنا بن بن کے رسمِ آشنائی دیکھہ لی

کوئی بھی اپنا نہ نکلا امتحانِ رنج مین — آزما کر وقت پر ساری خدائی دیکھہ لی

رنج سے راحت کو سامان دیتا ہی خدا — وصل اوس کا ہو گیا جسنے جدائی دیکھہ لی

اپنی آئی کا نہین مضطر بھروسا چاہیئے
تمنے اپنی آنکھہ سے اورون کی آئی دیکھہ لی

مٹاتا ہے توہی غمِ سرگرانی — پہاڑون کو ٹکڑون کو کرتا ہی پانی

ترے بھید تیرے سوا کون جانے — توہے واقفِ رمزِ سرِ نہانی

توہی مٹاتا ہے غمِ عارضی کو — توہی ٹالتا ہے غمِ جاودانی

ترے فضل نے کام بگڑے بنائے — مددگار ٹھہری تری مہربانی

سبھی کو ملی تجھہ سے دادِ مشقت — کسی کی بھی محنت نہ کی دھول دھانی

تری گرمیِ لطف چاہی تو بیشک — سلامت رہے قلبِ آتش مین پانی

نکل جائے دم یاد مین اوسکی مضطر
تو جانون ملا ثمرۂ زندگانی

تو تجھی سے لگی ہماری ہے — تیری ہی شان ہمکو پیاری ہے

ترے ٹالے سے جان ہے ہلکی
تیری ڈالی سبھی کو بھاری ہے

اے طبیب جہان مداوا کر
زخم حسرت جگر پہ کاری ہے

سب چلے جا رہے ہیں سوے عدم
چارپائی بھی اک سواری ہے

ہے تری آرزو میں سبے چینی
دل کے اندر جو بیقراری ہے

حسرت رفتگان ملک عدم
جان کے واسطے کٹاری ہے

چین مضطر تمھیں وہی دے گا
جس کی خاطر یہ بیقراری ہے

ترے قہر کی روک نہیں ہے کوئی تو مٹائے تو کوئی کہیں نہ رہے
یہ نشان بساط فلک نہ رہے یہ بساط نشان زمین نہ رہے
تو جو چاہے تو رنگ چمن کا اڑے تو جو چاہے تو بو نہ پاس پڑے
جو تو چاہے تو نام کا نقش مٹے جو تو چاہے تو نام نگین نہ رہے
تو اوجاڑے تو کسی کے بسائے بسے۔ تو بگاڑے تو کسی کے بنائے بنے
تو گرائے تو کوئی مکان نہ رہے۔ تو مٹائے تو کوئی مکین نہ رہے
ترے قہر سے ہو نہ کہیں بھی مفر تو جو چاہے تو خاک ہوں چرخ و قمر
کوئی دشت میں دشت نورد نہ ہو۔ کوئی شہر میں خانہ نشین نہ رہے

ہے گذارش مضطر خاک بسر ترے ہاتھ سے چارۂ درد جگر
تجھے چاہیے اے شہ کرم کی نظر۔ کہ وہ زار و ملول و حزین نہ رہے

الٰہی بچانا عذابِ سقر سے — خطا ہو ہی جاتی ہے آخر بشر سے

یہ دنیا سراسر مقامِ فنا ہے — یہ کہدو کہ کوئی نہ آئے اودہر سے

گناہون سے تو مجھکو ہلکا کریگا — اوتاریگا یہ بوجھ تو میرے سر سے

ان آنکھون مین آنسو بھری ہین الٰہی — تری یاد مین نیند آئے کدہر سے

تری لذتِ درد کو دل ہی جانے — خلش کا کوئی حال پوچھے جگر سے

ان آنکھون سے رشکِ رقابت ہے مجھکو — تجھے کیسی دیکھون پر آئی نظر سے

عدم کی خبر آجتک کچھہ نہ پائی — نہ اولٹا کوئی آجتک اس سفر سے

ابھی تک بدستور ہین داغِ عصیان — ہزارون ہی دریا ہے چشمِ تر سے

یہ بت خود بتا دین گے کعبے کا رستا
خدا کے یہان جاؤ مضطر ادہر سے

مرے دردِ جان کی دوا ہے تو ہی — قرارِ دلِ مبتلا ہے تو ہی

مین دریائے غم سے ڈرون کس لئے — مری ناؤ کا ناخدا ہے تو ہی

تری یاد ہے مجھکو گھیرے ہوئے — مری ابتدا انتہا ہے تو ہی

تو ہی جانتا ہے مرا رازِ دل — مرا حالِ دل دیکھتا ہے تو ہی

مین کیون تلخیٔ مرگ کا غم کرون — مری زندگی کا مزا ہے تو ہی

نکالیگا تو ہی مری آرزو — کہ عالم کا حاجت روا ہے تو ہی

بھلا تجھکو مضطر کوئی کیا کہے

کہ دنیا مین سب سے بڑا ہے توہی

بناتا ہے توہی مٹاتا ہے توہی — اودہر سے ادہر کھینچ لاتا ہے توہی

اوجاڑے تو بستی کو فوراً اوجاڑے — بسائے تو جنگل بساتا ہے توہی

ترا نام سب پتیون پر لکھا ہے — درختون مین پھل پھول لاتا ہے توہی

اوٹھانے کو صدمے تحمل دیا ہے — مصیبت مین تاتا تپاتا ہے توہی

پرستش کے ہاتھون پہ ٹیکے لگائے — نمازون مین سب سر جھکاتا ہے توہی

نظر بن کے آتا ہے آنکھون کے اندر — ہوا بن کے سر مین سماتا ہے توہی

یہ کہہ کہ کے سارے شجر جہومتے ہین — کہ اپنی ہوا کو چلاتا ہے توہی

بجھاتا ہے توہی کسی کی لگی کو — کسی کی لگی مین لگاتا ہے توہی

نہین قابل در گذر گن ہمارے — کرم سے مگر ٹال جاتا ہے توہی

ترا نام سچا کہ مالک توہی ہے — تری دین سچی کہ داتا ہے توہی

سبھی ہین گرفتار اندوہ مضطر
یہان کیا فقط رنج کہاتا ہے توہی

یہ اوسی کا دل مین قرار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

سب اوسی پہ دار و مدار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

یہ اوسکے خار اوسکے گل یہ اوسکے جز ہین اوسی کے کل

یہ اوسی کا رنگ بہار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

یہ اوسی کا رنگِ کمال ہے یہ اوسی کا حسن جمال ہے
یہ اوسیکا طرزِ نگار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

یہ اوسی کا گھر ہے اوسیکا دھن یہ اوسیکا تن ہی اوسیکا من
یہ اوسیکی جانِ نزار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

یہ اوسی کا لطفِ سرور ہے یہ اوسیکا آنکھہ مین نور ہے
یہ اوسی کا کیفِ خمار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

یہ اوسی کا نام ہے وردِ جان ہے یہ اوسی کا ذکر ہے سرِ زبان
یہ اوسیکی سب مین پکار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

وہ معین مضطرِ خستہ دل علی الا تصال ہے متصل
وہ کفیلِ خواہش کار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

ہر گھڑی یادِ خدا و ردِ جہانی چاہیئے
کچھہ تو اپنے اصل مالک کی نشانی چاہیئے

اشکباری کی ضرورت ہے دمِ سوزِ درون
آگ جلتی ہو تو گل کرنے کو پانی چاہیئے

یاد خالق مین جو گذری ۔ ہے وہ اچہی زندگی
ذکرِ رب کے سلسلہ مین موت آنی چاہیئے

خاتمہ وہ ہے جو ہو جائے خدا کی یاد مین
ایسے مرنے پر یقینِ زندگانی چاہیئے

میزبان بنکر یہان رہنا سراسر ہے فضول
میہمان ہو کر قیامِ دارِ فانی چاہیئے

حق تو یہ ہے یادِ حق مین دم نکلنا ہی ضرور
حق تو یہ ہے یادِ حق مین جان جانی چاہیئے

چاہیئے وقتِ عمل میزانِ محشر کا لحاظ
بات ہلکی ہو تو پلے کی گرانی چاہیئے

مضطر خستہ بھی تیرا تشنۂ دیدار ہے
تیرے ابر فیض سے پیاسے کو پانی چاہیے

خدائی کے جلوے دکھاتا ہے تو ہی
حجابون کے پردے اوٹھاتا ہے تو ہی

مرے غنچۂ دل کو بھی تو کھلا دے
کہ پھولون سے گلشن بساتا ہے تو ہی

پلٹتا ہے ہستی کو طرز عدم سے
یہان بھیجکر پھر بلاتا ہے تو ہی

مٹانے کو اکدن بنایا تھا تو نے
بنانے کو اکدن مٹاتا ہے تو ہی

دم یاس دیتا ہے سب کو سہارے
برے وقت مین کام آتا ہے تو ہی

امیرون کی ٹکڑی کا مولی تو ہی ہے
فقیرون کی ٹولی کا داتا ہے تو ہی

پڑی مین پڑی کو تو ہی ٹالتا ہے
لگی مین لگی کو بجھاتا ہے تو ہی

اوجالے مین لاتا ہے تو ہی پتنگے
اندھیرے مین شمعین جلاتا ہے تو ہی

تسلط ہے تیرا ہی شام و سحر پر
سلاکر سویرے جگاتا ہے تو ہی

فلک پر یہ گنجان تارے نہین ہین
نگر دور سے جگمگاتا ہے تو ہی

ہزارون کو تو نے ہی دی ہے تسلی
ہزارون کو مضطر بناتا ہے تو ہی

ترے عشق مین جان جاتی رہے گی
ہمیشہ محبت کی باقی رہے گی

ہمین صبح ہونے سے پہلے اوٹھینگے
یہ شمع سحر جھلملاتی رہے گی

تری یاس و امید ہمکو ہمیشہ
بناتی رہے گی مٹاتی رہے گی

یہان عشق مین ایکدن چل بسین گے
یہ بلبل یونہین چہچہاتی رہے گی

خوشی سے ہمین رنج برسون ملے گا
ہنسی ہمکو برسون رُلاتی رہے گی

یونہین حسرتِ وصل مین دن کٹین گے
جدائی ہمیشہ ستاتی رہے گی

محبت کا مضطر نتیجہ یہہ ہوگا
کہ اکدن مری جان جاتی رہے گی

ہے ہراک حال مین بندیکا مددگار توہی
داروئے درد توہی چارۂ بیمار توھی

چاہ مین حضرتِ یوسف کو بچایا تونے
ہے عموماً یونہین حامی دمِ آزار توھی

حُزن و آلام مین لیتا ہے خبر بندونکی
رنج و آفات مین تسکین دلِ زار توھی

فضل تیرا ہے کہ رکھیگا گنہ کا پردا
رحم تیرا ہے کہ بخشیگا گنہگار توھی

کاٹتا بندِ مصیبت کے ہے توہی پھندے
چھوڑتا دامِ بلا سے ہے گرفتار توھی

تجہہ سے ہوتے ہین علاج قلق و درد سبھی
سبکو دیتا ہے دوائے دلِ بیمار توھی

تونے دنیا مین بھی ہر طرح سے عزت رکھی
ہوگا محشر مین بھی مضطر کا طرفدار توھی

دل کی مالک ہے عاشقی تیری
جان کے ساتھہ ہے لگی تیری

آنکھین روتی ہین سب ترا رونا
پھول ہنستے ہین سب ہنسی تیری

ہے خدا تو ہی اس خدائی کا
اس خدائی مین ہے خودی تیری

آنے جانے کی رسم جاری ہے
رات دن چلتی ہے گلی تیری

اے مقدر خدا کو سجدے کر | سب نکل جائے گی کجی تیری
اے قضا ہم مدینے ہو آئین | کچھ ضرورت نہین ابھی تیری
دل مرے لوٹتا ہے چاہت کے | ہائے کیا چیز ہے لگی تیری
تو تو بازار مین بکا لیکن | مجھ سے قیمت نہین لگی تیری

تو ہے سرمست عاشقی مضطر
ہوشیاری ہے بیخودی تیری

ہے کثرت سے محفوظ وحدت تیری | جدا ساری شکلون سے صورت تیری
سبھی طرح بدلا زمانے کا رنگ | نہ سمجھا مگر کوئی حالت تری
مری بات بن جائے محشر کے دن | بنائے اگر شان رحمت تری
ہین کانٹون مین غنچے یہ ہے تیری شان | ہین پھولون مین کانٹے یہ قدرت تری
زمانے کی خصلت بدلتی ہے کیون | پلٹتی نہین کوئی عادت تری
قیامت مین زاہد کو پوچھیگا کون | گنہگار ڈھونڈے گی رحمت تری
تجھی پر تمنا کا ہے خاتمہ | مین راضی ہون جو ہو مشیت تری
اگر جان جائے تو پروا نہین | مگر دل مین رہ جائے حسرت تری

نہین دین و دنیا سے مضطر کو کام
فقط چاہتا ہے محبت تری

بڑی شان بندہ نوازی ہے تیری | الٰہی عجب کارسازی ہے تیری

مزے کی قضا ہے تری رونمائی
قضا کا مزا عشقبازی ہے تیری

کچھ اس طور سے تجھ پہ مین مر رہا ہون
کہ عاشق مری چارہ سازی ہے تیری

جھکی جب سے تیری طرف سب کی گردن
بڑے ناز پر بے نیازی ہے تیری

کلیجے پہ کھائی جو روز ازل مین
ابھی تک وہی چوٹ تازی ہے تیری

یہان ناز والے بھی بھرتے ہین پانی
غضب کی ادا بے نیازی ہے تیری

خدا اسکو سیٹے نہ تا مرگ مضطر
مزیدار شے دل گدازی ہے تیری

توہی حامی ہوا ملالون مین
آسرا بن گیا خیالون مین

تیرا منشا ترے جوابون مین
میرا مقصد میرے سوالون مین

جلوۂ چہرۂ حسینان ہے
طرز تفریق حسن خالون مین

پھول کرتے ہین راتدن تیرا
ذکر امداد پائمالون مین

ذوق رغبت ہے عشق والون کا
بن کے طرز کشش جمالون مین

درد الفت ترا ہے ہر دل مین
ایک کانٹا ہے سب کے چھالون مین

کھتی ہین جھوم جھوم کر شاخین
تیرا سایہ ہے سب نہالون مین

کہہ رہے ہین یہ سب نظر والے
اپنی قدرت کے تو کمالون مین

بیکسی چھوڑ دامن مضطر
مبتلا ہے وہ اپنے حالون مین

نہ قلم کو طاقتِ ذکر ہے نہ زبان کو تابِ کلام ہے
جو کیا خدا ہی کا وصف تھا جو لیا خدا ہی کا نام ہے

یہ اوسی کا میکدۂ جہان یہ اوسی کا ساغرِ زندگی
یہ اوسی کا مے ہین سرور ہے یہ اوسی کا دورِ مین جام ہے

وہی اوس طرف وہی اس طرف کوئی یہ کہے نہین کس طرف
یہ اوسی کی طلعتِ صبح ہے یہ اوسی کا منظرِ شام ہے

ازلی وہی ابدی وہی - ابدی وہی ازلی وہی
یہ صفت اوسکی قدیم ہے یہ بقا اوسیکی دوام ہے

وہی دور مین وہی گشت مین وہی باغ مین وہی دشت مین
وہی پرتوِ سرِ طور ہے وہی جلوۂ لبِ بام ہے

یہ اوسی کا جلوہ ہے دیر مین - وہی خاص کعبہ کی سیر مین
وہی اپنے بندون کا ہے خدا - وہی اپنے بندونکا رام ہے

کوئی کیا کہے کوئی کیا سنے - کوئی کیا سنے کوئی کیا کہے
یہ بڑے ادب کا بیان ہے - یہ بڑے ادب کا مقام ہے

وہ علاجِ ہر خلشِ و رنج ہے - وہی چارۂ غم و رنج ہے
جسے لوگ کہتے ہین دردِ دل یہ اوسیکے عشق کا نام ہے

کہو اوس سے مضطرِ مبتلا کہ دکھا دے اپنا جمال تو

مرے دن کا چین خراب ہے - مری شب کی نیند حرام ہے

ترا نام ہی شفا دے رہا ہے
مریضوں کو تو ہی دوا دے رہا ہے

وہاں کے لئے کچھ کمائی نہین ہے
مدد اک ترا آسرا دے رہا ہے

یہ دل تجھ سے فریاد کرتا ہے یارب
صدا دینے والا صدا دے رہا ہے

دوائین پیئین تندرستی کے گاہک
ترا اور مجھکو مزا دے رہا ہے

کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم دے رہے ہین
خدائی کو ٹکڑا خدا دے رہا ہے

خدا کا گنہگار تو ہی ہے مضطر
تو دنیا[^1] مین ناحق سزا دے رہا ہے

اثر بن کے بادِ بہاری مین تو ہے
گلِ آرزو سب کی کیاری مین تو ہے

ترے دردِ الفت کو دل جانتا ہے
مزا جانکا بیقراری مین تو ہے

تجھی سے دلون کی ہوئی دل نوازی
ہر اک جان کی غمگساری مین تو ہے

ادھر ہر طرح سب کو امداد دی ہے
ادھر ہر طرح پاسداری مین تو ہے

مزا ڈال دیتا ہے تو ہی ثمر مین
اثر بن کے فصلِ بہاری مین تو ہے

مری شکلین یاد کرتی ہین تجھکو
معاون مرا بیقراری مین تو ہے

گنہ تیرے اللہ بخشیگا مضطر
گناہون کی کیون شرمساری مین تو ہے

سبھ جہاں پردہ دار تیرے سوا کون ہے
مالکِ ذی اقتدار تیرے سوا کون ہے

[^1]: اپنے اختیارات مجسٹریٹی سے اشارہ کیا ہے۔

تیرے سوا کون ہے موجبِ فضلِ عمیم — صاحبِ رحمت بکار تیرے سوا کون ہے
تیرے سوا کون ہے باعثِ آرامِ دہر — موجبِ امن و یار تیرے سوا کون ہے
تیرے سوا کون ہے وجہِ قرارِ قلوب — صبر دہِ جانِ زار تیرے سوا کون ہے
تیرے سوا کون ہے باعثِ عفوِ خطا — حشر مین آمرزگار تیرے سوا کون ہے
تیرے سوا کون ہے جسکو پکارین سبھی — جسکی مجی ہے پکار تیرے سوا کون ہے

مضطرِ زار و نزار ہے یہی کرتا پکار ہے
اے مرے پروردگار تیرے سوا کون ہے

الٰہی ہمیشہ تجھی کو بقا ہے — کوئی کب رہیگا کوئی کب رہا ہے
مرا حال ظاہر مرا حالِ باطن — تو ہی دیکھتا ہے تو ہی جانتا ہے
ترے سنگِ در کے لئے سر ہے میرا — تری تیغ کے واسطے یہ گلا ہے
تری قدرتین ہتیون سے ہین ظاہر — ترا رنگ ہر برگِ گل مین جدا ہے
تجھی سے تسلی ہے سبکے دلون کو — ترے خوف سے ہر کلیجا ہلا ہے
ضرورت مجھے کیا کہون کیون کسی سے — جو حالت ہے میری وہ تو دیکھتا ہے
خدا ہے خدائی کا تو ابتدا سے — ترا فضل عالم پہ بے انتہا ہے
کوئی تجھکو کعبے مین کرتا ہے سجدہ — کوئی بتکدے مین تجھے پوجتا ہے
جبین پر کہین داغ سجدہ ہین ترے — کہین تیرا ماتھون پہ قشقہ لگا ہے
کہین تیرا سبحہ ہے اور دستِ زاہد — کہین تیرا گردن مین رشتہ پڑا ہے

کسی نے خدا کہکے تجھ کو پکارا
تری یاد مین جھکنے والے جھکے ہین

کسی نے تجھے رام اپنا کہا ہے
تری یاد مین تپنے والا تپا ہے

سب ارمانِ مضطر ہین تیرے حوالے
کہ یارب تو ہی اوسکا عقدہ کشا ہے

سچ ہے سب کی عزت ہر کار تیرے ہاتھ ہے
وقتِ مایوسی علاجِ یاس کرتا ہے تو ہی
دانۂ تسبیح مین سوراخ تو نے ہی کئے
ترا خنجر میری گردن دولون تیرے بس مین ہین
تیرے وعدے کی وفا بھی تیرے ہی قبضے مین ہے
اپنا جلوہ تو دکھا سکتا ہے مجھکو اے خدا

آبروے داورِ داور تیرے ہاتھ ہے
چارۂ دردِ دلِ بیمار تیرے ہاتھ ہے
آبروئے رشتۂ زنار تیرے ہاتھ ہے
میری گردن اور تیری تلوار تیرے ہاتھ ہے
قول تیرے ہاتھ ہے اقرار تیرے ہاتھ ہے
میری شرمِ حسرتِ دیدار تیرے ہاتھ ہے

صرف تیری ہی بچائے سے بچیگی اے خدا
کیونکہ جانِ مضطرِ بیمار تیرے ہاتھ ہے

سب کا یارب خیال کسکو ہے
چشمِ ظاہر سے دیکھے تجھکو
چشمِ موسی بھی ہو گئی حیران
تیری ہی ذات پاک ہے حامی
او چھپے بھید جاننے والے

کون جانے ملال کسکو ہے
اے خدا ایسے مجال کسکو ہے
تیری تابِ جمال کسکو ہے
ورنہ سب کا خیال کسکو ہے
ہمتِ عرضِ حال کسکو ہے

توہی سبکو جواب دیتا ہے
ورنہ تاب سوال کسکو ہے

توہی پوچھے گا بات مضطر کی
اور اوسکا خیال کسکو ہے

پرستش تری کبریا ہورہی ہے
تجھی پر خدائی فدا ہورہی ہے

تری حسرتین سبکے دلمین بسی ہین
تری آرزو جابجا ہورہی ہے

خدا جان کر پوجتی ہے تجھی کو
خدائی تری مبتلا ہورہی ہے

ترے در کی مٹی نے رکھا ہے پردا
مرے دردِ دل کی دوا ہورہی ہے

آلہی مرا غنچۂ دل بچالے
مخالف چمن کی ہوا ہورہی ہے

بیان کچھہ نہین جرم گنہ میرے پہلے
ترے رحم پر اکتفا ہورہی ہے

مرے بعد کوئی نہ برتے گا مضطر
یہ رسم آجتک جو ادا ہورہی ہے

پتھرون سے شجر اوگاتا ہے - قادرِ بے مثال ہے توہی
خارزارون مین گل کھلاتا ہے - قادر بے مثال ہے توہی
تونے جلوے دکھائے آڑون سے - تیرا پانی گرا پہاڑون سے
اپنے دریا توہی بہاتا ہے - قادر بے مثال ہے توہی
بیچ کھوتا ہے دردِ حرمان کا - غم مٹاتا ہے قلب نسان کا

ط اشارہ سالانہ محفلون سے ہے -

نخلِ حسرت مین پھل لگاتا ہے - قادر بے مثال ہے تو ہی

بے نشان کو نشان دیتا ہے - مرنے والیکو جان دیتا ہی

مُلکِ عقبیٰ سے پھیر لاتا ہے - قادر بے مثال ہے تو ہی

رنگ نیرنگ ہے زمانے کا - تو ہی مالک ہے دانے دانے کا

گلشنون مین بہار لاتا ہے - قادر بے مثال ہے تو ہی

نور کھوتا ہے نور والون کا - حسن لیتا ہے خوش جمالون کا

چاند کو چرخ پر گھٹاتا ہے - قادر بے مثال ہے تو ہی

درد و غم کا علاج کرتا ہے - کل جو کرتا ہے آج کرتا ہے

جانِ مضطر کو تو بچاتا ہے - قادر بے مثال ہے تو ہی

ہین گلشن مین سب پھول پالے ترے — یہ شاخون کے پتے لگائے ترے

ہمیشہ یہی نغمہ شون سے سنا — کہ گرتے نہین ہین سنبھالے ترے

وہی پھول دے گا تجھے عندلیب — کہ جس نے یہ کانٹے نکالے ترے

مری جان مجھ سے سنبھلتی نہین — مین جاتا ہون اور یہ حوالے ترے

کہان تک چلون منزلِ آرزو — تھکا مین ہون اور کوس کالے ترے

دیارِ عدم کا پتہ کچھ نہین — کہان جا بسے جانے والے ترے

وہی دے گا مضطر فغان کا صلہ

خدا خوب سنتا ہے نالے ترے

وہ ہی عفوِ قصور کرتا ہے — داغِ عصیان کو دور کرتا ہے

دل جو دہڑکے تو ہاتھ دہرتا ہے — چارۂ ناصبور کرتا ہے

پہول کی بدہیان بناتا ہے — دل کے کانٹون کو دور کرتا ہے

اپنی رحمت سے کنج مرقد کو — رشکِ دامانِ حور کرتا ہے

اوسکی کرنی کو پوچھتے کیا ہو — اپنی کرنی ضرور کرتا ہے

اوس سے آخر وہی ملتا ہے — جس کسیکو وہ دور کرتا ہے

توڑ دیتا ہے شیشۂ ہستی — دل کو وہ چور چور کرتا ہے

وصل عقبیٰ ہے ترک دنیا کا — پاس رکہنے کو دور کرتا ہے

کسکی رہجائے گی رہی کسکی
مفت مضطر غرور کرتا ہے

میری عزت اے مرے ستار تیرے ہاتھ ہے — پردۂ توقیر کا ہر تار تیرے ہاتھ ہے

گردنِ اہل جفا ہوتی ہے اونچی کس لئے — کاٹ دینے کے لئے تلوار تیرے ہاتھ ہے

سب مریضون کو شفا دیتا ہے تو پروردگار — داروئے دردِ دلِ بیمار تیرے ہاتھ ہے

ابروئے پرخم سے قتل عاشقان ممکن نہ تھا — آنکھ کہتی ہے کہ یہ تلوار تیرے ہاتھ ہے

تیری دنیا مین آئی ہم تو مہمانون مین ہین — صاحبِ خانہ ہے تو گھربار تیرے ہاتھ ہے

کر دیا ہے تو نے ہی تسبیح کے دانون کو ایک — انتظامِ رشتۂ زنار تیرے ہاتھ ہے

ہر علاجِ قلبِ پرآزار کا تو ہے حکیم

ہر دوائے مضطرِ بیمار تیرے ہاتھ ہے

قادرِ مطلق ہے تو انجام تیرے ہاتھ ہے
کام جو چاہے کرے ہر کام تیرے ہاتھ ہے

سب کی بیداری ترے قبضے مین ہے وقتِ سحر
خوابِ راحت سب کا وقتِ شام تیری ہاتھ ہے

عزت و ذلت پہ قادر ہے تو ہی ربِّ قدیر
آبرو قبضے مین تیرے نام تیرے ہاتھ ہے

تشنہ کامون کی زبانین تالے سوکھی رہین
اپنے پیاسون کو پلا دی جام تیرے ہاتھ ہے

تیرہ بختی سے الٰہی ہین اندھیری راتہون
اور اوجالے کو چراغِ شام تیرے ہاتھ ہے

پنجۂ غم سے رہائی تو ہی بخشیگا اوسے
عیشِ جانِ مضطرِ ناکام تیرے ہاتھ ہے

خدائی نے جسکو پکارا تو ہی ہے
مصیبت مین سب کا سہارا تو ہی ہے

بگاڑون مین تو نے ہی میری بنائی
مرا کام جس نے سنوارا تو ہی ہے

بھنور مین یہی قول ہے کشتیون کا
جو دے بحرِ غم سے کنارا تو ہی ہے

جو تجھ سے نہ جیتے وہ بندے ہین تیرے
جو بندون کو دیکر نہ ہارا تو ہی ہے

قیامت مین کچھ اور کہنا نہ مضطر
یہ کہنا کہ مالک ہمارا تو ہی ہے

تو نے انسان کو بنایا ہے - کارسازِ قدیر ہے تو ہی

باغِ ہستی مین تو ہی لایا ہے - کارسازِ قدیر ہے تو ہی

رنج میٹے ہین نامرادی کے غم پہ ڈالے ہین رنگ شادی کے

خار کو پھول سے بسایا ہے - کارسازِ قدیر ہے تو ہی

اسباب عیش و نشاط کھولے ہین - تونے پانی مین رنگ گھولے ہین
رنگ دینے کو رنگ لایا ہے - کارسازِ قدیر ہے تو ہی
شرم زیرِ حجاب ڈالی ہے - تونے بہ بندون مین آب ڈالی ہے
تونے مٹی سے گل کھلایا ہے - کارسازِ قدیر ہے تو ہی
تونے پھولون مین رنگ ڈالے ہین - شاخِ گل سے ثمر نکالے ہین
نعمتون کا مزا چکھایا ہے - کارسازِ قدیر ہے تو ہی
شکلِ رسم وصال ڈالی ہے - صورتِ طرزِ حال ڈالی ہے
حاسدِ منہ ہے سے بچایا ہے - کارسازِ قدیر ہے تو ہی
اپنے مضطر کی لاج رکھی ہے - عزتِ احتیاج رکھی ہے
تونے ایمان سے اوٹھایا ہے - کارسازِ قدیر ہے تو ہی
ہے وہ یکتا کمال قدرت مین - یہ خدائی اوسی پہ زیبا ہے
رنگ ڈالا ہے طرزِ صنعت مین - کبریائی اوسی پہ زیبا ہے
اچھے اچھون کے منہ بنائے ہین حسن کے آئنے دکھائی ہین
جلوہ فرما ہے سب کی صورت مین - رونمائی اوسی پہ زیبا ہے
مجھکو دنیا خراب کرتی ہے - مبتلائے عذاب کرتی ہے
مین گلا کیون کرون محبت مین - بیوفائی اوسی پہ زیبا ہے
دورِ ہر خیال کرتا ہے - قولِ عیشِ وصال کرتا ہے

وصل لکھتا ہے سبکی قسمت مین - یہ جدائی اوسی پہ زیبا ہے

اوسکو سب دلربا سمجھتے ہین مضطر اپنا خدا سمجھتے ہین
دلبر بنگیا ہے خلقت مین - دلربائی اوسی پہ زیبا ہے

زبان کب ترا نام لیتی نہین ہے
مزا کب تری یاد دیتی نہین ہے

یہ کہتی ہے ہر شے کہ ہر چیز تیرے یارب
کوئی مالک باغ گیتی نہین ہے

ترے ابر رحمت نے سینچا ہے سبکو
ہری کونسے گہر کی کہیتی نہین ہے

وہان سبکی قسمت جگائیگا تو ہی
یہان کسکی تقدیر جیتی نہین ہے

کرون مین صفت اوسکی کسطرح مضطر
یہان عقل کچہہ کام دیتی نہین ہے

تجہہ سے ہر قلب دل افگار لگا رہتا ہے
سب کے رشتون سے ترا تار لگا رہتا ہے

تیری قدرت کے نمونے ہین چمن کے تختے
ہر طرف پہول کا انبار لگا رہتا ہے

لوگ دیتے ہین تری راہ مین جانین اپنی
ہر طرف موت کا بازار لگا رہتا ہے

یون ترے در پہ لگائے ہون مین اپنا تکیہ
جیسے پشتہ پس دیوار لگا رہتا ہے

اہل اسلام بہی بندے ہین ترے ہندو بہی
سبحہ سے رشتۂ زنار لگا رہتا ہے

یون مرے دل مین نہان ہے غم الفت تیرا
جسطرح گل کے تلے خار لگا رہتا ہے

تیرے دیدار کی حسرت مین فلک کی جانب
رات بہر دیدۂ بیدار لگا رہتا ہے

اے خدا گردش قسمت سے بچانا ہم کو
گہات مین چرخ ستمگار لگا رہتا ہے

بولتا ہے تو ہی ہر سازِ طرب مین یارب
اس شہادت کے لئے تار لگا رہتا ہے

یون ترے ساتھہ لگے ہین ترے بندے سارے
جیسے سایہ پسِ دیوار لگا رہتا ہے

زندگی یادِ الٰہی مین بسر کر مضطر
فکرِ دنیا مین تو بیکار لگا رہتا ہے

اوس کے جلوے کی چمک چھٹکے ہوئے تارون مین ہے
اوسکی بو پھولون مین ہے اوسکی پھبن ہارون مین ہے

نازبردار اوسکی رحمت کے نہین میرے گناہ
بلکہ خود رحمت گنہ کے نازبردارون مین ہے

ایک ہی صورت ہے لیکن لاکھہ جلوے ہین عیان
ایک ہی جلوہ ہے لیکن لاکھہ تکرارون مین ہے

غم کرون کسواسطے مین اپنے کھوٹے مال کا
جس کا گاہک ہون وہ خود میرے خریدارون مین ہے

حسن اوس کا رنگ بنکر سیکڑون شکلون مین ہے
رنگ اوسکا پھول بنکر لاکھہ گلزارون مین ہے

عشقِ خاطر کی جھلک بن بن کے سینون مین نہان
حُسنِ صورت کی پھبن بن بن کے رخسارون مین ہے

اے خدائے پاک اوسپر بھی نگاہِ مہر کر

جانِ مضطر ہی ترے ادنیٰ دل افگارون مین ہے

توہی بہتر صفات والا ہے
ہان بڑی کائنات والا ہے

صفت پہیلے ہین ذات کے جھگڑے
تو فقط ایک ذات والا ہے

ہے توہی لم یلد و لم یولد
جاودانی ثبات والا ہے

رات نے جب کہا ہے دن والا
دن پکارا کہ رات والا ہے

سب زبانون پہ ہے یہی جاری
بات پر اپنی بات والا ہے

حال تیرے سوا کہین کس سے
تو بڑا التفات والا ہے

اوسکی رحمت سے باندہ دے مضطر
جو بھروسا نجات والا ہے

شاخِ گل کو نہال کرتا ہے - واقعی باغبانِ گلشن ہے

پھول کو لالون لال کرتا ہے - تو مکینِ مکانِ گلشن ہے

بلبلون کی خلش مٹاتا ہے - دلکی چوٹون کا غم گھلاتا ہے

زخم کا اندمال کرتا ہے - چارۂ شاہدانِ گلشن ہے

سب کے سنتا ہے نالہ و شیون - تیری جانب جھکی ہے ہر گردن

توہی سب کا خیال کرتا ہے - داروئے ہر جوانِ گلشن ہے

سوکھی شاخون مین پھول لاتا ہے - اپنی رحمت سے پھل لگاتا ہے

لکڑیون کو نہال کرتا ہے - ثمرۂ امتحانِ گلشن ہے

مضطر اکدن یہ پھول ٹوٹینگے ۔ زندگانی کے ساتھ چھوٹینگے
تو عبث کیون ملال کرتا ہے ۔ خواب یہ داستان گلشن ہے

بڑی چیز ہے کبریائی خدا کی — خدا ہی کی ہے سب خدائی خدا کی
غم دو جہان لوٹے لیتے ہین مجھکو — غضب مین پڑا ہون دوہائی خدا کی
گرہ میری تقدیر کی کون کھولے — مگر ایک عقدہ کشائی خدا کی
ٹھکانے لگے سب اوسی کی مدد سے — بنی رہنما رہنمائی خدا کی
مری مشکلین ڈھونڈتی پھر رہی ہین — قیامت مین مشکل کشائی خدا کی
قیامت کا دھڑکا جو ہو ہی تو کیون ہو — معاون ہے حاجت روائی خدا کی

بنی مین کسیدن پکارا نہ مضطر
جو بگڑی تو اب یاد آئی خدا کی

عفو سب کے قصور کرتا ہے — نار کو وہ ہی نور کرتا ہے
نام موسی اوسی سے روشن ہے — شمع کو شمع طور کرتا ہے
کام دنیا وہی چلاتا ہے — اپنی کرنی ضرور کرتا ہے
شیشۂ غم کو سنگ رحمت سے — توڑ کر چور چور کرتا ہے
فیضیاب کرم زمانے مین — سب کو نزدیک و دور کرتا ہے

اوسکی رحمت سے دل لگا مضطر
کیون تمنا سے چور کرتا ہے

وجہ بخشش ہے دوستی تیری ‎— کیون نہ ٹھنڈا کرے لگی تیری

اے گل تر بہت رلائے گی — باغ دنیا مین یہ ہنسی تیری

وہ جہنم مین جا نہین سکتا — جس کے دل سے لگی۔ لگی تیری

تجھ سے یارب جہان ہی واقف — ہر طرف دہوم ہے مچی تیری

ہے خموشی دلیل مصروفی — بت ہی کرتے ہین بندگی تیری

سو دواؤن کا کام دیتی ہے — یاد ہنگام بیکسی تیری

وہ ہی کاٹے گا حشر مین مضطر
جسنے کاٹی ہے زندگی تیری

دین ہے اے خدا بڑی تیری — ہے سبھی پر نظر پڑی تیری

وہ ہی کاٹیگا جسنے کاٹی ہے — اے دل غمزدہ اڑی تیری

قید یوسف کی طرح کاٹے گا — جان پر غم وہی۔ کڑی تیری

چشم مشتاق کیا نظر آیا — تھم گئی آج کیون جھڑی تیری

مضطر آل رسول ہے تو بھی
اب تو محشر مین بن پڑی تیری

کر دئے ہین مری راتون کے سویرے تو نے — صبح کو بھیجکے بیٹھے ہین اندھیرے تو نے

سونے والی کہین ایسا نہو سوتے ہی رہین — اسلئے شام سے بھیجے ہین سویرے تو نے

ناامیدی مین نکالا ہے تمناؤن کو — حوصلے یاس مین پورے کئے میرے تو نے

سبکی آنکھون مین سیاہی کے لگا کر دھبے
یہ دکھایا ہی کہ بیٹھے ہین اندھیرے تو نے

لاکھون ایسے ہین کہ بستی مین سنبھالا اونکو
لاکھون ایسی ہین کہ جنگل مین اوریے تو نے

سارے بچھڑے ہوئے محشر مین ملا ئیگا توہی
توہی موتی وہ چنیگا جو بکھیرے تو نے

گور مضطر پہ درختون کا کیا ہے سایہ
اپنی رحمت سے سدا پھول بکھیرے تو نے

واہ ری کارسازیان تیری
ہین عجب بے نیازیان تیری

تیری ساری عبادتین ہم سے
تجھسے بندہ نوازیان تیری

نازوالون کی جیتی رہین تھین
بن گئین بے نیازیان تیری

پھر جلایا ہے سبکو محشر مین
مرحبا جان نوازیان تیری

تیرے بیمار درد حسرت کو
چاہیئے چارہ سازیان تیری

تیرے مضطر کے ناز کی گاہک
بن گئین بے نیازیان تیری

ثمرۂ التجا خدا ہی دے
بار نخل دعا خدا ہی دے

اور کس سے تسلیان مانگون
درد دل کی دوا خدا ہی دے

ثمرۂ آرزو یہ کہتا ہے
بے مزا ہون مزا خدا ہی دے

مدتین ہو گئین بھٹکتا ہون
اپنی راہ رضا خدا ہی دے

گود پھیلی ہوئی ہے حسرت کی
گل مقصد مرا خدا ہی دے

میری کشتی بھنور مین پھرتی ہے
غیب سے ناخدا خدا ہی دے

رنج عصیان گھلائے دیتا ہے
اس مرض سے شفا خدا ہی دے

کیون کسی اور کو کہین ڈھونڈونا
کاش اپنا پتا خدا ہی دے

صبر کا ذکر جب کبھی آیا
دل سے فورا کہا خدا ہی دے

جان چھوٹے ہجوم حسرت سے
بھیڑ سے راستا خدا ہی دے

عیش ناپائدار دنیا کیا
چین روز جزا خدا ہی دے

مین ہون اجڑا سا باغ دنیا مین
فصل گل کی فضا خدا ہی دے

جیتے جی دیکھ لون مدینے کو
زندگی باوفا خدا ہی دے

ظلم دنیا کا کیا گلا شکوہ
داد جور و جفا خدا ہی دے

کس سے مانگون مین پھل مصیبت کا
میرا حاجت روا خدا ہی دے

رنج بے انتہا اوٹھائے ہین
عیش بے انتہا خدا ہی دے

عمر گذری تمام صدمون مین
اب خوشی کا مزا خدا ہی دے

داد حسرت الگ تو لنگا
سب کا حصہ جدا خدا ہی دے

اوسکی دنیا تو دیکھ لی مین نے
اپنا شوق لقا خدا ہی دے

پھنک رہا ہون فراق طیبہ مین
اوسکی ٹھنڈی ہوا خدا ہی دے

دینے والا نجات غم مضطر
ہے خدا ہی خدا - خدا ہی دے

روح پہونکی تنِ بیجان مین خدایا تو نے
اپنی قدرت کا تماشا یہ دکہایا تو نے

سطحِ خاک پہ دریا کو بہایا تو نے
کب کی بچہڑی ہوئی موجون کو ملایا تو نے

بوئے گل کو صفتِ رنگ اوڑایا تو نے
باغ سے دور دماغون کو لبسایا تو نے

ہاتہہ لمبا ہے بہت تیری نگہبانی کا
چاہ مین حضرتِ یوسف کو بچایا تو نے

خاک سے یونہین گردن کو بہی اوٹہا سکتا ہے
جسطرح آنکہہ سے آنسو کو گرایا تو نے

یونہین قطرون کو بہی دریا سے ملا دیتا ہے
جیسے ذرون کو ٹہکانے لگایا تو نے

عمر کا وقت بڑی چیز تہا لیکن مضطر
اوسکو دنیا کے بکہیڑون مین گنوایا تو نے

تو سمٹ کر نظرِ شوق مین آجاتا ہے
اپنا جلوہ یہین تِل اوٹ دکہا جاتا ہے

میرا رونا مری امید کو لے ڈوبے گا
کہیت بویا ہے سو اشکون سے گلا جاتا ہے

نا امیدی مین تو ہی کام بنا دے یارب
حوصلہ یاس سے پس پس کے مٹا جاتا ہے

کثرتِ رنج سے مٹ جائے نہ صدمونکا مزا
اتنوا اندوہ کا پہلو بہی دبا جاتا ہے

جورِ گردون کا گلہ تو ہی مٹائے تو مٹے
کب کلیجے سے بہلا داغِ جفا جاتا ہے

عمر کیا گہٹتی ہے دنیا کے مزے گہٹتے ہین
جان کیا جاتی ہے دنیا کا مزا جاتا ہے

سب مدینے کو چلے جاتے ہین جانیوالے
اوسکی حسرت کو نہ پوچہو جو رہا جاتا ہے

اے خدا جان بچا بارِ گنہ سے میری
مفت دنیا مین مجہے عیب لگا جاتا ہے

موت ایامِ جوانی کی بری ہوتی ہے

مضطر افسوس برے وقت اوٹھا جاتا ہے

اے خدا سب نے پکارا دمِ اظہار تجھے
سازِ ہین یاد کیا کرتے ہین سب تار تجھے

تیری مخلوق نے باندھی ہے معاصی پہ کمر
جب سے پایا ہے گناہون کا خریدار تجھے

تو تو پردے مین ہمیشہ سے چھپا ہے لیکن
صورتِ حسن ہی لائی سرِ بازار تجھے

گو مین سوتا ہون مگر تجھ سے نہین ہون غافل
یاد کرتا ہے مرا طالعِ بیدار تجھے

کبریائی تری موزون ہے تجھی پر یارب
اے خدا تیری خدائی ہے سزاوار تجھے

مین وہ بندہ کہ پرستش ہی مرا فرضِ قدیم
تو وہ مالک کہ عبادت نہین درکار تجھے

ذوقِ نظارہ نے بدنام کیا ہے مضطر
دیکھ کیا کہتی ہے دنیا سرِ بازار تجھے

گل کو رنگِ ظہور دیتا ہے - باغبانِ دیارِ عالم ہے

صبر کا پھل ضرور دیتا ہے - تخم بندِ دیارِ عالم ہے

آفتون کا معین کامل ہے - مثلِ حسرت مقیم ہر دل ہے

سبکو عقل و شعور دیتا ہے - واقفِ اسرارِ عالم ہے

روشنی اوسکی سب مین پھیلی ہے - آشکارا ولے پہیلی ہے

شمعِ پنہان کو نور دیتا ہے - نازبردارِ کارِ عالم ہے

دین اوسکی ہے سب جگہہ یکسان - اوسکی وسعت پہ عقل ہے حیران

سب کو نزدیک و دور دیتا ہے - رازقِ کل دیارِ عالم ہے

اعتبارِ جہان نہ کرنا تو مضطر اس شے کا دم نہ بھرنا تو
یہ دعائین ضرور دیتا ہے - خواب سب کاروبارِ عالم ہے

تیرے وعدے پہ لو لگائی ہے
اس کدورت کی تو صفائی ہے

ہین تجھے چھوڑ کر کہان جاؤن
کیا کوئی دوسری خدائی ہے

کبریائی کا کبریا تو ہے
کبریا تیری کبریائی ہے

جلوہ پردے مین ان حسینون کا
تیری ادنی سی رونمائی ہے

پھل وہی دیگا نخلِ ارمان کے
جس نے دلمین یہ جڑ جمائی ہے

رنج و درد و الم نہین مٹتے
یا رسولِ خدا دوہائی ہے

دور ہون آجتک مدینے سے
نارسائی سی نارسائی ہے

اپنا مہمان مین سمجھتا ہون
تیرے گھر سے جو موت آئی ہے

نشۂ عشق کم نہین ہوتا
تو نے کیسی مجھے پلائی ہے

دل مرا جل رہا ہے مدت سے
شمع کچھ دیر جھلملائی ہے

صبر سے کام تو لئے رہنا
جانِ مضطر غمِ جدائی ہے

سبکی حامی ہین رحمتین تیری
کارفرما ہین قدرتین تیری

تو نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے
بہرِ عالم ہین نعمتین تیری

تجھکو دنیا نے ایک مانا ہے
پھر یہ ناحق ہین حجتین تیری

سبکے دل مین تری امیدین ہین — سب کے دل مین ہین حسرتین تیری
سب کی آنکھین تلاش کرتی ہین — ایسی شئے ہین مروتین تیری
سازہی تجھکو یاد کرتے ہین — بجتی ہین تار ہین گتین تیری
تیرے پیغمبرون سے پہونچی ہین — ساری دنیا کو دعوتین تیری
الفتین سب دلون مین تیری ہین — سب گھرون مین ہین دولتین تیری
اس لئے مین گناہ کرتا ہون — کام آجائین رحمتین تیری
بندگی نام ہے پرستش کا — کس سے ممکن ہین طاعتین تیری
اوس کو ہر وقت یاد کر اے دل — کون کاٹے مصیبتین تیری
میرا حصہ گناہ ہین میرے — تیرا حصہ ہین رحمتین تیری

اک زمانہ بدل گیا مضطر
کیون نہ بدلین یہ حالتین تیری

کیا ادا ہو سپاس بندون سے — تو بچاتا ہے سب گزندون سے
یا خدا اب تو یاد فرمالے — بھر گیا دل جہان کے دھندون سے
دے رہا ہے دوا تو ہی دل کی — تجھکو الفت ہے دردمندون سے
بار عصیان ہے اور سر میرا — میری گردن نکال پھندون سے

مضطر اللہ کام آئے گا
رکھہ نہ امید بھائی بندون سے

ترا فضل وجہ حیات ہے - ترا لطف وجہ نجات ہے

مری جان تیرے ہی بس مین ہے - مری زندگی تری بات ہے

تو بری ہے عیب زوال سے تو جدا ہے نقص جمال سے

نہ مٹے وہ تیرا ہی نام ہے - نہ گھٹے وہ تیری ہی ذات ہے

ترے رنگ قدرت خاص مین کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

کبھی شب کے پہلو مین صبح ہے - کبھی دن کی پہلو مین رات ہے

توہی اپنا حسن جمال ہے توہی اپنا رنگ کمال ہے

توہی اپنی طرز نمود ہے - توہی اپنی شان ثبات ہے

چلو طیبہ مضطر بیوطن - کہ یہی ہے حاصل زندگی

یہ وہین بسے ہو تو خوب ہے - یہ جو چند دن کی حیات ہے

ترا ناز سب کی اداؤن مین ہے
تری شان - کل دلرباؤن مین ہے

ملے تیرے گہر سے مرادون کے پہل
اثر تیرے گہر کا دعاؤن مین ہے

توہی پیار کرتا ہے بیڑے تمام
توہی اک خدا ناخداؤن مین ہے

کشش تو نے ڈالی ہے فریاد مین
ترا درد سبکی صداؤن مین ہے

نہین بجز غم مین کوئی آشنا
فقط ایک تو آشناؤن مین ہے

غنی اپنے محتاج بندون مین تو
شہنشاہ اپنے گداؤن مین ہے

نواب سنج صد شکر کیونکر نہ ہو

کہ مضطر ترے بے نواؤں میں ہے

ہے پرستش کا ہر حال سزاوار توہی
ہے خدائی کا بہر کیف مددگار توہی

عرصۂ دہر میں تو نے ہی عطا کی راحت
عرصۂ حشر میں بخشیگا گنہگار توہی

خار ہر پھول سے رکھتا ہے جدا گلشن میں
پھول ہر شاخ سے کرتا ہے نمودار توہی

توہی لیتا ہے خبر شافیِ مطلق سب کی
سکو دیتا ہے دوائے دلِ بیمار توہی

چاہِ غم سے توہی بخشیگا نجات اے خالق
کیونکہ یوسف کو بھی لایا سرِ بازار توہی

دل سے بارِ غم و اندوہ بھی ٹالا تو نے
بارِ عصیان سے بھی کردیگا سبکبار توہی

تجھسے ہر حال میں مضطر کو ہے امیدِ نجات
ہے خبر گیرِ جہان داورِ دادار توہی

زیرِ بارِ کرم خدائی ہے
سب نے ہر شئے تجھی سے پائی ہے

پھل نے پائی ہیں لذتیں تیری
گل میں یہ بو تجھی سے آئی ہے

توہی برسائے تب برستی ہے
وہ گھٹا جو فلک پہ چھائی ہے

مالک الملک ہے توہی یارب
توخدا ہے۔ تری خدائی ہے

خضر رستا بتاتے ہیں سبکو
یہ بھی تیری ہی رہنمائی ہے

سارے جلوؤں کی تہ میں ای مالک
تیرا انداز رونمائی ہے

اب بڑی آفتوں میں ہے مضطر
یارسولِ خدا دوہائی ہے

حسن بیٔے نگار ہے - جل جلالہ وہی
رنج والم مٹا دئیے - کام جہان بنا دئیے
سب کے نصیب کی گرہ کھولدی دست لطف سے
اوسکو کفیل سب جہان جان رہا ہی بیگمان
خلق کی مرگ وزندگی سب ہے اوسی کی ہاتھ مین
اوسکو بڑا خیال ہے کشمکش امید کا

بانی صدا بہار ہے - جل جلالہ وہی
خلق کا کردگار ہے - جل جلالہ وہی
عقدہ کشائے کار ہے - جل جلالہ وہی
دہر کا سازگار ہے - جل جلالہ وہی
صاحب اختیار ہے - جل جلالہ وہی
دافع انتظار ہے - جل جلالہ وہی

مضطر بینوا ترے رنج وہی مٹائیگا
حامی جملہ کار ہے - جل جلالہ وہی

خلقت بیشمار کا رزق رسان توہی تو ہے
راحت ومغفرت تری دونون جہان مین ملگئی
بات کرون کسی سے مین میری مجال ہی نہین
راحت جاودان ملی تیری ہی ذات پاک سے
درد کی بیکسی مین دوا چاہے کہ بیکسی مین مزا
حسن دوکان زندگی تیری ہی ذات سے ہرا

مالک دل توہی تو ہے - حاکم جان توہی تو ہے
عیش یہان تجہی سے ہے - لطف وہان توہی تو ہے
میری زبان توہی تو ہے - میرا بیان توہی تو ہے
لطف بدل توہی تو ہے - عیش جہان تجہی سے ہے
عشق عیان توہی تو ہے - عشق نہان توہی تو ہے
مال ومتاع دہر مین جنس گران توہی تو ہے

مضطر بیقرار کو اب تو ملا خدا سے تو
مالک عدم کی راہ میر عمر روان توہی تو ہے

دوا اپنے سارے مریضون کی تو ہے
شفا ایسی حالت مین ایسون کی تو ہے

یہ غنچے چٹکتے ہین تیری ہوامین
بہار اس چمن کے درختون کی تو ہے

یہان ہے دوا اور دردمندون کی توہی
وہان آس اپنے غریبون کی تو ہے

سدا بیقراری مٹاتا ہے توہی
تسلی ہمیشہ تڑپتون کی تو ہے

ترے ہی کرم سے یہ کلیان کھلی ہین
بہار اس گلستان کے پھولون کی تو ہے

بھروسے پہ تیرے یہ دم چل رہے ہین
الٰہی بڑی آس بندون کی تو ہے

برُے وقت پر کام دے گی نہ مضطر
یہ امید رکھتا جو اپنون کی تو ہے

نوائے طرب سارے سازون مین ہے
صدا کہہ رہی ہے کہ رازون مین ہے

ادا ان کے در پردہ رازون مین ہے
طپش کا مزا دل گدازون مین ہے

نیا رنگ ہے حسنِ خوبان مین تو
نئی آرزو عشق بازون مین ہے

ترے حسنِ قدرت کا کیا پوچھنا
کشش سب حسینون کے نازون مین ہے

پرستش کے لائق ہے مندر مین تو
عبادت کے قابل نمازون مین ہے

لگاتا ہے تو پار بیڑے سبھی
توہی ناخدا سب جہازون مین ہے

خبر گیر مضطر کا کوئی نہین
فقط ایک تو دل نوازون مین ہے

مجھے آجتک جس نے پالا توہی ہے
معاون مرا حق تعالیٰ توہی ہے

دمِ لغزشِ دہر اپنی مدد سے
ہزارون کو جس نے سنبھالا توہی ہے

امیرون کے گھر کی توہی روشنی ہے
غریبون کے گھر کا اوجالا توہی ہے

طریقِ محبت مین دل کی لگی کا
وفا نام جسنے نکالا توہی ہے

نہ کیونکر ہو مضطر کو تجھہ پر بہروسا
عموماً خبر لینے والا توہی ہے

تابِ نظارۂ دیدارِ خدا کسکو ہے
ایسی پیدا ہے ہوس ہوش ربا کسکو ہے

زندگانی مین موافق یہ ہوا کسکو ہے
بے ترے گلشنِ دنیا کا مزا کسکو ہے

دردمندون کی تمنا کا وہم یاس خیال
اے خداوندِ جہان تیرے سوا کسکو ہے

حسرتِ قوتِ دمِ زاری مرے آنسو پونچھے
اور میرا قلق آہ و بکا کسکو ہے

وہ ہی سینے گا ترے درد و الم سب مضطر
اور دنیا مین تری فکرِ دوا کس کو ہے

پڑی ہے سہارے تسلی تجھی سے
ملی بابِ مقصد کی کنجی تجھی سے

کوئی جاکے موسیٰ کی آنکھون سے پوچھے
سرِ طور دیکھی تجلی تجھی سے

توہی اپنی رحمت سے بخشیگا جنت
امیدین ہین دنیا کو ایسی تجھی سے

اُدھر رونقِ باغِ عقبیٰ توہی ہے
ادھر حسنِ گلزارِ ہستی تجھی سے

کئے تونے ایجاد اندازِ کثرت
یہ وحدت کی ترکیب نکلی تجھی سے

مصیبت مین تو کام آتا ہے سبکی
مدد مانگی جاتی ہے جلدی تجھی سے

دکھہ اپنا کسی سے نہ رویگا مضطر

کہے گا مگر اپنی بیتی تجھی سے

کیون نہ تجھے خدا کہون میرا خدا توہی تو ہے
عالم رنج و درد مین عہدہ برآ توہی تو ہے

کیون نہ تجھے خدا کہون - کیونکہ میان زندگی
خاص ہجوم یاس مین عقدہ کشا توہی تو ہے

کیون نہ تجھے خدا کہون - کیونکہ میان رنگ گل
دیدۂ دل کے سامنے حسن فزا توہی تو ہے

کیون نہ تجھے خدا کہون - کیونکہ پہلون کی آڑ مین
دل کا سواد ہے توہی منہ کا مزا توہی تو ہے

کیون نہ تجھے خدا کہون - کیونکہ فنا کے دور مین
رنگ وجود کے لئے - شان بقا توہی تو ہے

کیون نہ تجھے خدا کہون - کیونکہ شبیہ حسن مین
از پئے طرز دلبری رسم ادا توہی تو ہے

کیون نہ تجھے خدا کہون - کیونکہ ازل سے تا ابد
وہ جو رہیگا ہے توہی وہ جو رہا توہی تو ہے

کیون نہ تجھے خدا کہون - کیونکہ جہان مین ہر طرف
جلوہ نما توہی تو ہے جلوہ نما توہی تو ہے

مضطر زار تابہ کے ۔ خار چمن سے چھنے گا تو
ایک بڑا فدائے گل ۔ مرد خدا تو ہی تو ہے

الٰہی بچا گردش آسمان سے — اوٹھا سر خرو مجھکو تو اس جہان سے
مرے مدعا کو تو ہی جانتا ہے — مین کہتا نہین کچھ بھی اپنی زبان سے
مجھے اپنا جلوہ دکھا دے الٰہی — جدائی کے پردے اوٹھا درمیان سے
یہ سب لینے والے ہین تو دینے والا — نہ دے تو تو پائے خدائی کہان سے
محمد کو بھیجا ہے تو نے زمین پر — اسے کون کہتا ہے کم آسمان سے
یہ حالت ہوئی ہے کہ مایوس ہو کر — دوا مانگتا ہون مین درد نہان سے
ستانے کو میرے مٹانے کو میرے — زمین مشورہ کر چکی آسمان سے
ترے باغ ہستی مین کچھ پھل نہ پایا — فقط داغ دل لے چلا ہون یہان سے
وہان بھی تو رہنے کو جنت بنی ہے — یہان تو نے کاہیکو بھیجا وہان سے
محبت حسینون سے کر کے یہ جانا — ترے گھر کا رستا ہے کوئی بتان سے

لگا دل خدا سے دم نزع مضطر
سحر ہوگئی چونک خواب گران سے

سیکڑون قید خرابات سے بندی چھوڑے — تو نے زندان مین گنہگار نہ اپنے چھوڑے
بند اندوہ الم کاٹ کے بندے چھوڑے — یہ تو اب تو ہی سمجھتا ہے کہ کتنے چھوڑے
کیون کوئی رسم محبت کے طریقے چھوڑے — جن سے اللہ ملے وہ کوئی کیسے چھوڑے

حسرت دید مین سب لوگ تڑپتے چھوڑے
تیرے جلوے نے بڑے وقت مین پردے چھوڑے

بے صفائی لئے چھوڑے نہ کسی نے مجرم
یون گنہگار جو چھوڑے بھی تو تو نے چھوڑے

دم آخر تری امداد نے پوری ڈالی
اس قضا نے تو سبھی لوگ سسکتے چھوڑے

تجھکو کس بات کا ہے دامن عصیان شکوہ
ابر رحمت نے ترے کونسے دھبے چھوڑے

جان لیکے بھی اگر تو نے ہمین بخش دیا
تو بھی ہم یہ ہی سمجھہ لین گے کہ سستے چھوڑے

عشق نے جان ہی چھوڑی نہ ہمین کو چھوڑا
داغ نے دل ہی نہ چھوڑا نہ کلیجے چھوڑے

رہبری رشک رقابت سے گوارا کب تھی
خضر کے ہم نے بتائے ہوئے رستے چھوڑے

جب خداوند محشر مین ہمین چھوڑے گا
ہم تو اوس روز یہ جانین گے کہ ایسے چھوڑے

اپنی جانب سے نکیرین کو فوراً بھیجا
تو نے مردے بھی نہ تربت مین اکیلے چھوڑے

خواب مین دیکھ کے چونکا تو ترے جلوے نے
آنکھ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ پردے چھوڑے

خارزارون ہی مین سب عمر گذاری میری
وادی عشق مین کانٹون نے نہ تلوے چھوڑے

تجھکو کیا باوفا چھوڑیگی مضطر جسنے
پھول چھوڑے کسی گلشن کے نہ پتے چھوڑے

داغ کھوتا ہے نامرادی کے
غم بنائے ہین جوڑ شادی کے

اے فلک ڈر خدائے برتر سے
یہ چلن چھوڑ بد نہادی کے

کیا ادھر ادھر غمون کو بیٹھا ہے
تو نے ٹانکے بجا کے شادی کے

تو نے گھر مین لگا کے آسون کی
تار توڑے ہین نامرادی کے

گل پہ شبنم گرائی اوپر سے
لطفِ عیش و وصال ہو کے ہین
خوب شہرہ ہوا محبت کا

رنگ کھیلا چمن مین شادی کے
ہم مزے چکھکے بے سوادی کے
خوب ڈنکے بجے منادی کے

خوب سمجھے ہوئے ہون مین مضطرؔ
مکر دنیا حرام زادی کے

مرے دردِ جان کی دوا دے مجھے
اگر تجھکو دنیا نہین - دل پسند
مدینے کی حسرت مین برباد ہون
الٰہی سمجھ کس نے یہ رائے دی
خدا پھر جلادیگا اے عاشقی
نہین اس زمین سے امیدِ وفا
خدا ہو - کہ بت ہو - کوئی ہو - مگر
دعا دے فرشتے ہین اے لاغری

محبت کا اپنی مزا دے مجھے
تو لا مال میرا اوٹھا دے مجھے
الٰہی ٹھکانے لگا دے مجھے
کہ مٹی کا پتلا بنا دے مجھے
تجھے بھی قسم ہے مٹا دے مجھے
جو مٹی کے نیچے دبا دے مجھے
ذرا - اپنی صورت دکھا دے مجھے
ٹھکانے سے چلکر بٹھا دے مجھے

یہ کہتی ہوئی جانِ مضطر چلی
کہ ہٹ جا قضا راستا دے مجھے

اوسکی مرضی پہ ہمکو چلنا ہے
کیون کسی اور سے مدد مانگون

راستے راستے نکلنا ہے
وقت ٹل جائیگا جو ٹلنا ہے

کیون اوبلتا ہے چشمۂ شیرین	چار دن کا فقط اوبلنا ہے
کچھہ نہ پوچھو شباب کا کٹنا	یہ بہی اک دوپہر کا ڈہلنا ہے
زندگی اس جہانِ فانی کی	دو گھڑی دہوپ کا نکلنا ہے
باغِ دنیا مین سب سے سب آئے	پہولنا ہے یہان نہ پھلنا ہے

جانے والون کو روئین کیا مضطر

یہی رستہ ہمین بہی چلنا ہے

سب کے دل کو سرور دیتا ہے۔ تو بڑا قادر و توانا ہے

توہی آنکھون کو نور دیتا ہے۔ تو بڑا قادر و توانا ہے

وقت بچھڑے ہوئے ملاتا ہے۔ کامیابی کے دن دکہاتا ہے

صبر کا پھل ضرور دیتا ہے۔ تو بڑا قادر و توانا ہے

ہے بڑی دادگستری تیری۔ عزت و شان داوری تیری

دادِ اہلِ قصور دیتا ہے۔ تو بڑا قادر و توانا ہے

سبکی رہبر تری عنایت ہے۔ سبکی ہادی تری ہدایت ہے

توہی عقل و شعور دیتا ہے۔ تو بڑا قادر و توانا ہے

ہر شجر کو نہال کرتا ہے۔ پہول کو لالون لال کرتا ہے

رنگ رنگ ظہور دیتا ہے۔ تو بڑا قادر و توانا ہے

تو نے بخشی بہار باغون کو۔ تو نے روشن کیا چراغون کو

جلوۂ شمع طور دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

ہے خبر گھر اپنے مضطر کا - تجھ سے روشن ہے نام ہر گھر کا
نار کو تو ہی نور دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

آج پھر بیٹھے ہین اذکار آلہی کرنے — دور اپنے خطِ قسمت کی سیاہی کرنے
کب یہان آئے ہین ناکردہ گناہی کرنے — بخت لایا ہے سپیدی پہ سیاہی کرنے
لاگ سچی ہو تو ہے کعبۂ مقصود وہی — جس جگہہ بیٹھ گئے یادِ آلہی کرنے
جسم آیا ہے یہان درد و مصیبت لینے — جان آئی ہے غمِ نا متناہی کرنے
نیکیان لکھتے ہین ہم نامۂ اعمال مین آج — اب فرشتون سے کہو آئین گواہی کرنے
طور تو پھونک دیا حضرتِ موسیٰ پہلے — اب کہان جاؤ گے دیدارِ آلہی کرنے
شب ہے کہدو کہ یہان صبحِ تجلی ہے عیان — اب کہین اور چلی جائے سیاہی کرنے
عیشِ مکارۂ دنیا سے بچے گا کیون کر — یہ یہان آئی ہے دزدیدہ نگاہی کرنے
جان آئی تھی فقط درد و مصیبت دینے — عمر آئی تھی عدم کو ہمین راہی کرنے
اقربا تو نے زمانے مین دیئے کیون یا رب — تجھکو منظور تھے جب مجھسی جداہی کرنے

دہر کو چھوڑ کے اب سوئے عدم چل مضطر
اپنے اللہ سے اظہارِ تباہی کرنے

دلون مین تو ہی بنیادِ محبت ڈال دیتا ہے — مٹا کر ایک صورت اور صورت ڈالدیتا ہی
خداوندا وسے ہرگز نہین کوئی بچا سکتا — وہ مٹ جاتا ہے جسپر تو مصیبت ڈالدیتا ہے

توہی ہے خار و خس سے طاقِ مرقد جھاڑ نیوالا
توہی چادر سرِ تعویذِ تربت ڈالدیتا ہے

کہین جلنے مین تو مرنے کی ترکیبین دکھاتا ہے
کہین مرنے مین تو جینے کی صورت ڈالدیتا ہے

نہالِ خشک کو گلشن مین تو سرسبز کرتا ہے
اور اوسمین پھل لگا کر پھل مین لذت ڈالدیتا ہے

تری ڈالی ہوئی تکرار ٹلے ہوتے نہین دیکھی
ذرا سی بات پر آپسمین حجت ڈالدیتا ہے

کسی کا سر جھکا رکھتا نہین میدانِ غربت مین
ترا دستِ کرم دامانِ رحمت ڈالدیتا ہے

توہی تو ہے جو اندر تنکے کے جلوے بساتا ہے
توہی تو ہے جو اندر دل کے حسرت ڈالدیتا ہے

کسی سے شکوۂ رنج و الم کرتے ہو کیون مضطر
وہی میٹے مصیبت جو مصیبت ڈالدیتا ہے

مین بھی چمن ہون ای خدا مجھکو بھی تو بہار دے
لذتِ خارِ غم مٹا - کام مرا سنوار دے

سب تو بھلین مین مبتلا کون اسکی تو لاج ہے تجھے
سرزنشِ خزان گھٹا - لذتِ صد بہار دے

عشقِ بتان بھی کر لیا - اب نہین کوئی آرزو
اپنی تو اپنی یاد مین عمر مری گزار دے

وہم و گمان کو دور کر اپنی لگی سے دل لگا
چشمِ خیال بند کر دیدۂ انتظار دے

کھائین ہین ٹھوکرین بہت اب یہ اخیر وقت ہے
اپنے کرم سے تو مجھے عزتِ اقتدار دے

مین ہون مریضِ غم ترا تو ہی مرا علاج کر
چارۂ دردِ دل بتا نسخۂ جانِ زار دے

ہین ترے فضلِ خاص سے نخلِ چمن پھلے ہوئے
میری بھی خشک شاخ کو لذتِ برگ و بار دے

بارِ گنہ سے ایخدا دل ہے مرا دبا ہوا
دستِ کرم لگا کے تو بوجھ مرا اوتار دے

مضطر زار عمر سب کٹ گئی اضطراب مین
ابتو بحق مصطفےٰ اسکو خدا قرار دے

دیتا ہے تو ہی صاحب انعام تو ہی ہے
دنیا کا مددگار شب و روز ہے تو ہی
اکرام ترے صاحب افضال ہے تو ہی
تجھسے ہی نکلتے ہین امیدون کے نتیجے

اے رب جہان دافع آلام تو ہی ہے
عالم کا معاون سحر و شام تو ہی ہے
افضال ترے صاحب اکرام تو ہی ہے
دینے کو مگر ثمرہ انجام تو ہی ہے

بیچین کو دیتا ہے تو ہی مایۂ تسکین
مضطر کے لئے موجب آرام تو ہی ہے

پھر ملایا بچھڑنے والون کو - پاک پروردگار ہے تو ہی

پھر بنایا بگڑنے والونکو - پاک پروردگار ہے توھی

تو نے بارہ برس مین دن پھیرے - تجھپہ قربان جان و دل میرے

پھر بسایا اوجڑنے والون کو - پاک پروردگار ہے توھی

نقش حسرت بھلا جماتا کون - ایسی بگڑی مین کام آتا کون

تو نے روکا اوکھڑنے والون کو - پاک پروردگار ہے تو ہی

کام دل سب تو ہی بناتا ہے - کام کے وقت کام آتا ہے

دی مدد تو نے اڑنیوالون کو - پاک پروردگار ہے تو ہی

جان مضطر کے کام آیا ہے - تو نے ہی چین سے سلایا ہے

گنج مرقد مین گڑنے والون کو - پاک پروردگار ہے توہی

ترے لطف کا ترے جود کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تری نعمتون کی نمود کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تیری رحمت کے سوال پر کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

تیری مکرمت کے ورود کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تیری سلطنت کے مدار پر کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

تیری مملکت کی حدود کا - نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تیری جنگلون کی بہار پر کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

تیری گلشنون کی نمود کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

مجھے اوسنے مضطر غمزدہ غم بیکسی سے چھڑا دیا
کرم خدا کے ورود کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

دلون مین سمایا - خدا ہی تو ہے
لگا ہو نین آیا خدا ہی تو ہے

عنایت ہے جس نے امید ونکا باغ
دلون مین لگایا خدا ہی تو ہے

طلب کرکے دنیا سے جنے ہمین
گھر اپنا دکہایا خدا ہی تو ہے

جو اپنی اداسے عنایات پر
خدائی کو بہایا خدا ہی تو ہے

مصیبت کا راحت سے بدلا دیا
جو لون کام آیا - خدا ہی تو ہے

بدلتا ہے تصویر اندوہ ویاس
پلٹ دی جو کایا خدا ہی تو ہے

مجھے حب نے مضطر پئے امتحان
تڑپتا بنایا خدا ہی تو ہے

جلوہ افروز رو نمائی ہے
دلکو حسرت ہے اوسکے جلوے کی
ہے وہ بیشک خدا خدائی کا
آس ہے عالم اسیری مین
حسن خوبان کا دیکھکر جلوہ
اوسکی امداد کام دیتی ہے

کبریا کی یہ کبریائی ہے
اس طرح خواہش صفائی ہے
سب اوسی کی تو یہ خدائی ہے
قید مین لذت رہائی ہے
دل پکارا تری خدائی ہے
حسن فریاد نارسائی ہے

چھوڑدو گلشن جہان مضطر
یہ چمن وقف بے نوائی ہے

تو لاریب پروردگار جہان ہے
بری ہے تری ذات شرکت سے بالکل
ادا ہوسکے کس سے توصیف تیری
بقائے ابد ذات باقی ہے تیری
یہ پانی کی طاقت کہان تھی کہ چلتا
یہ اکدن مٹے گی یونہین رفتہ رفتہ
گرانا نہ قعر جہنم مین یارب

یہ تیری زمین ہے ترا آسمان ہے
الٰہی ترا کوئی ثانی کہان ہے
نہ تاب بیان ہے نہ تاب زبان ہے
توہی تو ہے فانی یہ سارا جہان ہے
روان جب سے تونے کیا ہے روان ہے
یہ دنیا غبار پس کاروان ہے
بہت تیز رفتار عمر روان ہے

الٰہی مجھے استقامت عطا کر
یہ عالم ہے اک خواب اور کچھ نہین ہے
ہوا کو نہ تھا کوئی جنبش کا یارا

قضا لینے والی مرا امتحان ہے
یہان ہوشیاری بھی خوابِ گران ہے
دوان جب کردی ہے تو نے دوان ہے

شفا اپنے مضطر کو دے دردِ دل سے
تو ہی چارہ کارِ دردِ نہان ہے

کفیلِ جہانی خدا ہی تو ہے
کرم خود نشانِ خدا ہی تو تھا
بڑی ذات ہے اوسکی پھر کرم
خوشی اوسکے غم سے مناتا ہو نہین
معاون غریبون کا ہر حال مین
سنادے جو فوراً دمِ التجا

جو دے زندگانی خدا ہی تو ہے
کرم کی نشانی خدا ہی تو ہے
بڑی مہربانی خدا ہی تو ہے
مری شادمانی خدا ہی تو ہے
دمِ سرگرانی خدا ہی تو ہے
غمِ جاودانی خدا ہی تو ہے

ہری ہونگی مضطر جلی کھیتیان
کہ دینے کو پانی خدا ہی تو ہے

تیری دُھن مین ہوا کا جھونکا ہے
تیرا جلوہ ہے سب کی صورتین
دیکھتی ہین تجھی کو سب آنکھین
جب کسی سے تری جگہہ پوچھی

باغِ عالم تجھی سے پھولا ہے
سب کے نقشون مین تیرا نقشا ہے
سات پردون مین تیرا جلوا ہے
دل پکارا کہ مجھہ مین رہتا ہے

کھولے دیتی ہیں راز یہ آنکھیں — تیرا پردا ہی کوئی پردا ہے
تو ہے معبود شک نہیں اس میں — بندگی کی دلیل بندا ہے
دونو آنکھیں گواہ وحدت ہیں — کیونکہ دونو میں ایک جلوا ہے

اپنے مضطر کی چارہ سازی کر
دردِ دل سے بہت تڑپتا ہے

حسن کو مایۂ صد ناز دیا کرتا ہے — تو ہی انداز کو انداز دیا کرتا ہے
ہوش میں لانے کو آواز دیا کرتا ہے — سوز والوں کو تو ہی ساز دیا کرتا ہے
فرصتِ رنج در انداز دیا کرتا ہے — دینے والا مجھے آواز دیا کرتا ہے
اچھی شکلوں کو تو انداز دیا کرتا ہے — ناز اس کا ہے کہ تو ناز دیا کرتا ہے
مرغ جان کو پر پرواز دیا کرتا ہے — جب بلاتا ہے تو آواز دیا کرتا ہے
تو نے ہی راز کی خاطر سے بنایا پردا — تو ہی پردے کے لئے راز دیا کرتا ہے
ساز والے تجھے تاروں میں خبر دیتے ہیں — سوز والوں کی خبر ساز دیا کرتا ہے
دل میں رکھنے کے لئے بات بتا دی تو نے — ایسے پردوں کو تو ہی راز دیا کرتا ہے
دل کبھی چپ نہیں رہتا ہے چپ رہتے — چپکے چپکے تجھے آواز دیا کرتا ہے
رہکے چپ مجھکو ترے راز کی باتوں کا پتہ — بتکدے میں بہت طناز دیا کرتا ہے

جز ترے عالمِ حیرت میں پکارے کس کو
تیرا مضطر تجھے آواز دیا کرتا ہے

فرقِ عزت کو توہی تاج عطا کرتا ہے
حسن کو رتبۂ معراج عطا کرتا ہے

چشمِ دنیا کو توہی لاج عطا کرتا ہے
کل وہ لیتا نہین جو آج عطا کرتا ہے

گل پئے گلشنِ امید توہی دیتا ہے
زر پئے دامنِ محتاج عطا کرتا ہے

کہا رہی ہے یہ تری دی ہوئی روٹی دنیا
اپنی مخلوق کو تو ناج عطا کرتا ہے

جہولیان اپنے گداؤن کی نہ رکہین خالی
بادشاہون کو توہی راج عطا کرتا ہے

مرتبے تیرے ہی الطاف سے بڑہجاتے ہین
کاج والون کو مہا کاج عطا کرتا ہے

سبکی آنکہون سے بہاتا ہے غمون مین آنسو
اشک کو طاقتِ اخراج عطا کرتا ہے

تخت والون کو توہی تخت دیا کرتا ہے
تاج والون کو توہی تاج عطا کرتا ہے

آج وہ رات ہے مضطر کہ خداوند کریم
اپنے محبوب کو معراج عطا کرتا ہے

اوسکی رحمت کا کیا ٹھکانا ہے
زیر بارِ کرم زمانا ہے

اوسکو پروا نہین عبادت کی
یہ تو اک رحم کا بہانا ہے

نقشِ ہستی مٹا کے ملتا ہے
اپنا کہونا ہی اوس کا پانا ہے

ہے مددگار اپنے بندون کا
کام اوسی کا تو کام آنا ہے

راہ عصیان سے بچکے چل مضطر
کیونکہ خالق کو منہ دکہانا ہے

تجہہ پہ زیبا یہ بادشاہی ہے
سب تری مملکت الٰہی ہے

آنکھ مین رنگ بھر دئے تو نے
کچھ سپیدی ہے کچھ سیاہی ہے

کیون ڈرون نامۂ عمل سے مین
ثبت اسپر تری گواہی ہے

تیری موجون مین چین کرتے ہین
تو خبر گیر مرغ و ماہی ہے

کون دیکھے گا وہی دیکھے گا
یہ جو ایدل تری تباہی ہے

دھیان ہر دم ہے یا خدا تیرا
یاد ہر دم تری - الٰہی ہے

حشر مین وہ مٹائے گا مضطر
کیا بڑی چیز روسیاہی ہے

نہ نظر وفا سے لگی رہے نہ نظر جفا سے لگی رہے
مین یہ چاہتا ہون کہ عمر بھر مری لو خدا سے لگی رہے

مین وہ زخم تیغ مراد ہون جو سدا گلے سے لگا رہا
مین وہ گرد کوچۂ عیش ہون جو سدا ہوا سے لگی رہے

مری آرزو ہے کہ اے خدا ترے دھیان سے مین ہون جدا
تری یاد حالتِ عیش مین دلِ مبتلا سے لگی رہے

مری آرزو تو وہ چیز ہے جسے یاس سے رہے واسطہ
مری زندگی تو وہ لاگ ہے جو سدا قضا سے لگی رہے

مری زندگی کو نہ جوجوڑ تو مجھے اب خدا ہی پہ چھوڑ تو
یہ وہ چیز ہی نہین چارہ گر جو تری دوا سے لگی رہے

یہ اخیر وقت ہے دوستو مرے حق مین تم یہ دعا کرو

یہ جو ٹوٹتی سے ہے لگی ہوئی یہ لگی خدا سے لگی رہے

ہو مزا جو مضطر بینوا - مری خاک گور بین فنا

کسی تاج سر پہ پڑی رہے - کسی نقشِ پا سے لگی رہے

چاہتا ہے جسے اوٹھاتا ہے - مالک الملک ذات ہے تیری

بات بگڑی ہوئی بناتا ہے - بات والو نہین بات ہے تیری

دن کو غنچے ترے چٹکتے ہین - شب کو تارے ترے چمکتے ہین

روز سورج کو تو اوگاتا ہے - دن ہی کہتا ہے رات ہے تیری

دیکھے حسن شباب کو پیری - تو ہی کرتا ہے سب خبر گیری

سب کے سب کام دل بناتا ہے - سب کی سب کائنات ہے تیری

دہر سے بے خبر نہین رہتا - تو خدا ہے کدہر نہین رہتا

کیون نہ ہو تیرا نام داتا ہے - کیون نہ ہو ایک ذات ہے تیری

داغ عصیان تو ہی مٹا میرے - کام بگڑے ہوئے بنا میرے

کیونکہ روتون کو تو ہنساتا ہے - ہر طرف التفات ہے تیری

بینوائی کے داغ دہوتا ہے - کام تیرے کئے سے ہوتا ہے

تیرا اقرار سب کو بہاتا ہے - بات یہ ہے کہ بات ہے تیری

ہو کے دونون جہان سے یکسو مضطر اوس سے لگا دل اپنا تو

اب کوئی دن مین توہی جاتا ہے زندگی بے ثبات ہے تیری

کفیلِ اہلِ جہان ہے خدائے پاک توہی
معینِ عجز دگان ہے خدائے پاک توہی

ترے ہی فضل سے راحت نصیب ہوتی ہے
طبیبِ دردِ نہان ہے خدائے پاک توہی

تسلیان ترے اکرام سے ملین سبکو
قرارِ قلبِ تپان ہے خدائے پاک توہی

تری مدد سے بھرے ہین تمام زخمِ جگر
علاجِ خستہ دلان ہے خدائے پاک توہی

بہارِ گلشنِ ہستی بنا ہے فضل ترا
سرورِ روحِ روان ہے خدائے پاک توہی

یہ دے رہی ہے شہادت نگاہِ اہلِ جہان
کہ ہر طرف سے عیان ہے خدائے پاک توہی

ہین تیرے نام پہ مضطر کے جان و دل صدقے
کہ مالکِ دل و جان ہے خدائے پاک توہی

رنگِ صد نقش توہی معنیِ تصویر مین ہے
کار پردازِ قضا پردۂ تقدیر مین ہے

ہر اثر تیری ہی رحمت سے دعاؤن کو ملا
ہر دعا تیرے ہی افضال کی تاثیر مین ہے

ہاتھ واقف ہین جو لذت تری امداد مین ہے
پاؤن واقف ہین جو کھٹکا تری زنجیر مین ہے

کب کسی ناخنِ تدبیر سے کھل سکتی ہے
تیری ڈالی جو گرہ رشتۂ تقدیر مین ہے

تو محبت مین نمک پاشِ جراحت توہی
زخمِ دل میرے پکارے کہ توہی تیر مین ہے

دل مین کرتا ہے توہی شوقِ شہادت پیدا
جان دینے کا مزا خنجر و شمشیر مین ہے

اوسکی سرکار سے مایوس نہ ہو اے مضطر
تجھکو مل جائیگا جو کچھ تری تقدیر مین ہے

الٰہی تو نے لطفِ عیش غمخواری میں رکھا ہے
دلوں کو کر کے پیدا ناز برداری میں رکھا ہے
چمن کی آرزو کنج قفس میں بند کی تو نے
رہائی کا مزا رسم گرفتاری میں رکھا ہے
ملائے ہیں جفا کے جز بھی رسم مہربانی میں
طریقہ دلبری کا طرۂ دلداری میں رکھا ہے
نشانِ مغفرت مل جائے گا اس سے قیامت میں
بھروسا تیری رحمت کا گنہگاری میں رکھا ہے
علاج دردمنداں ہے تری حکمت کا کیا کہنا
کہ پہلو تندرستی کا بھی بیماری میں رکھا ہے
کیا ہے نامِ الفت تو نے شمع حسن سے روشن
محبت کا بھی اک طرہ طرحداری میں رکھا ہے
مزا کچھ بھی نہ آئے گا گنہگاروں کو دوزخ میں
سوا آتش کے اور کیا خاک بیچاری میں رکھا ہے
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے
جو آسانی کا پہلو تو نے دشواری میں رکھا ہے
میں کب مضطر طریق ترکِ الفت جان سکتا ہوں

کہ اوس جلوے نے مجھکو نازبرداری مین رکھا ہے۔

جلوہ فرما تو ہی ہر جلوہ گہہ ناز مین ہے
تیرے انداز کا انداز ہر انداز مین ہے

تیرے جلوے سے خدائی بہی بڑی ناز مین ہے
تیرے انداز سے یہ بہی اوسی انداز مین ہے

تیری دنیا ترے انداز سے انداز مین ہے
نازا سواسطے کرتی ہے کہ تو ناز مین ہے

تار بجتا ہے تو آواز تری آتی ہے
اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ تو ساز مین ہے

تو نے فریادین کی رحم کی صورت پیدا
درد کا کیف لرزتی ہوئی آواز مین ہے

لئے پہرتی ہین پرندون کو ہوائین تیری
تو ہی اُڑ سکنے کی طاقت پر پرواز مین ہے

پردے والے کبھی پردے مین نہ تہے لیکن
فقط اس بات کا چھپنا ہی کہ تو راز مین ہے

اک ترا رنگ ہی جلوت کدۂ رنگ مین ہے
اک ترا ناز ہی خلوت کدۂ ناز مین ہے

کیا سدا تو نے خدا ہی کو پکارا مضطر
درد مندی کا جو لہجہ تری آواز مین ہے

آفتین تو نے سر سے ٹالی ہین۔ تری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

حسرتین دل کی سب نکالی ہین۔ تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

خوف روز نشور کہو یا ہے۔ داغ عصیان دلون کے دہو یا ہے

عزتین خلق کی بچالی ہین۔ تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

تو نے بخشے گناہ عالم کے۔ کہو دئے داغ حسرت و غم کے

بگڑی باتین سبہی بنالی ہین۔ تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

سب کو دادِ مراد دیتا ہے - دردمندی کی داد دیتا ہے

اب غریبوں کے ہاتھ خالی ہیں - تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

تیرے الطاف کام آئے ہیں سارے جھگڑے ترے لبائے ہیں

تو نے جانیں تنوں میں ڈالی ہیں - تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

بات پوچھی ہے دردِ فرقت میں - لی ہے تو نے خبر مصیبت میں

حالتیں رنج میں سنبھالی ہیں - تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

جانِ مضطر پہ ہے ترا احسان - تو نے بخشے ہیں عیش کے سامان

دل کی بپھانسیں سبھی نکالی ہیں - تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

ہر طرح جان کا لینا ترے امکان میں ہے
اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ تو جان میں ہے

گفتگو کرنے کی طاقت تو ہی انسان میں ہے
جسم دیتا ہے گواہی کہ تو ہی جان میں ہے

اب تو ارمان بھی میرا ترے ارمان میں ہے
کیونکہ تو جان ہے اور جان مری جان میں ہے

حسن چہروں میں ہے اور طرز ادا شان میں ہے
جان خود بھی یہی کہتی ہے کہ تو جان میں ہے

تیرا جلوہ تو محبت کی ہر اک شان میں ہے
غم تو ہی دل میں ہے اور درد تو ہی جان میں ہے

سب کی گردن پہ تری تیغ دھری رہتی ہے
تیری چاہت کا ہی اک تار گریبان میں ہے

جلوہ تیرا ہے کہ ہر شے میں نمودار ہے تو
شان تیری ہے کہ تو سب سے بڑا شان میں ہے

اپنی رگ رگ میں تجھے میں نے بسا رکھا ہے
جان اس واسطے لیتی ہے کہ تو جان میں ہے

مضطرِ خستہ جگر راہِ خدا میں مٹ جا

یون اگر جان کا دینا ترے امکان مین ہے

تو ہی بندون کو پیار کرتا ہے — چارۂ قلب زار کرتا ہے

ہین غضب بیقراریان اوسکی — جسکو تو بیقرار کرتا ہے

کردے میری بہی حالتین تبدیل — تو خزان کو بہار کرتا ہے

وہ گدا تخت و تاج پاتا ہے — جسکو تو شہریار کرتا ہے

تو تو مضطر مرے گا طیبہ مین
کیون تلاش مزار کرتا ہے

سارے رشتون کو توڑ دیتا ہے — اپنی مرضی پر چھوڑ دیتا ہے

سہل ہے دل کا جوڑنا تجھکو — کیونکہ شیشے کو جوڑ دیتا ہے

تیرے کانٹے ہین پہول سے اچھے — تو ہی چھالون کو پھوڑ دیتا ہے

تجھے تن کر جہان چلا کوئی — اوسکی گردن مروڑ دیتا ہے

دل اوٹھا لے جہان سے مضطر
یہ برے وقت چھوڑ دیتا ہے

سبکی حالت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک تو ہی ہے

رنج و کلفت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک تو ہی ہے

دل کی حالت سنبھالنے والا - دل کے کانٹے نکالنے والا

دل کی حسرت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک تو ہی ہے

رنجِ ہجران کو ٹالنے والا - وصل کا ڈول ڈالنے والا
دردِ فرقت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

منہ کسی سے نہ پھیرنے والا - مٹ گئے پر اوبھرنے والا
کنجِ تربت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

دردمندوں کا چاہنے والا - میری تیری نباہنے والا
جوشِ رقت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

خوابِ غفلت مین ٹھیلنے والا - نازِ دنیا کے جھیلنے والا
حالِ غربت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

سر کی آئی کو ٹالنے والا - سارے عالم کو پالنے والا
ہر مصیبت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

دو کو دس کر کے چھوڑنے والا - ایک سے دو کو جوڑنے والا
رنگِ کثرت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

سب کو دنیا مین ڈالنے والا - نامِ آدم نکالنے والا
اپنی وحدت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

بوجھ سر سے اوتارنے والا - نقشِ حسرت اوبھارنے والا
اپنی قدرت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

جانِ مضطر کا پالنے والا - دُھول مین پھول ڈالنے والا

اوسکی حالت کا دیکھنے والا۔ عالم الغیب ایک تو ہی ہے

وہ دیتا ہے فوراً معافی خطا کی / اگر ہے تو بس دیر ہے التجا کی

محبت مین سارا تپک کا مزا ہے / ضرورت نہین زخمِ دل کو دوا کی

یہ دنیا نمونہ ہے طرزِ ستم کا / خدائی ہے تصویر رسمِ جفا کی

بھروسہ کرے سانس کا کوئی کیونکر / یہ ایسی ہے جیسے کہ جنبش ہوا کی

وہی دادِ جوشِ جنون مجھکو دیگا / خدا دیکھتا ہے مری سینہ چاکی

ذرا حال شمعِ سحر سے تو پوچھو / جو سوزِ محبت سے شب بھر جلا کی

محبت مین یون جان دینا کہ مضطر / اوٹھے ہر طرف سے صدا مرحبا کی

یادِ حق آٹھ پہر اے دلِ ناشاد رہے / تا کہ مرنے پہ یہی نام تجھے یاد رہے

دل وہی دل ہے کہ جس دل مین تری یاد رہے / ہے وہی گھر جو ترے ذکر سے آباد رہے

خاک گلگشتِ چمن سے کوئی دل شاد رہے / چاندنی رات اندھیرے مین کسے یاد رہے

اون کو کیا قدر زمانے کی جو برباد رہے / یا الٰہی تری دنیا اونہین کیون یاد رہے

اے خدا دے مجھے توفیقِ عبادت اپنی / ایسا کر دے کہ مجھے ایک تو ہی یاد رہے

اون سے کانٹون کی خلش پوچھے کوئی جا کر / گل جو وقفِ ستمِ گلشنِ ایجاد رہے

بیخودی اس لئے لیلی ہے کہ پوچھون تجھکو / بھول اسواسطے ڈالی ہے کہ تو یاد رہے

ہر گھڑی یاد کیا کنجِ قفس مین تجھکو / ہم تو ایامِ اسیری مین بھی آزاد رہے

ہندوؤن نے بھی ہوے سی نکالی صورت | بت کو اسواسطے پوجا کہ خدا یاد رہے
دل مرا تیرے بہروسے پہ مگن رہتا ہے | کیا ضرورت ہے کہ آمادۂ فریاد رہے

مین چلا سوئے عدم چھوڑ کے دنیا مضطر
ایسے عالم مین رہون گا کہ جو آباد رہے

خدا تو ہے سب کا خدائی ہے تیری | تو ہے کبریا کبریائی ہے تیری
ضرورت بھی کیا جو پکارین کسی کو | ترا نام سچا دوہائی ہے تیری
یہ ہر مال اپنا پرایا ترا ہے | یہ ہر چیز اپنی پرائی ہے تیری
سیاہی مین ڈالی ہے تو نے سفیدی | کدورت کو حاصل صفائی ہے تیری
بڑی سی بڑی چیز یہ کہہ رہی ہے | بڑا تو ہے سب سے بڑائی ہے تیری

خدا کوئی سامان کر دے گا مضطر
بڑی چیز یہ بےنوائی ہے تیری

رسولون سے بھی تو نے سجدے کرائے | سبھی نے ترے سامنے سر جھکائے
سدا تو نے اپنے ہی رستے چلائے | ادہر سے تو بھیجے ادہر سے بلائے
اندہیرے اوجالے کا مالک تو ہی ہے | ہمیشہ ہمین چاند سورج دکھائے
ہزارون کو راحت سے تو نے سلایا | ہزارون سے راتون کو تارے گنائے
یہان داغ دل بے مٹائے مٹے ہین | ترا بحر رحمت بہا بے بہائے
کمی تیرے دینے مین پڑتی نہین ہے | الٰہی تری دی ہوئی کون کھائے

ترے اضطراب محبت نے یارب
ہزارون ہی مجھ جیسے مضطر بنائے

دردمندون کے کلیجون کی دوا ہے توہی
بیگمان مالک ارباب وفا ہے توہی
کثرت عیش مین جینے کا مزا ہے توہی
رنج اسواسطے اچھا کہ توہی راحت ہے
پہول پتے سے عیان ہے تری قدرت یاذ
اوس طرف اپنی خدائیکا توہی مالک ہے

مرض حسرت وحرمان کی شفا ہے توہی
جس سے پوچھو یہی کہدے کہ خدا ہی توہی
موسم گل کی گلستان مین ہوا ہے توہی
درد اسواسطے بہتر کہ دوا ہے توہی
رنگ کی طرح سے پانی مین ملا ہے توہی
اس طرف اپنی خدائی کا خدا ہے توہی

دیکھتا کچھ نہین مضطر ترے جلوے کے سوا
اوسکی مشتاق نگاہون مین بسا ہے توہی

التجائین قبول کرتا ہے
دن کی صورت توہی دکھاتا ہے
توہی غم کو خوشی بناتا ہے
تو گھٹانے کو شورش عصیان
دل کے کانٹے نکال لیتا ہے
دفع توہی خیال عالم سے

محنت دل وصول کرتا ہے
مختصر شب کا طول کرتا ہے
دل کے کانٹے کو پھول کرتا ہے
اپنی رحمت شمول کرتا ہے
توعلاج ملول کرتا ہے
رسم طاعت کی بہول کرتا ہے

کار عالم کو کیا بقا مضطر

تو یہ سب کچھہ فضول کرتا ہے

زمانہ مجھے کیا سے کیا جانتا ہے
مگر دل کی حالت خدا جانتا ہے

مرا گھر اوسی کے بنا سے بنے گا
جو بندون کی بگڑی بنا جانتا ہے

ترے غم کی حالت مرے دل کی حسرت
خدا دیکھتا ہے خدا جانتا ہے

تسلی ہمیشہ کو دیدے گا اکدن
مرا درد دل خود دوا جانتا ہے

ترے غم مین جسکو مزا آ گیا ہے
وہ ہر عیش کو بے مزا جانتا ہے

خدائی خدا کو جو چاہے سو کہہ لے
خدائی کی باتین خدا جانتا ہے

مدینے مین ارمان نکلینگے مضطر
چل اوس تک جو حسرت مٹا جانتا ہے

خدائی کو اپنی تو ہی پالتا ہے
درختون مین دانا تو ہی ڈالتا ہے

ہین سب چپ مقیمانِ شہرِ خموشان
خدا ہی فقط بولتا چالتا ہے

اگر دل پہ بیتے تو وہی دوا دے
اگر سر پہ آئے تو وہ ٹالتا ہے

وہی بے طلب سبکو دیتا ہے روزی
زبردستیون سبکے گھر گھالتا ہے

عجب کیا مرا دم بچا لے جو مضطر
خدا جان جب پیٹ مین ڈالتا ہے

تو ہی سب انتقام لیتا ہے
عدل سے اپنے کام لیتا ہے

تو ہی جانے کا روکنے والا
تو ہی گرتے کو تھام لیتا ہے

قابل شکر ہے زبان اوسکی
رات دن ہے تری نظر سب پر

جو ترا دل سے نام لیتا ہے
تو خبر صبح و شام لیتا ہے

عفوِ عصیان کے واسطے مضطر
راتدن تیرا نام لیتا ہے

واجبی انتقام لیتا ہے
تو تو گرتے کو تھام لیتا ہے

جو ہے وہ تیری یاد کرتا ہے
جو ہے وہ تیرا نام لیتا ہے

اسیسے بیمار کو بچاتا ہے
وہ جو مشکل سے شام لیتا ہے

کام والون کو گھر بٹھاتا ہے
اور نکمون سے کام لیتا ہے

تیرا غمخوار کون ہے مضطر
مفت لوگون کے نام لیتا ہے

قادرِ بے مثال ہے جل جلالہٗ وہی
مالکِ لایزال ہے جل جلالہٗ وہی

کاہش دل کا ٹٹنا - امراہم نہین اوسے
دافع ہر ملال ہے - جل جلالہٗ وہی

اوسکے کرم کی موجین - سارے گناہ بہہ گئے
حاکمِ ذوالجلال ہے - جل جلالہٗ وہی

جل جلالہٗ وہی - خنجر غم کی روک ہے
تیغِ ستم کی ڈھال ہے - جل جلالہٗ وہی

پوچھتا سبکی بات ہے جانتا سبکی گھات ہے
دیکھتا سب کا حال ہے - جل جلالہٗ وہی

اوسکے کرم سے زندگی - عیش مین تیر ہوگئی
صاحبِ صد نوال ہے - جل جلالہٗ وہی

مضطر بینوا ترے - زخمِ جگر بھریگا وہ
صاحبِ اندمال ہے - جل جلالہٗ وہی

پرستش کے ارمان پورے کرائے
محمدؐ کے جلوے کو درجے دکھائے

یہ دنیا فقط کھیل ہے چند روزہ
مٹائے کو تونے گھروندے بنائے

تو ہی ہے کہ شامون کی صبحین دکھائین
تو ہی ہے کہ موسم سے موسم ملائے

کلی تونے شاخون کے اوپر لگائی
دیے تونے طاقون کے اندر جلائے

بنایا مٹایا مٹایا بنایا
ترے کام یارب سمجھ مین نہ آئے

کدورت کی دم بھر مین صورت مٹائی
صفائی کے دم بھر مین نقشے جمائے

خدا ایسی مضطر کو توفیق دے تو
کہ طیبہ مین پہونچے تو واپس نہ آئے

تری شوکتِ بادشاہی بڑی ہے
تری ذات بیشک الٰہی بڑی ہے

مرے دل کو تو بحر غم سے بچالے
کہ کشتی ہے چھوٹی تباہی بڑی ہے

مین کیا عذر محشر مین تجھ سے کرونگا
گناہون پہ تیری گواہی بڑی ہے

ترا ابرِ رحمت یہی کہہ رہا ہے
نہین مجھ سے کوئی سیاہی بڑی ہے

گناہون کا غم تیرا مضطر کرے کیون
عنایت تری یا الٰہی بڑی ہے

سبھی تونے سامان مہیا کئے
جو پیدا نہین تھے وہ پیدا کئے

ترے شاہد ذات ہین اے خدا
جو بیٹھے ہین پردون مین پردا کئے

خودی کب مٹی بے ارادی بھلا
خدا کب ملا بے تمنا کئے

الٰہی تری دین کا کیا حساب
تجھے ڈہونڈنے کیلیے چل بسے
بہت خوش اوٹہینگے وہ محشر کیدن

روان تو نے مٹی پہ دریا کئے
جو تربت مین سوتے ہین پروا کیے
ترا رنج فرقت جو جھیلا کئے

خدا کو تو مضطر نہ پایا - مگر
خدائی کو خدائی کو دیکہا کئے

ذات پاک خدا کا کیا کہنا - نقش بند دیار ہستی ہے
یہ اوسکی ہوا ہے جنبش مین - اوسکی بدلی ہی جو برستی ہے
اوسکا جلوہ کہان نہین پیدا - غور سے دیکہ اے دل شیدا
دیکہنے کو نظر کی حاجت ہے - چشم نمناک کیون ترستی ہے
کہیتون کو وہی اوگاتا ہے - باغ مین پہول پہل لگاتا ہے
اوسکے بادل کی کالے ٹکڑون سے - نعمت جاودان برستی ہے
گو کہ دار محن ہے یہ دنیا - جز فنا اسمین کچہہ نہین رکہا
تاہم اسکو برا نہ سمجہو تم - کیونکہ یہ بہی خدا کی بستی ہے
دیکہتا ہون جو بت کی صورت کو - سوچتا ہون خدا کی قدرت کو
چاہتا ہون بتون کو مین لیکن - دل مرا حق پرستی ہے
موت انجام زندگانی ہے - ہر نشان وقف بے نشانی ہے
ہر ہنسی کی دلیل رونا ہے - ہر بلندی کے ساتہہ پستی ہے

میکدہ ہو تری محبت کا - اوسمین ساغر ہو جوشِ حسرت کا

دور دورہ ہو کیفِ وحدت کا - ہے تو یون لطفِ مے پرستی ہر

ایک ہی کو دکھا دیا جلوا - ایک ہی سے کلام کر بیٹھا

سبکو ہے رشکِ دیدۂ موسیٰ ساری دنیا تجھے ترستی ہے

بسکہ مضطر ہون اوسکا پیاسا ہون - کیفِ عشقِ خدا مین اوٹھا ہون

اسلئے آبشار رحمت سے - میری تربت پہ مے برستی ہے

تخمِ امید تو ہی بوتا ہے - تجھ پہ زیبا یہ باغبانی ہے

تیرے چاہے سے کام ہوتا ہے - ہر طرف تیری مہربانی ہے

رنج خاطر کو دور کرتا ہے - پاسِ راحت ضرور کرتا ہے

غم کے دفتر تو ہی ڈبوتا ہے - تیرے قبضے مین شادمانی ہے

بے ثباتی وجودِ عالم ہے - مٹنے والی نمودِ عالم ہے

اسمین آباد کون ہوتا ہے - تیری دنیا تو جائے فانی ہے

تیرا گلشن ہے گلشنِ ہستی - تو ہی مالک ہے یہ تیری بستی

تو ہی خارِ دوام کھوتا ہے - مالکِ تختۂ جہانی ہے

نخلِ ارمان تو ہی اوگاتا ہے اوسکے ثمرے تو ہی دکھاتا ہے

تیرے کرنے سے کام ہوتا ہے - ساری کامونکا تو ہی بانی ہے

سختیان تو مٹا تباہی کی - شرم رکھ میری عذر خواہی کی

دلِ مرا زار زار روتا ہے - آرزو مندِ مہربانی ہے

مضطر اللہ پر نظر رکہہ تو - کچہہ توکل کا بہی مزا چکہہ تو
مفت کیون بیقرار ہوتا ہے - ثمرۂ رنج شادمانی ہے

داغ دل تیرے سوا کون مٹا سکتا ہے — تو ہی بگڑی ہوئی تقدیر بنا سکتا ہے
اپنا جلوہ مجہے آنکہون سے دکہا سکتا ہے — تو جو چاہے تو نگاہون مین سما سکتا ہے
جس طرح دشت کے دامن کو دیا ہے سبزہ — یونہین اجڑی ہوئی بستی بہی بسا سکتا ہے
مہر روشن سے نکالی ہین شعاعین تو نے — ماہ کامل مین تو ہی داغ لگا سکتا ہے
تیری طاقت ہے کہ زندے کو بنا دے مردہ — تیری قدرت ہے کہ مردے کو جلا سکتا ہے
جس طرح حضرت آدم کا بنایا جوڑا — یونہین تو خار سے پہولون کو اوگا سکتا ہے
تو اگر چشم کرم میرے گناہون پہ کرے — ایک آنسو سے جہنم کو بجہا سکتا ہے
ہم ترا مال ہین دنیا مین جو چاہے رکہے — اور جو چاہے کہ نہ رکہے تو بلا سکتا ہے

مضطر اس درجہ گناہون سے پریشان کیون ہے
اپنے مالک سے کہان بہاگ کے جا سکتا ہے

سبہی تو نے سامان فراہم کئے — شجر رونق باغ عالم کئے
غمون مین گرائے کہ آنسو جو تہے — مہیا پئے چشم پرنم کئے
مٹایا غمون کا دلون سے ہجوم — جو صدمے بڑہے تہے وہ سب کم کئے
بچایا ہزارون کو شمشیر سے — ہزارون تہ تیغ بیدم کئے

سبھی داغِ دل کی دوا تونے کی — سبھی زخم ممنون مرہم کئے

غمی مین خوشی تونے ہنسنے کو دی — خوشی دیکھ سامان ماتم کئے

ادا شکر مضطر سے کیا ہوسکے

کہ تونے تو احسان ہر دم کئے

منفعل ہونا گنا ہون سے ضروری بات ہے — بور پڑجائے اگر اس سے تو پوری بات ہے

قول سچا ہے خدا کا اور سب باتین ہین جھوٹ — اوسکی پوری بات ہے سبکی ادھوری بات ہے

عیش یکساعت کی بھی فرصت نہین دیتا مجھے — یہ بھی کوئی اے غم ایام دوری بات ہے

یونہین جیتے جی مدینے کو ہے جانا لازمی — جس طرح اک روز مرجانا ضروری بات ہے

بیچ سکتا ہے مجھے جنت مین جیتے جی بھی تو — جان لینا کونسی ایسی ضروری بات ہے

بیکسی مین دیدیا سارے عزیزون نے جواب — صبر کیونکر ہو کہ وجہ نا صبوری بات ہے

لے چلا آخر مدینے کو دلِ الفت پسند — کیون نہ ہو صد آفرین پورونکی پوری بات ہے

آدمی کو چاہئے جو کچھ کہے پورا کرے — وہ زبان گونگی بھلی جسکی ادھوری بات ہے

روضۂ حضرت پہ چلکر مضطر اپنی جان دے

جیتے جی یہ کام کرنا بھی ضروری بات ہے

راستہ عشق و محبت کا نکالا تونے — درد کا لطف مری جان مین ڈالا تونے

جب گرا کوئی تو گرتے کو سنبھالا تونے — رہروِ راہ کو لغزش مین نہ ڈالا تونے

پرتو خانۂ تاریک مین ڈالا تونے — کردیا گوشۂ مرقد مین اوجالا تونے

مرگیا وہ جسے جینے پہ بڑا ناز ہوا
گر پڑا وہ جسے فوراً نہ سنبھالا تو نے

چاند بھی ایک نمونہ ہے تری قدرت کا
کردیا شب کے اندھیرے مین اوجالا تو نے

طرزِ دلکش مری صورت مین نمایان کردی
حسنِ دلکش مری تصویر مین ڈالا تو نے

یہ تو تقدیر کے کانٹے ہین جو لگ جاتے ہین
ورنہ پھوڑا نہ کبھی ایک بھی چھالا تو نے

اوسکو فوراً ہی ترے دستِ قضا نے جھیلا
باغ سے توڑ کے جو پھول اوچھالا تو نے

ترے اکرام کا کیا شکر ادا ہو یارب
دامنِ نازمین مضطر کو ہے پالا تو نے

عیش مین کاٹ دئے وقت ہماری تو نے
دن مصیبت کے بھی راحت سے گزارے تو نے

تو نے ہی دل سے مٹایا قلق و رنج کا داغ
سر سے بارِ غم و اندوہ اوتارے تو نے

بھولے بھٹکون کو بیابان مین بتایا رستا
دیدئے عالمِ غربت مین سہارے تو نے

موت کا نام حیاتِ ابدی رکھا ہے
سب وہ زندہ ہین محبت مین جو مارے تو نے

دامنِ خاک کو پھولون سے نمائش بخشی
جڑ دئے دامنِ گردون پہ ستارے تو نے

ہمنے خود اپنے ہی ہاتھون سے اوٹھائے پردے
ورنہ کھولے نہ کبھی عیب ہمارے تو نے

جب ضرورت ہوئی مجھکو تو تجھے یاد کیا
کامِ خاطر مرے بگڑے تو سنوارے تو نے

ترے اکرام کا سینے پہ ہے سکّہ بیٹھا
داغِ دل سیٹ دئے ہین مری سارے تو نے

یادِ خالق مین اب آگے کو بسر کر مضطر
دن وہ گنتی مین نہین ہین جو گزارے تو نے

مرے داغِ عصیان مٹا دے الٰہی ‏— معافی کا ٹیکا لگا دے الٰہی

ترے آسرے پر سسکتے ہین ہردم ‏— مریضانِ غم کو شفا دے الٰہی

قفس مین بسر ہوگئی عمر اتنی ‏— مجھے بھی چمن کی ہوا دے الٰہی

مری بیخودی نے مجھے کھو دیا ہے ‏— تو ہی مجھکو میرا پتا دے الٰہی

تڑپتا ہون مجھکو تسلی عطا کر ‏— مین مرتا ہون مجھکو دوا دے الٰہی

مٹا میرے دل سے خلش خارِ غم کی ‏— مرادون کے پھل کا مزا دے الٰہی

ابھی تک نہ قسمت سے پہونچا مدینے ‏— مقدر سے مجھے دوسرا دے الٰہی

گھرا ہون ہجومِ غم و آرزو مین ‏— نکلنے کا تو راستا دے الٰہی

جدھر آنکھہ ڈالون تجھی کو مین دیکھون ‏— یہ غفلت کے پردے اوٹھا دے الٰہی

شفاعت محمد کی دیدار اپنا ‏— یہ روزِ جزا تو جزا دے الٰہی

پریشان و برباد پھرتا ہے مضطر
ٹھکانے سے اوسکو لگا دے الٰہی

آدمی کو بیخطا بھی شغلِ زاری چاہیے ‏— خاک کے پتلے کو ہر دم خاکساری چاہیے

سکو نافرمانیِ خالق سے ڈرنا ہے ضرور ‏— تا زمانِ مرگ توبہ لب پہ جاری چاہیے

ایک ادنی سی خطا پر حشر آدم کیا ہوا ‏— ہر گھڑی ذکرِ پناہِ قہرِ باری چاہیے

ہے تمامی دردمندون کا وہی فریادرس ‏— اوسکے آگے التجا کے ساتھ زاری چاہیے

شکلِ دریا کیا اوبلا قطرہ ناچیز کا ‏— ذرہ بیقدر بنکر خاکساری چاہیے

جب زبان پائی تو ہر دم چاہیے عذرِ گناہ
اوسنے جب آنکھیں لگادی ہیں تو زاری چاہیے

وقفِ احکامِ خداوندی زمانہ ہو تمام
صرفِ یادِ کبریائی عمر ساری چاہیے

بوجھ عصیاں کا اگر رکھا تو غافل کیا کیا
بارِ احسانِ خدا گردن پہ بھاری چاہیے

اس تڑپنے لوٹنے پر رحم کھاتا ہے وہی
مضطر اوسکی آرزو میں بیقراری چاہیے

تو ہی مالکِ شب و روز ہے۔ ترا دن ہے اور تری رات ہے
جو ہوا کرے ترا کام ہے۔ جو بنی رہے تری بات ہے

ترے آسرے پہ مٹا تھا میں۔ ترے آسرے پہ اوٹھا ہوں میں
صفِ حشر آج ہے اے خدا۔ مری آبرو ترے ہات ہے

جو ہوئے ہیں سب کے مکان پر۔ وہ ترے کئے ہوئے ذکر ہیں
جو چڑھی ہے سب کی زبان پر۔ وہ تری کہی ہوئی بات ہے

مرے دل کا حالِ تباہ ہے۔ مری جان وقفِ گناہ ہے
ترے ہاتھ میرا نباہ ہے۔ ترے ہاتھ میری نجات ہے

تجھے دیگا مضطرِ بینوا یہی لطفِ عیش ترا خدا
ترے دل کو چین نہ ہو کبھی یہ تو سب کے کہنے کی بات ہے

علاجِ غمِ جاں گسل جانتا ہے
خدا ہے تو ہی حالِ دل جانتا ہے

یہ ملنا بچھڑنا تجھی سے ہے نکلا
جدا ہو کے بندوں سے مل جانتا ہے

جو گذری ہے مجھہ پر وہ کس سے کہون مین
ترے علم مین ہے یہ دنا رو ہوا کے
عجب چیز ہونگی ہے جسمون مین تو نے
اوسیکو مرا دل بنا دے الٓہی

جو بیتی ہے مجھہ پر وہ دل جانتا ہے
تو ماہیّتِ آب و گل جانتا ہے
نہ تن جانتا ہے۔ نہ دل جانتا ہے
جو غنچہ ہواؤن سے کھل جاتا ہے

مجھے تندرستی کی مضطر خبر کیا
دوا کا مزا دردِ دل جانتا ہے

سب کا وارث ہے تو ہی اور سب کا والی ہے تو ہی
جس نے باغِ عیش کی بنیا ڈالی ہے تو ہی
دل کو حاصل ثمرۂ راحت ہے تیری یاد مین
موجبِ آرائشِ بزمِ خیالی ہے تو ہی
حاکمِ عالم ہے عالم تیرا ممنونِ کرم
مالکِ دنیا ہے۔ دنیا جس نے پالی ہے تو ہی
تو نے رکھا پہول کے دامن کو کانٹون سے جدا
پھانس جس نے قلبِ بلبل کی نکالی ہے تو ہی
سب کی اک دن ابتدا ہے سب کی اک دن انتہا
اے خدائے پاک اِن عیبون سے خالی ہے تو ہی
ہے بھروسہ سبکو تیرا رحمتِ پروردگار

روزِ محشر سب کی حامی بننے والی ہے توہی
صدمۂ عصیان دلون سے جس نے میٹا ہے وہ تو
آفتِ عصیان سرون سے جسنے ٹالی ہے توہی
کی ہے بے مان باپ کے بچون کی تونے پرورش
وارثِ مطلق کفیلِ خردسالی ہے توہی
حشر مین تونے ہی رکھا پردۂ عصیان کار
جسنے بگڑی بات مضطر کی بنالی ہے توہی

رنگ تشہیر عزتون مین ہے
حسن عزت کا شہرتون مین ہے
اپنا پرتو ہے سب کی رنگتون مین
اپنا انداز صورتون مین ہے
امتیازاتِ رنگِ قدرت ہے
ساری بہبودونکی رنگتون مین ہے
لطفِ بیداری زمانہ ہے
لذتِ خواب تربتون مین ہے
رنگِ کثرت ہے عین وحدت مین
طرزِ وحدت کی کثرتون مین ہے
نامرادی ہے تیری عین مراد
لطفِ انجام حسرتون مین ہے
دیکھا جاتا ہے سب نشانون مین
نام تیرا سبھی بتون مین ہے
اپنی پہچان کے لئے یارب
اختلافات صورتون مین ہے

اپنے مضطر کی لے خبر یارب
دیکھ وہ کیسی حالتون مین ہے

ترا نام پاک وکیل ہے - تو ہی سب جہان کا کفیل ہے
ترے سارے بندے ہیں بیگمان - تو ہی سب کا رب جلیل ہے
مرا آب چشمۂ آرزو - مری حسرتیں ہی بپا کریں
سبھی تشنہ کام مفارقت - ترے نام کی یہ سبیل ہے
ترے لطف پاک کا مستحق - مجھے میرے بخت نے کر دیا
میں ہوا گناہوں میں مبتلا - یہ ترے کرم کی دلیل ہے
ترے کارخانۂ دہر سے - یہ ملا ہے حصۂ جانستان
کہ جو دل میں رنج کی پھانس ہے - تو جگر میں درد کی کیل ہے
مجھے مفت مضطر بنا دیا - غم روز حشر ہے اس قدر
بڑی ذات تیری شفیق ہے - بڑی ذات تیری کفیل ہے

مریضوں کو تو ہی دوا دے رہا ہے
خبر لے رہا ہے شفا دے رہا ہے

حسینوں کو طرز ادا دے رہا ہے
ترا رنگ قدرت مزا دے رہا ہے

چمن زار دنیا کا مالک ہے تو ہی
بہاروں کو لطف فضا دے رہا ہے

ترے دین کا کیا ٹھکانا ہے یا رب
ہزاروں سے کچھ بڑھ کے جزا دے رہا ہے

گلوں کو کھلاتا ہے شاخوں پہ تو ہی
نہالوں کو کیا کیا ہوا دے رہا ہے

تری آس سب کو بندھائے ہے یا رب
ترا آسرا آسرا دے رہا ہے

کہ ٹک دل کی سننے کو قابل نہیں ہے
ترا درد الفت مزا دے رہا ہے

بڑا لطف بخشا ہے رسم محبت / تجھے سب زمانہ دعادی رہا ہے

مزے آسائش وراحت کے دنیا مین مضطر / مین کیونکر نہ لون جب خدا دے رہا ہے

واقعی ڈرنے کی شے ہے شانِ قہاری تری / جان لینے کیلئے تلوار ہے کاری تری

پرسشِ عصیان سے یارب تو ہمین محفوظ رکھ / حشر مین لائی ہے امیدِ طرفداری تری

اپنا جلوہ راہ چلتے تو نے ہی دکھلا دیا / حضرتِ موسیٰ نے کب کی تھی طلبگاری تری

دو دو چیزین ہین ہماری پاس تیری یاد کو / آنکھ مین آنسو ہین تیرے دل کو بیماری تری

دل مین تھوڑا سا تعلق ہو تو آتا ہے مزا / تندرستی سے کہین اچھی ہے بیماری تری

تجھکو خالق جانکر پوجا ہے سب نے ہر طرح / کی تری مخلوق ہی نے نازبرداری تری

وجہِ بخشش اہتمام یاورب ہو جائے گا / حشر مین کام آئیگی مضطر یہ تیاری[1] تری

کیا زبان وصف ترا اور دا وار کرے / کسکی طاقت کہ تری مدح کے اذکار کرے

کام اٹر جائے تو نکلے تری امداد سے کام / سبکی ٹوٹی ہوئی کشتی کو تو ہی پار کرے

ہے نظر وہ جو ترا جلوۂ وحدت دیکھے / ہے زبان وہ جو تری ذات کا اقرار کرے

کسکو معلوم ہے پوشیدہ مرض کی حالت / وہ تو ہی ہے کہ دوائے دل بیمار کرے

جسکو چاہے قلق ورنج سے آزادی دے / جسکو چاہے غم عصیان سے سبکبار کرے

[1] اشارہ اہتمام محافل نعتیہ سے ہے جو سالانہ ہوا کرتی ہین۔

فیصلہ حجت آلام کا ہوتا ہے ابھی
تیرے محبوب پہ عاشق ہے خدائی تیری

دل سے گر کوئی ترے نام کی تکرار کرے
اوس پہ جانین ہین تصدق جسے تو پیار کرے

غرق بحر غم و اندوہ ہے مضطر تیرا
پار تب جا کے پڑے گی کہ تو ہی پار کرے

اپنی حکمت کی ادا راز مین ڈالی تو نے
دلربائی کی کشش ناز مین ڈالی تو نے

اپنی آواز کی ئے ساز مین ڈالی تو نے
بات پردے کی بڑے راز مین ڈالی تو نے

خوبی حسن ہر اک ناز مین ڈالی تو نے
بڑے انداز سے انداز مین ڈالی تو نے

دردمندی کی صدا ساز مین ڈالی تو نے
کیا لگاوٹ ہے جو آواز مین ڈالی تو نے

اک نیا رنگ ہر اک ناز مین تو نے ڈالا
اک نئی بات ہر انداز مین ڈالی تو نے

بات کو جلوۂ صد ذکر سے شہرت بخشی
اور کبھی پردۂ صد راز مین ڈالی تو نے

اپنے ہی ناز سے سب ناز کئے ہین پیدا
شان انداز سے انداز مین ڈالی تو نے

رحم کے دل کی گرہ کھول کے رکھ دیتی ہے
جو صدا درد کی آواز مین ڈالی تو نے

سب کے دل کھینچنے مقصود تھا اپنی ہی طرف
یہ سبب تھا کہ کشش ناز مین ڈالی تو نے

بات ہی سنتے ہین تیری تجھے دیکھا کس نے
ہے اوسی راز مین جس راز مین ڈالی تو نے

تیرے جلوے پہ وہ پہلے ہی مٹا بیٹھا تھا
جان کیون مضطر جانباز مین ڈالی تو نے

تری آرزو کام آنے کو ہے
تمنا تری سب زمانے کو ہے

مٹا دل کی حسرت کو یا رب تو ہی
مجھے حسرت دل مٹانے کو ہے

الٰہی مرے دل پہ پانی چھڑک
یہ سوز نہاں بھی جلانے کو ہے

مرا دم نکلنے کو ہے اے خدا
یہ شمع سحر جھلملانے کو ہے

الٰہی فقط درد کو تو آزما
مقدر مجھے آزمانے کو ہے

مجھے اپنی رحمت سے تو ہی سنبھال
وہ رشتہ ہوں جو ٹوٹ جانے کو ہے

بھروسا بقا کا ہے مضطر فضول
کہ اک دن فنا کی زمانے کو ہے

ہو بہار گل تجھی سے ہو فصل خزاں تجھی سے ہے
عشق و وفا تجھی سے ہے نشاں الگ بیاں تجھی سے ہے

ہے یہ تجھی سے لی ہوئی ہر یہ تری ہی دی ہوئی
میری زباں تجھی سے ہے میرا بیاں تجھی سے ہے

عیش ازل کی صبح کو کیف خوشی تجھی سے تھا
شام ابد کی رات میں خواب گراں تجھی سے ہے

تو ہی ہے رونق چمن - تیری ہے زینت چمن
عیش نگیں تجھی سے ہے حسن مکاں تجھی سے ہے

تو نے ہی ساز زندگی مجھکو دیا ہے اے خدا
سب کے یہاں کی ہے ہوا میرا بیاں تجھی سے ہے

خالق کل جہان ہے - کیوں نہیں ہو شکر ادا
سارے جہان میں تو ہی سارا جہاں تجھی سے ہے

جان حزیں تجھی سے ہے مضطر زار زار کی
مضطر زار زار کا - قلب تپاں تجھی سے ہے

تیری قدرت سے ہی گلشن میں فضا اچھی ہے
رات دن کلیوں سے پھولوں میں ہوا اچھی ہے

میرے دل میں گل امید کھلتے کیوں نہیں
خلش خار تو پھولوں سے جدا اچھی ہے

اس طرح ہے مرے مالک کو مری دل کا خیال
وہ مروت جو برے وقت مین دیتی ہے مدد
جو رہِ عشقِ الٰہی مین فنا ہوتے ہین
بسکہ ہین شانِ الٰہی کے نمونے یہ لوگ

جسطرح درد کی فکر نہین دوا رہتی ہے
یادگارِ نظرِ اہلِ وفا رہتی ہے
اونہین مٹ کر بھی وہی بوے وفا رہتی ہے
مرتے مرتے بھی حسینون مین ادا رہتی ہے

اب کہو کس سے وہ امید کرے دنیا مین
جان کم بخت ۔ بھی مضطر سے خفا رہتی ہے

وہ ستار ساری خطاون کا ہے
مرادون کے دامن اوسی نے بھرے
اوسی نے تو رکھا طلب کا وقار
مرا کیا بنا لینگے امراضِ غم
زمانے سے اے دل محبت نہ کر

وہ رد کرنیوالا بلاؤن کا ہے
وہ پھل دینے والا دعاؤن کا ہے
اوسی سے بھرم التجاؤن کا ہے
کہ وہ دینے والا دواؤن کا ہے
یہ رشتہ بڑے بیوفاؤن کا ہے

وہی دیگا مضطر کو صبر و قرار
شہنشاہ اپنے گداؤن کا ہے

سچ ہے قدرت تری نرالی ہے
کر کے شاداب سوکھی شاخون کو
تیری رحمت نے حشر مین یارب
جب مین آیا تو ہاتھ خالی تھا

تو نے مٹی مین جان ڈالی ہے
تو نے کونپل ہری نکالی ہے
بات بگڑی ہوئی بنالی ہے
جب مین اوٹھا تو ہاتھ خالی ہے

اسمین کیا دل لگا کے ہم بیٹھین
کیونکہ بزم جہان خیالی ہے

میری آفت ہی ٹال دی یارب
تو نے آئی سبھی کی ٹالی ہے

کیون ہے جینے کا آسرا مضطر
یہ تو اک امر احتمالی ہے

صحرا مین غریبون کا نگہبان وہی ہے
مشکل جو کرے وقت پہ آسان وہی ہے

بیشک مرا مالک مرا ایمان وہی ہے
مین اوسکا گدا ہون مرا سلطان وہی ہے

راحت کا غم و درد مین سامان وہی ہے
یہ جان ہے کیا چیز مری جان وہی ہے

عیسی کے تکلم کے لئے روح وہی تھا
موسی کی نگاہون کے لئے شان وہی ہے

امداد ہے درکار برے وقت مین اوسکی
کرنے کو برے وقت مین احسان وہی ہے

رکھتا ہے وہی پردۂ ناموس زمانہ
سینے کو خدائی کا گریبان وہی ہے

جو اپنی خدائی کی نگاہون مین سمایا
میرے دل مضطر کا بھی ارمان وہی ہے

داروے درد دل بیمار تیرے ہاتھ ہے
تو ہے مالک چارۂ آزار تیرے ہاتھ ہے

عرصۂ محشر مین سب کی بات پوچھیگا تو ہی
دل جلون کی گرمی بازار تیرے ہاتھ ہے

ہان تو ہی بخشیگا مجکو اپنے دامان خاص سے
اے مرے مالک ترا اقرار تیرے ہاتھ ہے

غنچۂ دل کو خداوندا کھلائیگا تو ہی
خوبی رنگ گل گلزار تیرے ہاتھ ہے

کون پوچھیگا بھلا میدان محشر مین مجھے
میری عزت داور دادار تیرے ہاتھ ہے

سب نے اپنے سر تری راہ رضا مین رکھدئے
جسکو چاہے کاٹ دے تلوار تیرے ہاتھ ہے

اپنے مضطر کی بھی یارب لاج رکھیگا توہی
اوسکے دل کا زخم دامن دار تیرے ہاتھ ہے

سب سے بہتر پناہ تیری ہے
دل فزا رسم و راہ تیری ہے

زینت باغ دہر ہے تجھسے
طلعت مہر و ماہ تیری ہے

سبکی نظرین اوسی پہ پڑتی ہین
جس پہ یارب نگاہ تیری ہے

چاہ والون مین حسن ہے تیرا
حسن والون کو چاہ تیری ہے

تیرے بندے دلوپہ پڑتے ہین
سبکی زلف سیاہ تیری ہے

تیرے عاصی تحیت ہین بالکل
اس وقت گناہ تیری ہے

مضطر اللہ اسکو میٹیگا
یہ جو حالت تباہ تیری ہے

تری دید حسن و جمال کی کوئی آنکھ تاب نہ لاسکی
جو اوٹھی تو اوٹھکے نہ پھر سکی۔ جو گئی تو جاکے نہ آسکی

نہ تو مین مٹا نہ ہوس مٹی ۔ نہ تو یون ہوا نہ تو وون ہوا
مری آرزو بھی یونہین رہی۔ کہ نہ مٹ سکی نہ مٹا سکی

مری بیکسی کو تو دیکھنا شب غم مین کچھ بھی نہ ہو سکا
نہ مین اوسکا ہاتھ ہٹا سکا۔ نہ وہ میرا ہاتھ ہٹا سکی

وہ وہین رہا یہ یہین رہی - یہ یہین رہی وہ وہین رہا

نہ خدا خدائی سے مل سکا - نہ خودی خدائی مین آسکی

دیا ساتھ مضطر بینوا - نہ اخیر وقت یہ عمر نے
نہ ہمین کچھ اس کا بنا سکے - نہ یہ کچھ ہمارا بنا سکی

دیر کیا لگتی ہے دینے گل مقصود تجھے
ہر زبان عقدہ کشا کہتی ہے معبود تجھے

سب کے سر جھکنے لگے جان کے مسجود تجھے
کیون کہ رشتۂ رگ گردن ہے معبود تجھے

آجتک کوئی نہ سمجھا کبھی محدود تجھے
غائبانہ ہی کہا کرتے ہین موجود تجھے

تیرے ملنے کا نہ ملنے سے پتا چلتا ہے
کہہ رہا ہے یہ نہ ہونا ترا موجود تجھے

پردہ کہتا ہے تجھے راز نہفتہ یارب
جلوہ کہتا ہے ترا شاہد مشہود تجھے

جلوت عام مین آنکھین تجھے کہتی ہین مقیم
خلوت خاص مین دل کہتے ہین موجود تجھے

جب کبھی میری خرابی کی بنا پڑتی ہے
یاد کرتی ہے وہین صورت بہبود تجھے

جب سے مین تھک کے تری راہ مین آبیٹھا ہون
ڈھونڈتے ہین مرے بدلے مرے مقصود تجھے

ہے رویہ یہی دُنیا کا جو آیا سو گیا
مضطر اس بات کا کیون ہے غم بیسود تجھے

عذر عصیان قبول کرتا ہے
داروئے ہر ملول کرتا ہے

دل کی پھانسین نکالتا ہے تو
تو ہی کانٹون کو پھول کرتا ہے

کامیابی کے باب کھولے ہین
تو دعائین قبول کرتا ہے

ہر چمن کی بہار ہے تجھ سے / تو ہی غنچون کو پھول کرتا ہے

کاٹتا ہے شب مصیبت تو / مختصر تو ہی طول کرتا ہے

سبکو دیتا ہے داد غم تو ہی / سب کی محنت وصول کرتا ہے

فکر عقبیٰ مین کر بسر مضطر
رنج دنیا فضول کرتا ہے

زیب تجھ پر یہ غیب دانی ہے / ہر طرف تیری حکمرانی ہے

آتش غم سے تیری جلتا ہے / وہ کلیجا جو پانی پانی ہے

کوئی پوچھے تری زمینون سے / جو ترا دور آسمانی ہے

کون کس کی زبان پکڑے گا / سب کے منہ اور تری کہانی ہے

یہ ہوا ہے تری ہواؤن مین / تیری موجون مین تیرا پانی ہے

تو کسی پر ستم نہین کرتا / تو تو مہر و وفا کا بانی ہے

تو ہی بخشے تو بخشدے یارب / میری محنت تو دہول دہانی ہے

روح اک تیرا حکم ہے ورنہ / آدمی ایک بوند پانی ہے

مضطر اب کچھ وہان کی فکر بن کر
چند روزہ یہ زندگانی ہے

آگ کو کر دیا چمن ۔ رحمت کردگار نے / دور خزان کا جھونپڑا ۔ لوٹ لیا بہار نے

سبزہ تر نے کر دیا ۔ سبز طراز دشت کو / عیب خزان چھپا لیا ۔ دامن کوہسار نے

بجھ گئی سب لگی ہوئی۔ کٹ گئی سب پڑی ہوئی
دم بہا دیے موجۂ آبشار نے

کان بھرے سرود کے۔ اپنی صدائے ناز سے
نغمۂ عیش چھیڑ کر سازِ طرب کے تار نے

کٹ گئی رنج کی گھڑی مٹ گئی سب اڑی پڑی
رات سرور و عیش کی۔ آگئی دن گزار نے

کشتیٔ صد مرادِ دل خیر سے پار لگ گئی
بارِ الم بہا دیا۔ آبِ کرم کی دھار نے

جب سے خدائے پاک پر۔ تکیۂ مدعا کیا
چھوڑ دین بیقراریان مضطر بیقرار نے

نہین روک کچھ بھی تری مرضیونکی
خبر لے رہا ہے مرونکی جیون کی

اُولُو العزم تیرے مٹائے مٹے ہین
کہین گور تک بھی نہین نامیونکی

مرے دل کی نوحون کو لوگون نے لکھا
کتابین بنائی گئین مرثیون کی

مرے آنسوؤن کی تو ہی لاج رکھنا
اوتر جائیگی آبرو موتیون کی

وہ غم تو نے بخشے ہین یارب کہ جن سے
کلیجون مین نوکین چبھین برچھیونکی

ویسے قیامت مین ورکار ہونگے
ضرورت ہے ہر ہاتھ کو انگلیونکی

یہان رہکے لوگون کو چھٹکے ہی دیکھا
چراغون مین جلتے کٹی بتیون کی

فقط اک تری یاد ہی ایسی دیکھی
ضرورت نہین جسمین پابندیونکی

سب اک دن عدم جانے والے ہین مضطر
محبت نہ کر ایسے پردیسیون کی

یاس مین مژدۂ تدبیر دیا کرتا ہے
آہِ مظلوم مین تاثیر دیا کرتا ہے

مرے سر پہ مضطر لدے ہین گناہ
اوتارے گی کیا بے گناہی مری

چاہتا ہے جسے دم بھر مین ملا دیتا ہے
سب بے ٹھکانون کو ٹھکانے سے لگا دیتا ہے

تو ہے جو گوشۂ تربت مین ہوا دیتا ہے
شمع کی لاگ کو پردے مین بجھا دیتا ہے

اپنی چاہت کا مزا اسکو چکھا دیتا ہے
درد دل تو نہین دیتا ہے دوا دیتا ہے

مٹ کے بھی مین ترا ارمان کیا کرتا ہون
ذرہ ذرہ مری مٹی کا صدا دیتا ہے

ایسی طاقت ہے تجھی کو کہ لگاتا ہے توہی
ایسی قدرت ہے تجھی کو کہ بجھا دیتا ہے

یہ عدم ہی ہے الٰہی تری ہستی کی دلیل
یہ نہ ہونا ترے ہونے کا پتا دیتا ہے

اس جہان مین جسے کوئی نہین دیتا مضطر
ہمنے دیکھا ہے کہ ایسے کو خدا دیتا ہے

بانیِ کُل جہان ہے تو - ہوگا وہی جو تو کرے

مالکِ ہر مکان ہے تو - ہوگا وہی جو تو کرے

ہوگا وہی جو تو کرے - سب یہ تری زمین ہے

حاکمِ آسمان ہے تو - ہوگا وہی جو تو کرے

وقتِ اخیر ہر دوا - کہکے یہ بے اثر ہوئی

مالکِ قلب و جان ہے تو - ہوگا وہی جو تو کرے

ہوگا وہی جو تو کرے - تیری نگاہ سب پہ ہے

کیا ہیں کون کہاں ہے تو۔ ہوگا وہی جو تو کرے

کوئی قضا کو روک دے۔ ایسی مجال ہے کسے

دافع درد جان ہے تو۔ ہوگا وہی جو تو کرے

مضطر زار کو بھلا۔ کون سمجھائے راستا

مالک کاروان ہے تو۔ ہوگا وہی جو تو کرے

رمز انجام کہہ دیا جائے
شاخ لطف ثمر کو کیا سمجھے
اوس سے پوچھو مزا محبت کا
انقلابوں کا حال جب پوچھا

اوسکی حکمت کو کوئی کیا جانے
نکہت گل کو کیا صبا جانے
جو کوئی لذت وفا جانے
حالتیں بولی اونہیں خدا جانے

لطف تحم پوچھ جان مضطر سے
لذت درد و مبتلا جانے

سچ ہے جو چاہتا ہی کرتا ہے
ہیں تو اوسکو خدا سمجھتا ہوں
کھول دیتا ہے رنج کی گانٹھیں
خار الفت ہے سینہ زوری پر
اوسکی راہ رضا کا کیا کہنا
بحر الفت ہے اور دل بیرا

کرنے والا ہے کر گزرتا ہے
جو نہ سوتا ہے اور نہ مرتا ہے
عیش کی جھولیوں کو بھرتا ہے
دل کا پیالا عشق اوبھرتا ہے
کوئی جیتا ہے کوئی مرتا ہے
دیکھیں کس گھاٹ پار اوترتا ہے

ہے اوسی کا تو پہول مین جلوا ۔ رنگ بنکر وہی نکہرتا ہے

اسکو بالکل بقا نہین مضطر
کیون تو اس زندگی پہ مرتا ہے

یاد رب انام ہوتی ہے ۔ لا کلامی کلام ہوتی ہے
طرز عیش قدیم پڑتی ہے ۔ شکل عیش دوام ہوتی ہے
پہر سر دور طرب کا وقت آیا ۔ پہر وہی فکر جام ہوتی ہے
پہر وہی دن ہین اور وہی راتین ۔ صورت اہتمام ہوتی ہے
دور نظم ثنائے یاری ہے ۔ طرز صد انتظام ہوتی ہے
اب کہان دور دور ناکامی ۔ ناتمامی ۔ تمام ہوتی ہے

دن بہت کم ہے اور منزل دور
مضطر اب چل کہ شام ہوتی ہے

تجہے سب خدائی خدا جانتی ہے ۔ تجہی کو دلی مدعا جانتی ہے
دم نزع دی جان کسطرح تجہہ پہ ۔ مرا حال کیا تہا قضا جانتی ہے
چمن کا اوجڑنا خزان ہی سمجہتی ۔ گلون کا بکہرنا ہوا جانتی ہے
خدائی خدا تجہکو کہتی ہے اپنا ۔ خودی ہی تجہی کو خدا جانتی ہے

بسا چلکے ملک عدم اب تو مضطر
یہ دنیا تو تجہکو برا جانتی ہے

خدا کا قہر ہی گویا بلائے آسمانی ہے
جسے کہتے ہیں پیری - داغِ ایامِ جوانی ہے
یہی جانِ حزین جو تن میں ہے اک روز جانی ہے
دلیں اک روز مٹنے کی وجودِ زندگانی ہے
ہیں ایسا خوگرِ رنج و الم دنیا میں آیا ہوں
یہاں تو بوریا بستر اوٹھا کر جانیوالے ہیں

کبھی ٹالے نہیں ٹلتی یہ ایسی ناگہانی ہے
گلون کا رنگ سب نقشِ بہارِ زندگانی ہے
تضا کی رونمائی سب کا نقدِ زندگانی ہے
کبھی اوڑنے میں مٹی ہے کبھی بہنے میں پانی ہے
کہ مجھکو ہر خوشی کیساتھ رنجِ شادمانی ہے
وہ دنیا میں رہے جسکو غرورِ زندگانی ہے

نہ پوچھ مجھکو والم مضطر کیا ملیگا دہر فانی میں
کہ اس بازار میں جنسِ محبت کی گرانی ہے

لگائی ہے تو نے تجھی سے لگی ہے
غمِ کاوشِ دل کروں کیا ضرورت
تری راہ میں موت آئے تو جانوں
دل و جان تصدق ہیں شکلِ نبی پر
فقط تو رہا ہے - فقط تو رہے گا
اندھیرے میں کل پھول جانا نہ رستا

تری آرزو حاصلِ زندگی ہے
تو ہی دسکو بیٹھے گا آنے ہی دی ہے
کہ اب کچھ دنوں کے لیے زندگی ہے
کروں لگا رہے ہیں تب یہ بنی ہے
سدا کسکی رہتی ہے کسکی رہی ہے
یہاں چار دن کی فقط چاندنی ہے

کروں زندگی ختم یادِ خدا میں
مرے دل میں مضطر یہی اب ٹھنی ہے

جان قربانِ لطفِ باری ہے
کیونکہ خوبی اوسی میں ساری ہے

جب کوئی کام آکے اٹکا ہے — ساری دنیا اوسے پکاری ہے

وہ کوئی اور ڈہونڈہ لین خالق — اوس سے جن جن کو جان پیاری ہے

دیکھین محشر مین کیا نبٹتی ہے — سر پہ بارِ گناہ بہاری ہے

وہ ہی باقی مری گذارے گا — جتنے اتنی مری گذاری ہے

مین تسلی کا لطف کیا جانون — میرا حصہ تو بیقراری ہے

ایک دن موت کو بہی مرنا ہے — موت بہی زندگی سے ہاری ہے

سبکو یکسان کبہی نہین دیتا — یہ بہی اک شان کردگاری ہے

ہوکے ہلکا یہان سے چل مضطر
گور کی پہلی رات بہاری ہے

زہے شان قدرتِ کبریا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

وہ کرم زمانے پہ کر دیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

نہ عطا کا اوسکی حساب ہے - نہ سخا کا اوسکی جواب ہے

جو کرم کیا ہی تو وہ کیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

غمِ جانِ بلبلِ زار کو - نظرِ کرم سے مٹا دیا

رگ گل سے چاکِ جگر سیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

سب اوسکے رشحۂ فیض سے - ہوئی سبز گلشنِ آرزو

شجرِ وفا کو ثمر دیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

وہی مالکِ طبقِ زمین - وہی حاکمِ فلکِ برین

ہے سہاگنون کا وہی پیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

مرے دل نے اوسکے خیال مین شبِ عیش لوٹیں گذاردی

غم دور دین وہ مزا لیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

سوے طیبہ مضطر زار چل - کہ وہان کی موت ہے زندگی

وہ ہے مسکن شہ انبیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

یہان کی نشانی کہانی سی ہے
یہ سب زندگانی کہانی سی ہے

ہماری حکایت سنے ہی تو کون
ہماری زبانی کہانی سی ہے

مین افتادِ عالم کا غم کیا کرون
کہ یہ ناگہانی کہانی سی ہے

فلک یون نہ دے تو تسلی مجھے
تری مہربانی کہانی سی ہے

نہ کر حسنِ صورت پہ غافل غرور
یہ ساری جوانی کہانی سی ہے

جہان مین خوشی کا نتیجہ ہے غم
یہان شادمانی کہانی سی ہے

سُنے کون مضطر تری حالتین
یہ ساری کہانی - کہانی سی ہے

تجھہ پہ موزون یہ بادشاہی ہے
سب کا مالک تو ہی آلہی ہے

تو ہی پالے گا اپنی خلقت کو
کیونکہ رزاقِ مرغ و ماہی ہے

تیری راتون کو کیون کہون تیرہ
یہ مرے بخت کی سیاہی ہے

ہے خبرگیر اپنے بندون کا
مین وفورِ غم سے روتا ہون
کیا کرون عذر جرم عصیان کا

تجھکو سب کا سہارا ہی ہے
یہ بھی اک رحمت الٰہی ہے
مجھ پہ ثابت یہ بے گواہی ہے

ایسی حالت مین اے خبر یارب
جانِ مضطر ہے اور تباہی ہے

تو نے بندون کی بات رکھی ہے
زندگی دن ہے اور قضا شب ہے
ہاتھ دنیا سے کھینچ اے غافل
جانے کس وقت دم نکل جائے

عزت کائنات رکھی ہے
انتہا دن کی رات رکھی ہے
اسمین کیا کائنات رکھی ہے
زندگی بے ثبات رکھی ہے

جان دیکر بھی اُسنے اے مضطر
زندگی اپنے ہات رکھی ہے

مصیبت مین وہی راحت کے سب سامان کرتا ہے

وہی نورِ تازۂ جاوید ہے جو اوسپہ مرتا ہے

طریقِ عشق پر لا کون طرح سے تحمل کرتا ہے

دل آزاری کے کانٹون کو تحمل امید کرتا ہے

اوسیکی یاوری سے سب کا بیڑا پار اوترتا ہے

علاجِ سوزشِ دل بوند بھر پانی سے کرتا ہے

نہ کیوں ہو بار منت خالق ہر اک گردن
گنہ کا بوجھ نیچے ڈالکر احسان دھرتا ہے
قضا سے وہ نہیں مرتا جو اوس پر جان دیتا ہے
اوکھڑتی سانس کب اوسکی ہے جو دم اوسکا بھرتا ہے
جو جیتے ہین وہ دنیا مین کف افسوس ملتے ہین
جو مرتا ہے وہ کچھ دن چین سے آرام کرتا ہے
ہے نذر خداوندی گناہون کے سوا مضطر
ترے پلے مین کیا رکھا ہے کس برتے پہ مرتا ہے

عیش و عشرت کے گئے وقت کو پہیرا تو نے
کر دیا شام غریبی کا سویرا تو نے
ایک ہی پردے مین پردا کیا میرا تو نے
ایک چادر مین غریبون کو اوڑھیرا تو نے
نہ کبھی لطف و عنایت سے نہ پہیرا تو نے
تیرے بندے ہوئے ایسا ہمین گھیرا تو نے
مرغ دل جان چڑاتا ہے قضا سے اب کیون
کیون کیا گلشن فانی مین بسیرا تو نے
وہ کہین چل نہین سکتا جسے تو نے روکا
وہ کہین جا نہین سکتا جسے گھیرا تو نے
کاٹ دی ہین دل بیمار کی بہاری راتین
سب مریضون کو دکھایا ہی سویرا تو نے
ملگیا جو تری درگاہ سے جسنے مانگا
خالی ہاتہون کوئی محتاج نہ پہیرا تو نے
یون چمکتا کبھی سورج کا یہ مقدور نہ تہا
اپنے جلوے سے مٹایا ہے اندہیرا تو نے

تیری قسمت پہ ہی افسوس ہمین بہی مضطر

کہ مدینے کا کیا ایک سنہ پہیرا تو نے

کفیلِ جہان بس تری ذات ہے
مددگار بندون کا ونرات ہے

تیقّن کے لائق ترا قول ہے
بہروسے کے قابل تری بات ہے

معین و مددگار ہر حال مین
الٰہی فقط اک تری ذات ہے

توہی شافیِ جملہ امراضِ دل
توہی دافعِ جملہ آفات ہے

ہین عصیان بہت اور قیامت قریب
خدائی کی عزت ترے ہات ہے

سیہ کاریون کے سبب اے خدا
مرادن ہی ایک قسم کی رات ہے

توہی جانِ مضطر کو دیگا قرار
کہ وجہ تسلی تری ذات ہے

اپنی غرض سے کیا غرض - اوسکی رضا سے کام ہے
فکرِ خودی مین کیون پڑون مجھکو خدا سے کام ہے

مجھکو ذرا بہی غم نہین کام اگر بگڑ گیا
عقدہ کشا سے ہے غرض عقدہ کشا سے کام ہے

اے گلِ گلشنِ جہان تجھہ مین وفا کی بو کہان
تیری ہوس تو وہ کرے جسکو ہوا سے کام ہے

پردہ نہ تاہی ترا جلوہ چشمِ شوق ہے
دیدہ سے کیا غرض ہمین تیری ادا سے کام ہے

چھوڑ کے الفت بتان ترک لباس کر دیا
مضطر بینوا مجھے اب تو خدا سے کام ہے

ترے عفو پر ترے لطف پر مرے دل کا دار و مدار ہے
تو رحیم ہے تو کریم ہے یہی سب مین تیری پکار ہے

جو ادھر کا عہدہ برآ ہے تو - تو ادھر کا عقدہ کشا ہے تو
جو یہان کا بانی کار ہے - تو وہان کا حامی کار ہے

تری ذات وجہ وجود ہے - تو ہی سب کا ربِ ودود ہے
تری سب گلون مین نمود ہے - تری ہر چمن مین بہار ہے

چمنون کو لطف خلش ملا - تری نوک خار کی چھیڑ سے
کسی پھل کے دل مین کھٹک سی ہے کسی گل کا سینہ فگار ہے

کوئی گھر جہان مین بنائے کیا کوئی اس سے دل کو لگائے کیا
یہ تو چند دن کا سہاؤ ہے - یہ تو چند دن کی بہار ہے

تری آرزو ہے بسی ہوئی - تری لاگ سب سے لگی ہوئی
ترا سب دلون مین خیال ہے - تری سب لبون پہ پکار ہے

یہ مزا پڑا ہے لگاؤ کا - کہ جگر مقام ہے گھاؤ کا
ترا غم ہے مضطر زار کو ترے غم مین مضطر زار ہے

ترے حسن نقش و نگار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تری طرزِ رنگِ بہار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

نمکِ جراحتِ زخمِ دل ترے ہاتھ ہی سے ملا ہمین

تری رسمِ لذتِ خار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تو ہی سن رہا ہے خفقانِ دل - تو ہی دے رہا ہے دوائے غم

ترے غمزدون کی پکار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

مری رسمِ شوق و امید کا - نہ جواب ہے نہ نظیر ہے

تری شانِ قول و قرار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تو ہے ساری خلق کو پالتا - ہے سبھی کے کار نکالتا

ترے گھر مین کثرتِ کار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تو کریم ہے تری دین کا - نہین کوئی خاص معاوضہ

ترے دفترون مین اودھار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

جو بہار آئی سوئے چمن - تو چٹک کے غنچے یہ کہہ اٹھے

کہ خدا کے گھر کی بہار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

ترے آبِ رحمتِ خاص کی نہ مثال ہے نہ نظیر ہے

مرے دل کے گرد و غبار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

شبِ درد و غم مین تسلیان - تو ہی دیگا مضطرِ زار کو

ترے لطف کا ترے پیار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

سبھی کے سر پہ غرور اوسنے توڑے
یہ طاقت کسے ہی کہ منہ اوس سے موڑے

کرم اوس کا ایسا کہ مردے جلائے
غضب اوس کا ایسا کہ جیتا نہ چھوڑے

بہت بہی نہین ہے بہت اوسکی رحمت
نہین اوسکے افضال تہوڑے بہی تہوڑے

غضب اوس کا ایسا کہ پتھر ہو ٹکڑے
کرم اوس کا ایسا کہ شیشہ نہ توڑے

حریم حرم خاص گھر ہے اوسی کا
خدائی کھڑی ہے جدہر ہاتھ جوڑے

کرم اوس کا ایسا کہ رخ تک نہ پھیرے
غضب اوس کا ایسا کہ گردن مروڑے

نہی ثمرہ آرزو دے گا مضطر
تمنا سے کہدو کہ ہمت نہ توڑے

آج پھر نام خدا منہ سے نکالا مین نے
بعد اک سال[۱] کی پھر ہوش سنبھالا مین نے

پھر گل گلشن امید اوچھالا مین نے
پہول کو یاس کے کانٹون سے نکالا مین نے

جام کثرت کو الگ توڑ کے ڈالا مین نے
پھر پیا بادہ وحدت کا پیالا مین نے

ہستی حق کے سمجھنے کے لئے آیا تھا
اس لئے آکے یہان ہوش سنبھالا مین نے

الحذر پھر وہی دم دیکہ مرون مین تجھ پر
پھر چھبو دے وہی کانٹا جو نکالا مین نے

اپنے آپمین کیا پیار لبون نے فوراً
منہ سے جب نام محمدؐ کا نکالا مین نے

آتش غم پہ ٹھہرنے کی اسے تاب نہ تھی
اسلئے اشک کو آنکھون سے نکالا مین نے

الحذر یون تو زمانے مین سبھی کچھ دیکھا
کوئی دیکھا نہ ترا دیکھنے والا مین نے

۱ سالانہ محفلون کی ابتدائی محفل مین ایک سال یہ غزل پڑھی گئی تھی۔

تیری نیرنگیِ قدرت نے مٹا گھول دیا
رنگ پانی مین کبھی لیکے جو ڈالا مین نے

دیدے اوس دل مین تمنا جو لئے پھرتا ہون
بھر دے مرادہ پیالا جو نکالا مین نے

اپنے آرام مین مصروف ہین جنت والے
کوئی پایا نہ ترا چاہنے والا مین نے

گریۂ عشق مین اشکون کی کمی پڑتی تھی
اس لئے پھوڑ دیا قلب کا چھالا مین نے

واہ اے مہر رسالت ترا کہنا کیا ہے
گوشۂ قبر مین پایا ہے اوجالا مین نے

جان دی اور نکیرین سے پوچھا تجھ کو
گور مین جاکے تجھے ڈھونڈ نکالا مین نے

ایسی موسیٰ سے رقابت تھی کہ جب تک نہ چھپا
سرمۂ طور کو آنکھون مین نہ ڈالا مین نے

تورۂ الفتِ معبود مین مٹ جا ابدی
کیونکہ تجھکو ہے اسیواسطے پالا مین نے

نشۂ الفتِ خالق مین دیا دم مضطر
مرتے دم منہ سے ہٹایا نہ پیالا مین نے

تری آرزو مین ہین ارمان والے
تجھے جان دیتے ہین سب جان والے

تجھی پر فدا ہین عقیدون کے بندے
تجھی پر تصدق ہین ایمان والے

ترے سامنے دستِ حسرت پسارے
چلے خالی ہاتھون بے سامان والے

ترا لطف کرتا ہے اون کی حفاظت
ہین بستی مین گویا بیابان والے

تو ہی پنجۂ یاس وغم سے چھڑا دے
ہین تارون مین اٹکے گریبان والے

ترے حکم سے چلتی پھرتی ہے دنیا
یہان جان والے نہین جان والے

نکالے گا تو حسرتِ جانِ مضطر

کہ ہنستے ہین سب اوسپہ ارمان والے

اے رب ذی الکرم مجہکو بہی اپنی چاہ دے

سبکی پناہ تو ہے تو میری بہی تو پناہ دے

کنج قفس مین کٹ گئی عمر عزیز سب مری

روئے نبی کا واسطہ اب تو چمن کی راہ دے

تو نے جہان خلیل پر آگ کو کر دیا چمن

میری بہی یون لگی بجہا مجہکو بہی یون پناہ دے

شیون و شین تا بکے اب نہین کچہہ بہی انتہا

نغمۂ دل خوشی بنا لذت ترک آہ دے

یوسف بیمثال کو تو نے کنوئین مین سے لیا

اونکی بہی تو نے کاٹ دی میری بہی تو پناہ دے

حال تو ہی ہے دیکہتا راز تو ہی ہے جانتا

تو ہی گواہ سب کا ہے کون کسے گواہ دے

مد نظر ہے دیکہنا تیرے جمال پاک کا

تجہہ پہ بہی اب نگاہ کر مجہکو بہی اب نگاہ دے

تو ہین جس کے ہاتہہ سے پال رہا ہے دہر مین[ل]

اوس کو بحق مصطفے دولت و عمر و جاہ دے

[ل] یعنی سری حضور مہاراجہ مادہو راؤ صاحب بہادر سیندھیا عالیجاہ کو۔

ہے یہی آرزوئے دل مضطرِ بیقرار کی
تھوڑی سی اور رہ گئی اسکو بھی تو نباہ دے

سیکڑون بزم خرابات کے جھگڑے توڑے — تونے خود جن کو بھرا تھا وہی شیشے توڑے
پھول گلشن کے چنے شاخ کے پتے توڑے — تو نے کھلنے بھی نہ پائے تھے وہ غنچے توڑے
یاس مین جس نے امیدونکے نہ رشتے توڑے — ایسے معبود سے رشتہ کوئی کیسے توڑے
ایخدا گوشۂ تربت مین دوہائی تیری — خاک حسرت نے مری گور کے تختے توڑے
اپنی ناکامیِ جاوید کو اب کیا مین کہون — جسطرح کاسۂ تقدیر کے ٹکڑے توڑے
جانبِ مُلکِ عدم ہاتھ پکڑ کر کھینچا — پنجۂ دستِ قضا نے مرے پہونچے توڑے
مجھکو جنگل نے بھی چلنے نہ دیا چار قدم — آبلون مین مری تقدیر کے کانٹے توڑے
بانٹنے کے لیئے محشر مین گنہگارون کو — ابرِ رحمت نے ترے سیکڑون ٹکڑے توڑے
تو نے ہی فصل کو تبدیل کیا باغون مین — رُت بدلتے ہی سب اشجار کے پتے توڑے
کہانیوالون نے سدا رزق تجھی سے پایا — سب نے یارب تری درگاہ کے ٹکڑے ہی توڑے

مضطر اوس نے ہی مٹایا ہے حسینونکا غرور
جسنے خود طور پہ منہ کھول کے پردے توڑے

آتشِ عشق کلیجے مین دبی رہتی ہے — تو نے جسدن سے لگا دی ہے لگی رہتی ہے
کبھی روتا ہون تری یاد مین ہنستا ہون کبھی — آنکھ مین اشک ہین ہونٹون پہ ہنسی رہتی ہے
تو نے تقدیر جو دی ہے تو درستی کردے — ایسی بگڑی مین پھنسا ہون کہ بنی رہتی ہے

اک مرا دل ہے کہ ٹھنڈک نہین پڑتی جسمین | اوس ہی رات کو پہولونپہ پڑی رہتی ہے

تو تو ہر مانگنے والیکو بہت دیتا ہے | لینے والی ہی سے لینے مین کمی رہتی ہے

تری اُلفت مین جو مرتا ہے وہی جیتا ہے | جسکی اس ڈہب سے بگڑتی ہے بنی رہتی ہے

سارا عالم ترے عالم مین چلا جاتا ہے | ساری دنیا تری دنیا مین بسی رہتی ہے

نقشِ امید کی تصویر دلون مین یارب | تو نے جسدن سے جما دی ہے جمی رہتی ہے

وہ مسافر ہون کہ ہر دم ہون سفر کو تیار | وہ کمر ہون جو ہمیشہ سے کسی رہتی ہے

بلبلین سب ترے گلشن پہ فدا ہین یارب | شمع کی لو تری محفل سے لگی رہتی ہے

ہون تو مین باغ مگر کہیل نہین آتے جسمین | میری تقدیر سے پہولون کی کمی رہتی ہے

یاد مین تیری گذرتا ہے جو ہفتہ[۱] سارا | سات دن گہر مین مرے دہوم مچی رہتی ہے

اس طرح دل مرا صدمونمین گہرا رہتا ہے | جسطرح آڑ مین پتون کے کلی رہتی ہے

اپنی بگڑی کا تمہین رنج ہے ناحق مضطر | دار فانی مین سدا کس کی بنی رہتی ہے

رضا سے تری کام چلتے رہے | سب بزبان دنیا نکلتے رہے

تری طرز رحمت کا کیا پوچھنا | برے وقت بھی سر سے ٹلتے رہے

کھلانے سے تیرے سبھی گل کھلے | لگانے سے کانٹے نکلتے رہے

جنہین تو نے بخشا ہے آب کرم | وہ چشمے ہمیشہ ابلتے رہے

غریبی مین مضطر کو سب کچھ دیا
مدد سے تری کام چلتے رہے

[۱] اشارہ اون ساتون محفلون سے ہے جو ہر سال ہوا کرتی ہین۔

سہے ثمرہ اوسیکا وفا جسکو دے — سے لینا اوسی کا خدا جسکو دے

لگی آرزو ہین اوسی کے لئے — تری عاشقی کی ہوا جسکو دے

وفا وہ کرے جو جفا ہین سہے — جفا ہے اوسیکی جزا جسکو دے

وہ حاکم ہے ترکیب انداز کا — وہ مالک ہے چاہے ادا جسکو دے

یہ خوبی کسی کا بہی حصہ نہین — ہے دولت خدا کی خدا جسکو دے

بڑا دینے والا ہے پروردگار — محبت کا چاہے مزا جسکو دے

کبہی عیش کا رشک مضطر نہ کر
خدا کی خوشی تجہکو کیا جسکو دے

کس طرح تجہکو پکارین نہ مصیبت والے — تو بڑا صاحب امداد ہے قدرت والے

تو نے ہی سبکی مرادون کی بہری ہین گودین — تیرے اکرام کے محتاج ہین حاجت والے

دینے والا ہے تو ہی تیری طرف تکنے کو — اپنے ہاتہون کو پسارے ہین ضرورت والے

تیرے اسرار کو اتبک نہ کسی نے جانا — تیری حکمت کو نہ سمجہا کوئی حکمت والے

اک ترا نور ہے اور لاکہ ہین شمعین روشن — اک تری شکل ہے اور لاکہ ہین صورت والے

حرمتین سبکی قیامت مین تو ہی رکہے گا — عزتین سب کی ترے ہاتہ مین عزت والے

گہاؤ بندون کی کلیجون کے تو ہی بہرتا ہے — تیرے ممنون عنایت ہین جراحت والے

حسن والون کے تکبر کو مٹایا تو نے — اپنی صورت لئے بیٹہے رہے صورت والے

نا امیدی مین معاون ہے بہروسا تیرا — تیری امید پہ جیتے ہین یہ حسرت والے

طرز رحمت کی یہ ہر طرز ہے گلشن والی	رنگ قدرت کے یہ سب پھول ہیں رنگت والے

یا رب عصیان سے تو مضطر کو سبکدوشی دے
اوسکی گردن پہ بہت بوجھ ہے رحمت والے

نہ سنبھلے جسے تو سنبھالا نہ دے	اندھیرا ہے گر اوجیالا نہ دے
اندھیرے مین ہوتا رہیگا وہ یاد	مجھے شمع تربت اوجیالا نہ دے
نہ پوچھے کوئی حسن والونکی بات	محبت اگر دینے والا نہ دے
یونہین زندگانی کے گن تو لگادون	فلک مجھکو موتی کا مالا نہ دے
فلک مجھکو دوران گردش مین رکھ	نصیبون کا لیکن حوالا نہ دے
یہ ممکن نہین لینے والا نہ لے	یہ ممکن نہین دینے والا نہ دے
نہین منہ کسی کا جو کچھ کہا سکے	اگر تیری رحمت نوالا نہ دے
اگر غیر کے کاٹے تو پوچھین مزاج	تپک کا مزا کوئی چھالا نہ دے

محبت کا مضطر مزا لے لیا
برا داغ ہے حق تعالیٰ نہ دے

مرے نخل حسرت کو تو ہی ثمر دے	الٰہی آرزوؤن کی جھولی کو بھر دے
لگائی ہے کیون دیر کام دلی ثنا	جو دینا ہے دیدے جو کرنا ہو کر دے
جہان تجھکو ڈھونڈین وہین تجھکو دیکھین	الٰہی ان آنکھون کو ایسی نظر دے
صنم کی چوکھٹ پہ سر پھوڑ ڈالون	مجھے اس طرح دار سے درد سر دے

پسِ مرگ بھی میرے پہلو میں کھٹکے
تو اس دلکے بدلے اک ایسا جگر دے

مجھے خاکِ کوئی محمد عطا کر
جنہیں زر کی خواہش ہو تو اونکو زر دے

تری دین پیاری ہے اور میں گدا ہوں
یہ چھوٹا سا دامن ہے اسکو تو بھر دے

الٰہی ترا باغِ جنت بھی چھوڑا
مدینے پہونچ جاؤں اتنا تو کر دے

یہاں ٹھوکریں مفت کہاتا ہے مضطر
اوسے اپنے کوچے میں برباد کر دے

تیری الفت کا کوئی زخم جو کاری لگ جائے
پیچ یہ ہے جان ٹھکانے ہماری لگجائے

کاش تلوار ترے عشق کی کاری لگجائے
جان ہلکی ہو کوئی گھاؤ جو بھاری لگجائے

تو جو چاہے تو ابھی یاس کے کانٹے ٹوٹیں
میرے دامن سے ابھی یاد بہاری لگجائے

جیتے جی یا تو مدینے مجھے پہونچا یارب
ہو نہ ایسا تو کوئی زخم ہی کاری لگجائے

کاش دہیانوں میں ترا دہیان ہو اچھا معلوم
کاش یادوں میں تری یاد ہی پیاری لگجائے

ایکدا بارِ معاصی سے مجھے کر ہلکا
عرصۂ حشر میں یہ بوجھ نہ بھاری لگجائے

انتظامِ سفرِ ملکِ عدم کر مضطر
کہیں ایسا نہ ہو دہوکے میں سواری لگجائے

مرادوں کے پیدا سبب کر دے
تمنا نکلنے کے ڈہب کر دے

خدا ہے یہ طاقت اوسی کی تو ہے
کہ پورے مرے کام سب کر دے

جو آیا القلی پہ اوس کا جمال
فنا ایکدم سب کے سب کر دے

تصور مین اوسکے نہین بولتے
بتون نے سخن وقف رب کر دئے

ہے اللہ مضطر بڑا چارہ ساز
علاج ہجوم تعب کر دئے

سب زبانون نے کہا خالق علام تجھے
اس طرح یاد کیا ہے سحر و شام تجھے

ابتدا تو نے ہی ڈالی ہے مرے کامونکی
مین سمجھتا ہون ہر اک کام کا انجام تجھے

جب نصیبون سے کوئی کام بگڑ جاتا ہے
یاد کرتا ہے ہمارا دل ناکام تجھے

شام نے ذکر کیا جا کے سحر صبح ترا
صبح نے یاد کیا آ کے سر شام تجھے

عفو اک خاص رحیمی کی صفت ہے یارب
کیون نہ مجبور کرے اسم ترا نام تجھے

میری حسرت بھی اوسی جذبۂ موسیٰ کی طرح
کھینچ لائے گی کسی روز لب بام تجھے

دیدے میرے دل مضطر کو تسلی یارب
دیر کیا لگتی ہے دیتے ہوئے آرام تجھے

مسدس

الٰہی جوشش عشق نبی کا بول بالا ہے
خداوندا طریق عشق تو نے ہی نکالا ہے
فراق باب عالی نے پریشانی میں ڈالا ہے
تو ہی ثمرہ عطا کر نام تیرا حق تعالیٰ ہے
تری سرکار سے ملجائے جو کچھ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہوں کاسہ ہاتھ میں ارمان بیحد کا

جگر میں ٹیس ہے دل میں کھٹک ہے لب پہ نالا ہے
ترے دست کرم نے گرنیوالونکو سنبھالا ہے
فغاں نے دردمندی کا نیا رستہ نکالا ہے
ترے برتے پہ میں نے سب سے رشتہ توڑ ڈالا ہے
تری سرکار سے ملجائے جو کچھ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہوں کاسہ ہاتھ میں ارمان بیحد کا

زمانہ میں ترا رنگ چمن بندی نرالا ہے
روش کے پہلو سے نہر کا رستہ نکالا ہے
گل گلشن کو تو نے خار کے پہلو میں پالا ہے
شب تار غریباں چاہتی تیرا اوجالا ہے
تری سرکار سے ملجائے جو کچھ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہوں کاسہ ہاتھ میں ارمان بیحد کا

الٰہی میں نے جب سے ہوش دنیا میں سنبھالا ہے
زمانہ آجتک حسرت ہی حسرت میں نکالا ہے
ترے محبوب کی الفت مرے دلکا اوجالا ہے
مدینہ کی جدائی سے جگر کا زخم آلا ہے
تری سرکار سے ملجائے جو کچھ ملنے والا ہے

لیے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھ مین ارمان بیجا کا

چمن امید کا اُجڑا نہ پودے ہین نہ تھالا ہے
خیابان طرب بگڑی نہ نرگس ہے نہ لالا ہے
شجر ارمان کا ٹوٹا نہ پتے ہین نہ ڈالا ہے
زبردستی مجھے تقدیر نے کانٹون مین ڈالا ہے

تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لیے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھ مین ارمان بیجا کا

نصیبون سے مین ہون وہ تراشا جسکا رنگ کالا ہے
لب خاموش وہ ہون صوت حسرت جسکا نالا ہے
بنا ہون مین وہ قلب زار جسکی تہ مین چھالا ہے
فقط تیرے بھروسے اسقدر عرصہ نکالا ہے

تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لیے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھ مین ارمان بیجا کا

مین ہون وہ چاند جسپر گردش قسمت کا ہالا ہے
وہ آنسو ہون کہ جسکو آنکھہ نے باہر نکالا ہے
مین ہون وہ پھل کہ جسکو شاخ نے مٹی پہ ڈالا ہے
وہ گل ہون جسکو دست یاس نے برسون اچھالا ہے

تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لیے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھ مین ارمان بیجا کا

وہ چشم عشق ہون جسمین سیہ روزی کا جالا ہے
وہ نام آبرو ہون جسکو لوگون نے نکالا ہے
وہ وقت آرزو ہون جسکو بدبختی نے ٹالا ہے
وہ شمع بزم مقصد ہون جسے غربت نے ڈھالا ہے

تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لیے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھ مین ارمان بیجا کا

وہ مضطر ہون کہ جسکا رنگ بیتابی نرالا ہے
بجا ہے دل الفت مین برق کے ٹکڑے کو پالا ہے

چراغ شب ہون جسمین صبح محشر کا اوجالا ہے
خداوندا مین بندہ ہون تو میرا حق تعالیٰ ہے

تری سرکار سے ملجائے جو کچھ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھ مین ارمان بیحد کا

مخمس

خدا جو چاہے تو بٹے ہجوم رنج و ملال
خدا جو چاہے تو کاٹے زبان درد نکال

خدا جو چاہے تو پورے کرے زبانکے سوال
خدا جو چاہے تو سوکھے شجر کو کردے نہال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

خدا جو چاہے تو ٹالے بلائے رنج گران
خدا جو چاہے تو بخشے دوائے درد نہان

خدا جو چاہے تو بٹے یہ کاہش دل و جان
خدا کے حکم مین ترمیم کی کسے ہو مجال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

خدا جو چاہے تو مقصد سے کامیاب کرے
خدا جو چاہے تو دونا یہ اضطراب کرے

خدا جو چاہے تو ذرے کو آفتاب کرے
خدا جو چاہے تو تبدیل کردے شکل ہلال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال

کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

کسے خبر تھی کہ بڑھ جائیگا وقار کلیم
کسے خبر تھی کہ گلشن بنیگی نار کلیم
کسے خبر تھی کہ پھل دیگا نخل کار کلیم
کہان پہاڑ کی آگ اور کہان خدا کا جمال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

اوسی نے باغ کو رنگ بہار بخشا ہے
صدف کو اوسنے دُرِ شاہوار بخشا ہے
تمام نخل گلستان کو بار بخشا ہے
دکھا رہا ہے وہ عالم کو اپنی شان کمال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

خدا نے عالم ملک زمین کئے پیدا
خدا نے اچھون سے اچھے حسین کئے پیدا
خدا نے نقش کی خاطر نگین کئے پیدا
خدا جو چاہے سو کردے نہین کچھ اوسکو محال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

فراق مین وہی مضطر قرار دیتا ہے
سرور و عیش مین عمرین گزار دیتا ہے
ہجوم یاس مین بگڑی سنوار دیتا ہے
ہے اپنے بندونکی ہر بات کا اوسکو خیال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسدس مقطعہ

یہان سے قافلۂ عمر رواں کا جب روانا ہو — تو کیا ہو سرزمین گلشن طیبہ ٹھکانا ہو
بنے مدفن بلیسر شاہِ دین کا آستانا ہو — پئے عفوِ خطا کاری تری رحمت بہانا ہو

الٰہی اس طرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھ مین دامن محمدؐ کا

جیون جب تک سر اسکی حضوری آستانا ہو — وہین ماتھا رگڑ کر نقش قسمت آزمانا ہو
اوسی در پر تمام اس زندگی کا کارخانا ہو — نہ حسرت ہو زمانے کی نہ پر حسرت زمانا ہو

الٰہی اس طرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھ مین دامن محمدؐ کا

گنہگارون کی سر پر ابر رحمت شامیانا ہو — یہ سارا کاروان تیرے بھروسے پر روانا ہو
پئے زادِ سفر تیری عنایت کا خزانا ہو — سیہ کارون کا جلوہ دیکھتا سارا زمانا ہو

الٰہی اس طرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھ مین دامن محمدؐ کا

نہالِ لطف تیرا مرغِ دل کا آشیانا ہو — بلیسر خاص تیرے خرمنِ رحمت کا دانا ہو

طریقِ نوحہ فریاد و شادی کا ترانا ہو
خطاکاری حصولِ اجرِ بخشش کا بہانا ہو

الٰہی اسطرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھ مین دامن محمدؐ کا

لباسِ مغفرت طرزِ سیہ کاری کا پانا ہو
یہ فرقِ بندگی ہو اور تیرا آستانا ہو
اُمیدِ عفوِ عصیان تیرے آگے لیکے جانا ہو
ترے اکرام کے پردہ مین رہکر منہ چھپانا ہو

الٰہی اسطرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھ مین دامن محمدؐ کا

سرشکِ چشم تر سے شجرۂ مقصد اوگانا ہو
سرِ راہِ رضا تسلیم کی چادر بچھانا ہو
ثمر کیوا سطے نخلِ طلب مین پھول لانا ہو
سیہ کار اک طرف ہون اکطرف سارا زمانا ہو

الٰہی اسطرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھ مین دامن محمدؐ کا

سمندِ بیکسی کا تیری رحمت تازیانا ہو
یہ روحِ ناتوان مانندِ بوئے گل روانا ہو
طلب تیری قرارِ جانِ مضطر کا بہانا ہو
نتیجہ اختتامِ زندگی کا تیرا پانا ہو

الٰہی اسطرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھ مین دامن محمدؐ کا
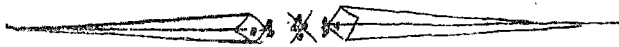
تقریظ منجانب عالیجناب نواب مرزا سلطان احمد صاحب قادیانی ممبر کونسل بہاولپور اسٹیٹ پنجاب

تقریظ نذرِ خدا

کی دل مضطر نے یہ نذرِ خدا
گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

تنقیدی رنگ مین ہمیشہ ناظرین یا نقاد - قابل معقولات اور مضامین کی وسعت عظمت تقدس حرمت اور امتیاز کو زیر نظر یا زیر بحث رکہا کرتے ہین اور انہین امور اور انہین مقامات سے مواد تنقید جمع ہوکر معرض بیان مین آتا ہے - اور انہین پر تقریظ کی وسعت اور جامعیت کا مدار ہوتا ہے - جہان ایسا ہو اور اپنی خوبیون کے اعتبار سے بجائے خود ایک امتیاز اور خصوصیت رکہتا ہو - وہان تنقید اور تقریظ بہی ایک خصوصیت رکہتی ہے ایسی صورت مین کچہہ ضرورت نہین ہوتی کہ نقاد کی جانب سے تقریظ یا تنقید کی موجہہ اور رد و کد پیش کرنے مین کوئی خاص کوشش دکہلائی جائے -

ضیائے آفتاب کا کوئی اعتراف یا اظہار کرے یا نکرے سوائے کور چشم یا کور باطن کے کون شخص اوس سے انکار کرسکتا ہے - حضرت مصطفےٰ حمہ خدالین

رطب اللسان ہون اور دلِ مضطر صدق و نیاز سے بارگاہ ایزدی ہین گلدستہ حمد پیش کرے بطور نذر کے - اور اُس مین کسی کور باطن کور چشم کو چون و چرا کا موقع مل سکے -

حضرت مضطر نے خوبیٔ قسمت سے زمین بھی وہ لی ہے جو باعتبار اپنی عظمت اور حرمت کے اپنی آپ ہی نظیر ہے ؎

قربان اس زمینِ سعادت سرشت کے	گویا کھُلے ہوئے ہین دریچے بہشت کے

خدا چاہتا ہے دلِ مضطر - اور دلِ مضطر کی کیا تمنا ہے خدائے مہربان - دلِ مضطر سے جو کچھہ نکلا اور قلم مضطر نے جو کچھہ لکھا وہ اثر اور صدق کے اعتبار سے حضرت مضطر کی خداشناسی روحانیت اور قدس طبیعت پر ایک زندہ شاہد اور برجستہ دلیل ہے -

حضرت مضطر کی سحر البیانی اور جادو طرازی تو ملک بھر مین پہلے ہی سے ایک مسئلہ مسلّمہ ہے مصرع

ہر کہ شک آرد کافر گردد

اس حمد خدا یا نذر خدا نے اوسپر اور بھی چار چاند لگا دئے - ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء

حمد وہی مقبول ہے جو دلِ مضطر سے نکلے - کلام وہی موثر اور محترم ہے جو قلب مضطر سے صفحۂ اظہار پر نقش ہو - نذر وہی مقدس ہے جو صداقت

کیسا تھ یہ دلِ مضطر پیش حضور صمدی ہو جو کلام جو الفاظ دلِ مضطر سے نکلتے ہین وہی دوسرے دلون پر اثر کرتے ہین - دلِ مضطر کی دعائین ہمیشہ اپنی تہ مین صداقت کا مادہ رکھتی ہین شعر

دیدۂ دل سے نظر کی رخِ جاناں پہ اسیر	چشمِ موسیٰ سے صفائے یدِ بیضا دیکھی

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا - نقادانِ سخن حضرت مضطر کے اسی دیوانِ حمدیہ کے حمدیہ کلام فصاحت نظام سے اِس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہین حضرتِ مضطر کی معجز بیانی پر اون کا کلام ہی مہر سلیمانی ہے - سچ ہے پیدائشی شاعرون کا کلام ہی اون کے امتیاز اور احترام پر ایک طبعی برہان ہوتا ہے - ہمین دیگر شاعرونکی عظمت سے بھی انکار نہین لیکن اصل اور نقل مین جو کچھہ فرق ہوتا ہے اُس سے بھی اعتراض نہین کیا جا سکتا یہ قول حضرت اکبر الہ آبادی ؎

سکہ ہے کھرا میرے سخن کا	سب نے اِسکو پرکھ لیا ہے

حضرتِ مضطر کا کلام معجز نظام ایک ٹکسالی کلام ہے - دیوان حمدیہ کی مبارک اشاعت کی وجہ سے - حضرتِ مضطر قابلِ مبارکباد ہین - اللہ کریم دونون جہان مین اس کا اجر دے - اور دلِ مضطر کا عجز و نیاز اور صداقت مقبول اور بارآور ہو (آمین) اور اسکی بدولت ہم ایسے قاصر اور خطا کار دل بھی نعمتِ عفوِ الٰہی سے مستفیض ہون اخیر مین ہم صدق دل سے یہ دعا بھی کرتے ہین کہ جس طرح یہ حمدیہ دیوان شرف انطباع سے مزین ہو کر بہ لباسِ نذر حمدیہ مقبولِ بارگاہ ایزدی

ہوا ہے۔ اسی طرح پر حضرت مضطر کا دوسرا کلام بھی جلد تر عالم شہود مین آکر سرورِ چشم منتظرین ہو لاریب فیہ۔ جنہین کلام مضطر کے دیکھنے اور سننے کا موقعہ ملا ہے وہ ایک دل مضطر سے اوس کے مشتاق اور جویان ہین اگرچہ حضرت مضطر کو چندان خیال نہ ہو لیکن لٹریری دنیا کیواسطے اون کے کلام معجز نظام کی ضرورت کا احساس مدتون سے ہو چکا ہے ؎

سے لیا مول کیا کلام کیا	کہکے مضطر مجھے غلام کیا

تقریظ منظوم از نتیجہ فکر عالیجناب معلی القاب نواب محمد عمر خان صاحب بہادر وفا خلف الصدق عالیجناب نواب برق الدولہ بہادر رئیس کرن۔ شاگرد رشید جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنّف دیوان "نذر خدا"

عجب حمد لکھی ہے اوستاد نے	نیا رنگ رنگ وفا اس مین ہے
نہ کچھ حسن حسن سخن پوچھیے	نئی طرز۔ طرز ادا اس مین ہے
نگارِ چمن کی روش کیا کہون	بہار چمن کی فضا اس مین ہے
کھلے جاتے ہین غنچۂ دل سبھی	عجب چلتی ہے مرق ہوا اس مین ہے

ذخیرہ ہے یہ وصفِ معبود کا — محبت مین جو کچھ کہا اس مین ہے
زبان و بیان دونون ہین لاجواب — زبان کا بیان کا مزا اس مین ہے
کہین اس مین ہے لب پہ آہ وفغان — کہین دل کے اندر دعا اس مین ہے
کہین کثرتِ جلوۂ معرفت — کہین وحدتِ کبریا۔ اس مین ہے
کہین اس مین ہے مرہم زخم دل — کہین دردِ دل کی دوا اس مین ہے
جھلکتے ہین جلوے نئی طرح کے — کوئی پردہ دارِ ردا اس مین ہے
کسی کی جھلک کی ہے اس مین جھلک — کسی کی ادا کی ادا اس مین ہے
شریعت بھی دیکھے تو کہنے لگے — طریقت۔ طریقت فزا اس مین ہے
طریقت جو دیکھے تو یون بول اوٹھے — حقیقت۔ حقیقت نما اس مین ہے
کہین انتہا ابتدا سے پڑی — کہین ابتدا انتہا اس مین ہے
یہ دیوانِ مضطر عجب چیز ہے — وفا کیا بتاؤن کہ کیا اس مین ہے

مگر بیخودی مین یہ کہنے لگون
خودی اس مین ہے اور خدا اس مین ہے

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا از نتیجہ فکر عالیجناب معلی القاب صاحبزادہ نواب محمد مصطفی علیخان صاحب بہادر شرر صوہم سکرٹری دربار رامپور شاگرد رشید جناب اعتبار الملک

خان بہادر حضرت مضطر مصنّف نذرِ خدا

خوب پھولا پھلا یہ حمد کا باغ
اس کا ہر پھول پھل ہے قابلِ دید
طبع رنگین جناب مضطر کی
قفلِ تازہ خیال کی ہے کلید
یہ مرقع ہے حق شناسی کا
کیون نہو عارفانِ حق کو عید

مصرعۂ سالِ طبع ہے یہ شہیر
حجّتِ معرفت ہے حمدِ حمید ۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا - از نتیجۂ فکر جناب منشی سید اعتبار حسین صاحب برتر خلف الصدق حضرت اعتبار الملک خان بہادر مضطر مصنّف نذرِ خدا

میرے والد ہین حضرتِ مضطر
میرے سر پر اونہین کا سایا ہے
صحنِ باغِ ثنائے باری مین
آپنے طرفہ گُل کھلایا ہے
گُل ہی وہ گُل کہ دیکھکر جس کو
داغ لالے نے دل پہ کھایا ہے
جس زمین مین اوٹھالیا ہے قلم
سر بسر آسمان - بنایا ہے
مخزنِ صد ہزار علم و کمال
یہ لقب آپ ہی نے پایا ہے

کر دیا ہے محال کو ممکن
جو نہ ہونا تھا کر دکھایا ہے

یعنی دیوانِ حمدِ نذرِ خدا
لکھ کے حسنِ ہنر دکھایا ہے

نذر بھی ہے یہ اور نام بھی ہے
کچھ عجب رنگ اس نے پایا ہے

فکرِ تاریخ جب ہوئی برتر
مجھکو ہاتف نے کہہ سنایا ہے

فکر بھی اس مین کیا ہے یون کہدے
توشۂ آخرت بنایا ہے ۱۹۱۲ء

تقریظ منظوم از نتیجۂ فکر نواب ہاشمی سید احمد حسین صاحب اختر دہلوی جنرل ٹھیکیدار گوالیار گورنمنٹ از کوٹھی تحمل منزل سیپری مقیم دیوان نذرِ خدا شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر

حضرتِ مضطر مصنف دیوان نذرِ خدا

عجب دیوان لکھا ہے مرے استاد مضطر نے
بھری ہے بیقراری اپنے دل کی جا بجا اسمین

کہین وصفِ خداوندی کا باندھا ہے سمان پورا
کہین حمدِ خداوندی کی باندھی ہے ہوا اسمین

دکھایا ہے کہین کثرت کا سیرہ طرزِ وحدت سے
دکھائی ہے کہین وحدت سے کثرت کی بنا اسمین

کہین چہرے کے ہین چھینٹے پھول پر نیرنگ قدرت کے
کہین در سا گئے توحید کی نشو و نما اسمین

پکارا ہے جہان اللہ کو دل تھام کر اپنا
نظر آتی ہے اوس موقعہ پہ یادِ خدا اسمین

چکھائی ہیں مذاقِ بیخودی کی لذتیں صد ہا
وہاں گرتی ہوئی حالت کو با تو میں سنبھالا ہے
غرض موتی جڑے ہیں تختۂ کاغذ کی سطروں میں
جو جلوہ اتفاقاً طور پر موسیٰ نے دیکھا تھا
نمک پاشِ جراحت جانگر عشق آلہی کو
وصالِ عاشق و معشوق کی تفسیر لکھی ہے
نرالے رنگ سے اللہ کو اسمیں پکارا ہے

خدا کی ہے خودی اسمیں خودی کا ہی خدا اسمیں
جہاں ڈھونڈا ہے الطافِ خدا کا آسرا اسمیں
نگینہ بن گیا ہے نقطۂ حمدِ خدا اسمیں
ورق الٹو تو دیکھو ہے وہی جلوہ بھرا اسمیں
خود اپنے واسطے طلبیار کی ہے اک دوا اسمیں
کیا ہے جسجگہہ ذکرِ محمد مصطفےٰ اسمیں
نرالی طرز کا ہے عرضِ رنگِ مدعا اسمیں

حقیقت میں یہ اختصر شانِ قدرت کا خزانہ ہے
خود اسمیں بیخودی اسمیں خودی اسمیں خدا اسمیں

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا از نتیجہ فکر جناب منشی سید رشید الزمان صاحب امید قادری ردولوی خلف جناب منشی سید ناظر حسن صاحب قادری رئیس قصبہ ردولی شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف دیوان نذر خدا

مژدہ اے اہلِ جہاں لو ہو گیا ہے جلوہ گر
یعنی اب کے چھپگیا اوستاد کا دیوانِ حمد

باہزاراں عشوہ و انداز اک ماہِ کمال
جو ہے خود اپنی نظیر اور آپ ہی اپنی مثال

کیسے کیسے پھول اوسمین حمد حق کے ہین کھلے
وجد کر اوٹھتے ہین جنکو دیکھکر اہلِ کمال

سجدہ ہو کر چرخ پر بجاتے ہین قدسی سبھی
جھوم اوٹھتا ہے مثالِ مست عرشِ ذو الجلال

عابد و زاہد کے بھی باقی نہین رہتے حواس
طائرِ بسمل کا اونکا ایک ہو جاتا ہے حال

برہمن بھی توڑ کر زنار کہہ اوٹھتا ہے حق
پھر کہان اوسکو بتانِ مہر طلعت کا خیال

عاشقونکو تو نہین رہتی ہے سدہ بدہ اور بھی
اس طرف سرگشتہ صورت اوسطرف برگشتہ حال

اہلِ دنیا کے بھی دہندے چھوٹ جاتے ہین تمام
کچھہ نہ سوچ اونکو معیشت کا نہ کچھہ فکرِ مآل

الغرض چھا جاتی ہے اک بیخودی سی ہر طرف
اس غضب کی ہے کچھہ اس دیوان مین حمدِ ذو الجلال

شاعری کہیے کہ اسکو ساحری یا معجزہ
بلکہ بڑھکر معجزے سے بھی تاثر کا ہے حال

غیرت بیچین سی ہو جاتی ہے سعدی کی روح
ہو رہی ہے ضد بہارِ بوستان وقفِ سفال

ہوتا ہے سحبان بھی اوسکو دیکھکر خجلت مین غرق
بول اوٹھتی ہے فصاحت خود کہ مین ہون بیمثال

لکھنؤ والے جتنے ہین ششدر ہین مثالِ آئینہ
فخر کرتے ہین یہان جتنے شاعر شیرین مقال

میر اگر ہوتا تو دیتا داد اس دیوان کی
اور کہتا درد بیشک ہین یہی نازک خیال

کہتا مومن بھی کہ واقع مین ہے بندش اسکا نام
اور کہہ اوٹھتا یہ ناسخ کہیے اسکو بول چال

کیون نہو ہی یہ کلام اوس شاعرِ بیمثل کا
فخر کن جسپر ہے فن ہی نازکن جسپر کمال

یعنی جو اوستاد ہے والی ملک ٹونک کا
اعتبار الملک جس کا ہے خطاب بیمثال

مین نے یہ امید سالِ طبع دیوان لکھدیا
کیسی دلکش بندشین ہین کیسی پیاری بول چال

۱۳۳۰ھ

ایضاً

اعتبار الملک مضطر کا چھپا دیوانِ حمد
اندنون جو ہے عزیزِ خاطرِ اہلِ سخن

اس انوکھی طرز مین لکھی ہے حمدِ کردگار
وجد کر اوٹھتے ہین جسکو سنتے ہی اربابِ فن

سکتہ سا ہو جاتا ہے حیرت سی اک ہو جاتی ہے
منزلِ معنی کی راہین طے ہوئی ہین وہ کٹھن

کیسی ستھری ہے زبان پاکیزہ کیسا ہے بیان
کیسی دلکش بندشین ہین طرفہ نایاب زمین

کونسی خوبی نہین ہے اوس سراپا ناز مین
دلربائی کے بھی شیوے دلبری کے بھی چلن

سامعین رہجاتے ہین دل اپنے اپنے تھام کر
ایسے ہین اشعار آہین دلکش صدرِ انجمن

عابد و زاہد و سالکِ کاملین و صوفیان
ہو رہے ہین اس بتِ رنگین ادا کے برہمن

شمع رو یہ جان سے اونکو زیادہ ہے عزیز
ہے اسی کی اونکو ہر ساعت ہر اک لحظہ لگن

زلفِ عنبر گون مضمون مین ہے نکہت اوسکو وہ
دب گئی ہے جس سے بوئے مشکِ چین مشکِ ختن

سارے ہی گلرو ہے زمانہ اس حسین کے ہین غلام
ہے گلِ زیبائے رخ کی اوسکے وہ نادر پھبن

ہین سنے یہ احمد لکھا سال اسکے طبع کا
حمدِ ربِّ ذوالمنن کی بیبدل ہے موج زن
١٣٣ھ

ایضاً

مضطرِ شیرین بیان کا چھپ گیا دیوانِ حمد
بارگاہِ خالقِ اکبر مین جو مقبول ہے

کیا ہی زینت بخش و دلکش اوسکی ہے بزمِ سخن
جسمین حمدِ حق کے چلتے ہین اچھوتے جام ہے

بادۂ عرفانِ حمدِ ایزدی ہے جوش زن
منتقی صوفی کہ زاہد جو ہے ساغر نوش ہے

رقصِ بسمل ہو رہا ہے اک عجب انداز سے
نغمہ یا ہو بپا ہر سو ہے مثلِ شور سے

غلغلہ برپا زمین سے تا فلک ہے اسطرح
از پئے دید اوترے ہین حور و ملائک یہ پئے

کام ہی کرتی نہین کچھہ عقل کیا کہیے اسے
حور یا کوئی ملک یا کونسی نایاب شئے

مین نے یہ امید سالِ طبع دیوان لکھدیا
شعر گوئے نکتہ دان کا یہ کلامِ حمد ہے
۱۳۱۱ھ

ایضاً

اعتبار الملک مضطر کا کلامِ حمدِ حق
چھپکے جب دم ہو گیا جلوہ فزا انداز سے

فکر یہ مجھکو ہوئی تاریخ اسکے طبع کی
لکھدون نایاب ایسی جو کوئی سُنے وہ داد دے

ناگہان آئی صدائے غیب کانون مین امید
لکھدو گلزارِ سخن مین گل کھلے ہین حمد کے
۱۳۳۰ھ

ایضاً

ہر ایک مشتاق کو ہو مژدہ دکھایا ہے اوس حسین نے جلوہ

ادا کا جسکی ہر اک کشتہ ہے جسکا عالم تمام والہ

جو ماہِ زیبا و بے بہا ہے۔ نرالی جسکی اک اک ادا ہے

جہان جسپر مٹا ہوا ہے - زمانہ جس کا ہے دلسے بندہ
جو جانِ عابد ہے روحِ صوفی نثار جسپر ہے متقی بہی
نبی بہی سب جسکے ہین فدائی ملک کو بہی جو ہے ایک تحفہ
جنابِ مضطر کا یعنی دیوان ہین حمد کی جسمین خوب تابان
جو نکتہ دانون کا ہے نگہدان چہپا ہے اسکے بصد سلیقہ
ہین اوسمین پاکیزہ صاف مضمون کہ جو بعینہ ہین بچشم میگون
کہ لعل و یاقوت و دُرِّ مکنون ہین اِک قرینے سے اوسمین چیدہ
ہر ایک شعر اوس کا منتخب ہے - فصیح جس کی عجب ادب ہے
مثال اُردو مین جسکی کب ہے - لطافتون کا جو ہے جریدہ
کِہلے ہین اشجارِ فکر پر کیا - گُلِ معانی نفیس و یکتا
دہنک بدایع کی جسمین زیبا بلاغت اک دل ہے جسکی والہ
کمال انوکہی زبان ہے اوسکی بیان مین بہی ہے غضب کی شوخی
نرالی اک ہین بندشین بہی کہ جن سے ہوتی ہے روح تازہ
وہ کونسا رنگ ہے نہین جو سبہی مقاصد ہین جنکو ڈہونڈہو
نہین یہ ممکن صفت بیان ہو - ہے ایسی قدرت کا وہ نمونہ
ہر ایک باتون پہ اوسکی خود ہی نگاہِ انصاف داد دیگی
چلے گی کچہہ بہی نہ حاسدونکی کسی کا کچہہ بہی نہین ہے خدشہ

امید اللہ ناچیز تھا جو ششدر کہ عیسوی سال لکھوں خوشتر
پکارا ہاتف نکالا مضطر نے حمد کا یہ طریق طرفہ ۱۹۱۲ء

ایضاً

چھپ گیا حمدیہ دیوان اندنوں
شاخسار فکر پر مضموں کے گل
کھنچتے ہیں دل خود بخود اوسکی طرف
شاعری کوئی کہے کیونکر اسے
لایق دربار حق تحفہ ہے وہ
لکھا سال عیسوی امید اللہ نے

مضطر والا گہر کا باصفا
ہیں شگفتہ اوسمیں کیا کیا دلربا
ہو رہا ہے دل سے اک عالم فدا
یہ تو کوئی واقعی ہے معجزا
نام اسی سے اوس کا ہے نذر خدا
معدن اوصاف ہے نذر خدا ۱۹۱۲ء

قطعہ تاریخ دیوان نذر خدا از نتیجہ فکر جناب منشی سید اللہ اولاد حسین صاحب سجاد ملازم محکمہ اکاونٹنٹی ریلوے پولیس ناگپور سنٹرل پراونس) شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف

دیوان نذر خدا

خواب میں ایک بزرگ نے مجھکو
کی عطا ایک پر مزا تصنیف

دیکھکر جسکو مین ہوا حیران ہوگئی مجھکو آشنا تصنیف
بیل بوٹے سرورق نازک نظر آئی تہی خوشنما تصنیف
مین یہ سمجھا کہ حال شادی ہے کسی با اقتدار کا تصنیف
کہولکر جب کتاب کو دیکھا حمد خالق تہی جابجا تصنیف
نام نذر خدا ہے نام خدا بخدا ہے وہ بیبہا تصنیف
کہین خالق کی ہے ثنا مرقوم کہین ہے نعت مصطفا تصنیف
کہین اسرار عاشق و معشوق قصۂ حسن عشق تہا تصنیف
کہین پیغام وصل دلبر کے کہین شکوہ فراق کا تصنیف
کہین شکر لبون کی شیرینی مصحف رخ کہین بنا تصنیف
کہین شوخی دیدۂ فتّان دم ابروئے کج ادا تصنیف
کارنامون مین دست و بازو کے کہین خونریزی حنا تصنیف
کہین اذکار زاہد و ناصح مے و میکش کا مشغلا تصنیف
کہین اوستاد آپ ہے جوگی کہین زلفون کا سلسلا تصنیف
سرو قمری کا تذکرہ مذکور گل و بلبل کا ماجرا تصنیف
الغرض جس کا ذکر ہے اوسمین ابتدا سے ہے انتہا تصنیف
جب مصنّف کے نام کو دیکھا ہوگئی دل کا مدعا تصنیف
میرے اوستاد کا وہ دیوان تہا نادر و خوب دلربا تصنیف

شاعروں میں ہے افتخار انہیں ۔ جو کہ ہے فخر ہے بجا تصنیف
یادگار امیر خود استاد ۔ مستند با محاورا تصنیف
ہوئے یہ بعد امیر و داغ و جلال ۔ ماہر فن فہیم با تصنیف
شاعر نامدار ہیں انکی ۔ رنگ میں اپنی ہے جدا تصنیف
صبح کو آنکھ جب کھلی میری ۔ چشم و دل میں گئی سما تصنیف
دن کو استاد کا ملا نامہ ۔ جس کا ہر ایک لفظ تھا تصنیف
اپنے سجاد کو کیا تھا رقم ۔ میرا دیوان ہو گیا تصنیف
چھپ چکا ہے وہ طبع ہونے کو ۔ ہو گی شائع یہ جا بجا تصنیف
فکر تاریخ تھی کہ کیا لکھوں ۔ میں ہوں ذرہ یہ ہے بڑا تصنیف
مبتدی ہیں وہ منتہی کا کلام ۔ میری تاریخ کیا وہ کیا تصنیف
سنکے ہاتف نے دی یہ فخر صدا ۔ ہو چکا یہ مزا ملا تصنیف

حرف منقوط میں یہ لکھ ہجری
قابل فخر ہے مرا تصنیف ۱۳۳۱ھ

دیگر

یہ نذر خدا جب بنام خدا ۔ پسندیدۂ مصطفیٰ ہو گئی
ملا سال سجاد کو عیسوی ۔ یہ نذر رسول و خدا ہو گئی ۱۹۱۲ء

دیگر بحرف منقوطہ

ہزارون ہین دیوان یہ فرد ہے
یہ تاریخ منقوطہ ہے عیسوی

جواب اس زمانے مین اسکا کہان
یہ تحفہ ہے نذر خدا اے جہان
۱۹۱۳ء

دیگر سمت ۱۹۶۹

یہ مانا ہزارون ہین دیوان حمد
یہ مضمون دیکھے نہ ابتک سنے
کہین استعارہ ہے کیا خوب ضم
فصاحت ہی صاف آپ اپنی نظیر

مگر نظم کیا اون کی ایسی ہے واہ
ہر اک بات اسکی نرالی ہے واہ
کہین کیسی تشبیہ اچھی ہے واہ
بلاغت نہین مثل رکھتی ہے واہ

یہ تاریخ سمت مین سجاد لکھے
مصنف کی تصنیف غیبی ہے واہ
سمت ۱۹۶۹

دیگر فصلی ۱۳۲۰ سنہ بہ حرف منقوطہ

چھین لیتا ہے دل جو حسن کلام
آپ کہئے تو حضرت سجاد
حرف منقوطہ مین ملا فصلی

شیوۂ دلبری اسے کہئے
دلبر شاعری اسے کہئے
تحفۂ مضطری اسے کہئے
۱۳۲۰ ف

تاریخ دیگر سنہ ۱۳۲۲ فارسی

بہ صنعت ترصیع

وہ دیوان ہوا طبع شکر خدا	کہ جس مین ہے حمد خدا بے حساب
نئی بندشین ہین نئی نظم ہے	نئی ہر غزل ہے نئی ہے کتاب
غزل مین نہین کوئی بھرتی کا شعر	مضامین اس کے ہین سب انتخاب
تصانیف مین ہے اسے امتیاز	یہ تصنیف ہے آپ اپنا جواب
عجب نام پیارا ہے اسکو ملا	کہ کہتے ہین نذر خدا شیخ و شاب
خدا نذر مقبول فرمائیگا	صلہ اس کا دینگے رسالتمآب
جو کی فکر تاریخ سجاد نے	ہوا غیب سے اوس کو تب یہ خطاب

یہ لکھ فارسی سال ترصیع مین
بدیع و بلیغ و جلی انتخاب
سنہ ۱۳۲۲ ف

تاریخ دیگر بنگلہ

سنہ ۱۳۱۹ ب

کیا لکھے سجاد اس دیوان کے وصف	بیمثال و لاجواب و بے بہا
سنہ بنگلہ مین یہ نکلا سال طبع	بے عدیل و بے نظیر و با ادا

سنہ ۱۳۱۹ بنگلہ

قطعہ دیوان نذر خدا از نتیجۂ فکر جناب منشی پنڈت شیو ناتھ صاحب سپرنٹنڈنٹ کسٹم اینڈ ایکسائز ضلع نرور گوالیار گورنمنٹ شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر

مصنّف دیوان نذر خدا

مرے کے اوستاد حضرت مضطر
نیک دل نیک نام بے ہمتا

عالم و فاضل و فہیم و ذکی
ناثر و ناظم و سخن آرا

آج ملک گوالیار مین بہی
صاحب جج یہ ہین بفضل خدا

کون واقف نہین ہے ان سے آج
سارے عالم مین ان کا ہے شہرا

طبع ہوتا ہے ان کا دیوان اب
چشمۂ فیض کا یہ ہے دریا

ہے کتاب سپہر علم و کمال
ہوتا ہے سپہری سے جلوہ نما

ہے سراسر جو اس مین بحر حقائق
شان کیونکر نہ اسکی ہو اعلی

اس سمندر کی تھاہ پائے کون
جس سے نکلے ہین سینکڑون دریا

سیر ان مین سے کیجیے جس کی
وہی دکھلائے ایک لطف نیا

ایسا اوستاد بے مثال کہان
نہ سنا ہے کہین نہ ہے دیکھا

وجد ہوتا ہے سننے والون کو
نکتہ نکتہ مین کنہ وحدت حق
جادۂ معرفت ہین سب سطرین
نظر آتا ہے نور مضمون مین
جودت طبع دیکھکر اون کی
یادگار زمان ہو یہ دیوان

کیا کلام لطیف ہے بخدا
نقطہ نقطہ مین راز قدرت کا
صفحہ ہر ایک صبح صدق وصفا
جلوۂ شاہد خیال خدا
ہوگیا حاسدون کا منہ پھیکا
ہو یہ شاکر کی مستجاب دعا

مستفیض اس سے سارا عالم ہو
ہو یہ مقبول عام "نذر خدا"

دیگر قطعہ دعائیہ از نتیجہ فکر جناب منشی پنڈت شیو ناتھ صاحب
سپرنٹنڈنٹ کسٹم اینڈ ایکسائز ضلع نرور گوالیار گورنمنٹ
شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر
مصنف دیوان نذر خدا

واہ کیا دیوان کہا ہے لاجواب
اس کا مصرع ہے ہر اک جادو بھرا

اس کا ہر اک شعر رشک بوستان
اس کا ہر اک لفظ نیر دلستان

طبع زاد مضطر عالیجناب — نکتہ بین و نکتہ سنج و نکتہ دان
فاضل و فرزانہ و یکتاے دہر — عالم مشہور و استاد جہان
یہ وہ ہین جو سینہ ہیا سرکار ہین — رتبۂ اعلی پہ ہین با عز و شان
ذات سے ان کی حجی کو ہے شرف — عدل سے ان کے رعایا شادمان
شاعری کی ان کے دم سے قدر ہے — انکے دم سے تازہ ہے اُردو زبان
ان کا ہر اک شعر تازہ پہول ہے — گلشن تحریر کے ہین باغبان
یا خدا جب تک ہین روشن ماہ و مہر — یا خدا جب تک ہے قائم آسمان
یہ رہین آباد و شاد و تندرست — فیض پائے ان سے ہر پیر و جوان

شاکر و بخستہ کو حاصل رہے
نور فیض دید استادِ جہان

قطعہ تاریخ نذر خدا از نتیجہ فکر جناب منشی سید محمد حنیف صاحب رزم بلگرامی و شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف دیوان نذر خدا

احقر نے مجھکو خط مین لکھا ہے بافتخار — اے رزم مستجاب تمہاری دعا ہوئی
نذرِ خدا" اشاعتِ پبلک مین آگیا — یہ پڑھکے میرے دلکو مسرت سوا ہوئی

اسرار جو خفی تھے وہ سب منجلی ہوئے
کیا فیضیاب دیکھ کے خلقِ خدا ہوئی

کروبیوں میں صلّی علیٰ کی پکار ہے
شکر خدا قبول یہ نذرِ خدا ہوئی

کی ان پہ درج طبع نے گوہر فشانیاں
گونگٹ سے یا عروس کوئی رونما ہوئی

تاریخ کی طرف دمِ جوش نظارگی
مائل جو اے حنیف یہ طبع رسا ہوئی

دونو الف لگا کے اوٹھے واہ وا رقم
مرغوبِ طبع ا کیسی یہ نذرِ خدا ہوئی
۱۳۲۹ھ ۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا از نتیجۂ فکر جناب منشی محمد عبد الحی صاحب شیدا صدیقی بدایونی شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف نذرِ خدا

افتخار الشعرا کا ہے کلام
کیوں نہ ہو زینت بزم توحید

سالِ تاریخ کہو اے شیدا
گلشن جنت بزم توحید
۱۳۳۰ھ

دیگر

دیکھ کر دیوان میرے اوستادِ والا قدر کا

شوقِ دلِ بیتاب ہے ذوقِ نظر قربان ہے
داد کیا بندش ہے ۔ کیا مضمون ہے کیا حسنِ کلام
کیا ہی طرزِ ادا ہے کیا نرالی شان ہے
روزمرہ شوخیاں برجستگی شستہ زبان
شاعری وہ شاعری جو شاعری کی جان ہے
راز کی پردہ سرا ہے شاہدِ حُسنِ کلام
بن سنور کے آج نکلا کیا خدا کی شان ہے
جس کو آنکھیں ڈھونڈھتی تھیں جس کی تھی دل کو طلب
آج وہ پیشِ نظر ہے آج وہ مہمان ہے
اپنے اپنے طور پر سمجھے ہیں رند و پارسا
شاعری کی شاعری ایمان کا ایمان ہے
ہو کے محبوبِ خلائق ہو کے منظورِ نظر
ہو گیا نذرِ خدا یہ بھی خدا کی شان ہے
حُسنِ رنگ آمیزیٔ گلہائے مضمون کچھ نہ پوچھ
باغبانِ گلشنِ فردوس بھی حیران ہے
اس کے قابل مصرعۂ تاریخ شیدا لکھا
رنگِ محفل اعتبار الملک کا دیوان ہے
سنہ ۱۳۱۳ھ

ایضاً

اعتبار الملک کا دیوان چھپا — کس زبان سے کیجئے اسکی صفت
فخر شاگردی کا حاصل ہے مجھے — ہیں مرے اوستاد والا منزلت
فکر تھی شیدا کو سالِ طبع کی — تھا دماغ و دل سے گرم مشورت

عیسوی تاریخ موزون ہو گئی ؛
حمد ایزد مہر چرخ معرفت
۱۹۱۲ء

ایضاً

بکھر جائے گلستان میں ہوائے نغمۂ بلبل — جچے باغ جہاں میں رنگ خوش گفتاری مضطر
بیاضِ حسن میں ہے حسن رنگ آمیزی مضمون — سن توشیح شیدا نے کہا گلکاری مضطر
۱۳۳۰ھ

ایضاً

کلامِ اعتبار الملک مضطر — بہار باغ عرفان جان توحید
کہو تم مصرعۂ تاریخ شیدا — خوشا آئینۂ کتمانِ توحید
۱۹۱۲ء

ایضاً

فزودہ باد اے تشنہ کامانِ شرابِ بیخودی — خوب جی بھر کے پیو ساقی کا اذن عام ہے

ہے کلام حضرت استاد بحر بیکران
نکتہ نکتہ اک شراب معرفت کا جام ہے

عیسوی مین مصرعۂ تاریخ شیدا نے کہا
مجلس افروز تجلی گاہ فیض عام ہے
سنہ ۱۹۱۲ء

ایضاً

خوشا رنگینی گلہائے مضمون
زہے گلدستۂ فکر دلاویز

برائے مصرعۂ تاریخ شیدا
سمند طبع را چون کرد مہمیز

بدست آمد ز باغ فکر رنگین
گل خوش رنگ گلزار طرب ریز
سنہ ۱۹۱۲ء

قطعہ تاریخ دیوان نذر خدا از نتیجۂ فکر جناب حافظ نبی محمد صاحب جوہر میلاد خوان شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف نذر خدا

صبا یہ آج ہوا کیون بند ہی ہوئی ہے تری
بلند لوینیہ تری کیون یہ شان رفعت ہے

یہ کیون زمین پہ نہین پاؤن پاؤن چلتی تو
یہ کیسی تجھکو خوشی ہے یہ کیسی نزہت ہے

ترے دماغ نے کس گل کی آج بو پائی
تری نگاہ مین کس ماہوش کیصورت ہے

یہ کسکے جلوہ نے تجھکو کیا ہے مستانہ — یہ کس کا نور تری آنکھ کی بصارت ہے

یہ کسکی شکل دلآویز دیکھلی تو نے — جو یہ خوشی ہے تجھے اسقدر مسرت ہے

کچھ ایسی باد صبا سے جو بیٹھے باتین کین — تو ہنسکے بولی کہ مجھپر خدا کی رحمت ہے

وہ گل نصیب ہوا مجھکو باغ عالم مین — کہ جس کا نور فروغ نگاہ وحدت ہے

اوسی کے جلوہ نے مجھکو کیا ہے وارفتہ — اوسکی دید سے میری یہ غیر حالت ہے

اوسکے باغ کی پھرتی ہون مین ہوا کھاتی — اوسی کا وصل مجھے دوجہان کی دولت ہے

جناب حضرت مضطر کو دیتی ہون دعا — اونہین کی ذات سے مجھکو ملی یہ راحت ہے

رہین خدا کرے دلشاد رہتی دنیا مین — کہ اونکے دم سے دل زار کو مسرت ہے

دہرا ہے نذر خدا نام اپنے دیوان کا — عجیب نام خدا آپکی طبیعت ہے

نہین ہے ایسا کوئی اور دوسرا دیوان — نظیر آپ ہی اپنا وہ فی الحقیقت ہے

ہے حرف حرف سے اوسکی خدا کی شان عیان — ورق ورق مین نمایان خدا کی قدرت ہے

نئی ادا سے نیا بانکپن دکھایا ہے — نئی ہے طرز نئے رنگ کی فصاحت ہے

عجیب بات لکھی ہے جناب مضطر نے — کہ اہل وجد کو پڑہتے ہی جسکے رقت ہے

کہو یہ مصرعۂ تاریخ اس کا اسے جوہر
نہین ہے نذر خدا یہ خدا کی رحمت ہے
۱۳۲۱ھ

دیگر

پئے نثار نگاہ شوق ہوا وہ کلام پاک — ہے جسکے ذکر پاک سے اوکا رتبہ [illegible]

جو ہر یہ عرض کر تو خدا کی جناب مین
اے خالقِ سمیع و بصیر و کرم نواز
اور اس طرح سے بارگہ کبریا مین کہہ
اے مالک و کریم و حیا ندار خضر رہ

اے نور بخش انجم و خورشید و ماہتاب
چمکا دے اور حسن بیاضِ فروغ مہ
سنہ ۱۳۳۰ھ

دیگر

شایع ہوا وہ حضرت استاد کا کلام
جوہر جو فکر سالِ اشاعت کی تھی مجھے
پھرتا تھا جس کے سننے کو ہر شخص کو بکو
اور تھی گلِ مراد کی ہر سمت جستجو

یکبارگی یہ ہاتفِ غیبی سے کان مین
آئی ندا کہ غنچۂ امید و آرزو
سنہ ۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا از نتیجۂ فکر جناب عبد الغنی صاحب ملازم رجمنٹ ترپ ہفتم گوالیار گورنمنٹ شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف

دیوان نذرِ خدا

ڈھونڈھنے والی تری نذرِ خدا
اب زمانے کی جستجو نکلی

ہر طرف تیری بات چیت چھڑی
ہر طرف تیری گفتگو نکلی

تری چاہت گلی گلی مین ہوئی
تیری اُمید کُو بکو نکلی

تری خواہش تری طلبگاری
دونون عالم مین چارسو نکلی

سبکے دلکی کلی کھلی تجھسے
تیری اُلفت کی سب مین بو نکلی

تجھسے جسم عشق مین جان پڑی
آرزو تیری آرزو نکلی

اے مرے نذر حق تری تاریخ
دل مضطر کی آرزو نکلی
۱۳۲۲ھ

دیگر

طالبو دوڑو خرید و جلد لو
حضرت مضطر کا ہے دیوان چھپا

کیون نہ یہ مقبول خاص و عام ہو
نام اس دیوان کا ہے نذر خدا

فکر جب تاریخ کی مجھکو ہوئی
غیب سے اوسوقت آئی یہ ندا

اب عشق دل کو تسلّی ہوگئی
اب علاج قلب مضطر ہوگیا
۱۳۲۲ھ

دیگر

ہوئی نذر خدا سے جسکو کچھہ دلبستگی حاصل

اوسکے واسطے بیشک بہارِ باغِ جنت ہے

غنی اس فکر مین تہا ہین کہ سالِ طبع کیا لکھون

پکارا ہاتفِ غیبی چراغِ صبحِ راحت ہے
١٩١٢ع

دیگر

چھپ گیا دیوان مرے اوستاد کا
کیون نہ ہو محبوبِ دل محبوبِ طبع

مصرعۂ تاریخ یہہ لکھو غنی
نورِ چشمِ خلق اور مرغوبِ طبع
سنہ ١٣٣٠ھ

دیگر

نذرِ خدا تو واقعی شمعِ شبِ اُمید ہے
دیکھہ تیری چمک ومک نجمِ فلک ہین منفعل
واقعی تیرا دیکھنا نورِ نگاہِ ناز ہے

نذرِ خدا تو واقعی جلتا ہوا چراغ ہے
دیکھہ کے تیری روشنی چاند کے دل پہ داغ ہے
واقعی تیری سیر مین خطِ بہارِ باغ ہے

قلبِ غنی کے واسطے تو ہے قرار کا سبب
جانِ غنی کے واسطے لطفِ بہارِ باغ ہے
سنہ ١٣٣٠ھ

دیگر

ہے تو اے نذرِ خدا محبوبِ جان محبوبِ دل
ہے تو اے نذرِ خدا محبوبِ دل محبوبِ جان

تازگی ہوتی ہے دو نو کو ترے دیدار سے	ہے تو بیشک بر ملا محبوب دل محبوب جان
جان و دل دونو کی گھر روشن ہین تیری نور سے	تو ہے دونو کی ضیا محبوب دل محبوب جان
جان بہی تیری سہارے دل بہی تیری آسرے	جان و دل کا آسرا محبوب دل محبوب جان
مصرعۂ تاریخ طبع اسطرح لکھو غنی	کیون نہو نذر خدا محبوب دل محبوب جان

قطعہ تاریخ دیوان نذر خدا از نتیجہ فکر منشی قاسم علیخان صاحب قاسم شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر

حضرت مضطر مصنّف دیوان نذر خدا

لکھا اور کر دیا نذر خدا دیوان جو مضطر نے
زمانہ مین ہوئی شہرت کہ راہ حق کا سودا ہے
نہ کانون نے سنا ایسا نہ آنکھون نے کبھی دیکھا
نرالی طرز ہے اسکی تو مضمون بھی نرالا ہے
ہر اک مصرعہ سے جاری ہین جو نہرین آب رحمت کی
ہر اک صفحے سے دیکھو موجزن عرفان کا دریا ہے
اسی مضمون مین مخفی جذب مقناطیس کو دیکھا

اسے پڑھتے ہین جب عاشق تو دل ہیطرح کہنچتا ہے
مراد دو جہان ملتی ہے ذکر حق کے کرنے سے
جسے ہوتا ہے کچھ حاصل اسی رستے سے ہوتا ہے
ہوا اعزاز حاصل ہے یہ صدقہ حمد یزدان کا
زبان پر سارے عالم مین اسی دیوان کا چرچا ہے
عجب طرز سخن ہوتی ہے ارباب فصاحت کی
بلاغت داد دیتی ہے کہ ہر اک شعر یکتا ہے
دکہائی ہے کہین کچھ بے ثباتی دار فانی کی
زمانہ کی بقا گویا مثال موج دریا ہے
کہین مضمون نرالے ہین خدا کی شان وحدت کے
پڑھو جب غور سے دیکھو کہ قدرت کا تماشا ہے
اوسی کی شان قدرت ہے کہ جسکی حمد لکھی ہے
اوسی کا فیض جاری ہے کہ وہ فیاض یکتا ہے
بنایا گلشن وحدت سے گلدستہ فصاحت کا
چمن نذر خدا کا شکر ہے کیا خوب پہولا ہے
اگر کچھ مدح سے کہتا ہون شریعت مانع آتی ہے
سنبہلنا شوق دل راز حقیقت دیکھ کہلتا ہے

بس اسکو یونہی رہنے دے کہ گنجینہ ہے وحدت کا
ہے قاسم مسئلہ نازک بیان چپ رہنا زیبا ہے
لکھوں تاریخ اسکی فکر جب لاحق ہوئی قاسم
تو اک شوقِ دل سے ہاتفِ غیبی سناتا ہے
قبولِ خالقِ یکتا ہوا یہ حمد یہ مضطر کا
جو اوس نے ذوقِ دل سے حمد مین دیوان لکھا ہے
ملائک ذکرِ حق مین عرش پہ یہ حمد پڑھتے ہین
خدا کی شان مین حورون کا بھی یہ ہی وظیفا ہے
دماغ قدسیان بھی ہے معطر اس کی خوشبو سے
بہارِ گلشن توحید اب سے کہئے تو زیبا ہے
۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ دیوانِ نذرِ خدا - از نتیجہ فکر جناب منشی عنایت علی صاحب عاشق گوالیاری شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف دیوانِ نذرِ خدا

واقعی نذرِ خدا تو نذرِ حق ہے بیگمان
واقعی تیری ادا ہے اک ادائے دلفریب
واقعی ہے شان تیری ایک شانِ لاجواب
واقعی تیرا بیان ہے ایک بیانِ لاجواب

تیری ہر ہر بات فخرِ مہ جبینانِ جہان
تیرا ہر ہر حرف رشکِ گلرخانِ لاجواب

تیرا ہر انداز اک اندازِ معشوقانہ ہے
تیری ہر اک داستان ہے داستانِ لاجواب

سامنے تیرے خجل ہین گلبدن گل پیرہن
تیرے آگے منفعل ہین شاہدانِ لاجواب

تو ہی کچھ دیگا تسلّی جانِ مضطر کو مری
تو کریگا چارۂ دردِ نہانِ لاجواب

اہلِ بینش کیلئے تو ہے فضائے کوہِ طور
اہلِ دانش کیلئے تو ایک کانِ لاجواب

حضرتِ مضطر کی دستِ جود و بخشش کے سبب
مجھکو حاصل ہوگئی یہ عزّ و شانِ لاجواب

واہ رے اوستاد تمکو آفرین صد آفرین
خوب لکھّی ہے یہ تمنے داستانِ لاجواب

ہے بیانوں مین تمہارا ہی بیانِ بے مثال
ہے زبانوں مین تمہاری ہی زبانِ لاجواب

ہر ادا دل کھینچنے والی ہے اس دیوان کی
دل لبھانے والا اس کا ہر بیانِ لاجواب

دیکھلے اس کو تو اسکندر بھی آئینہ سے بنے
بھول جائے اپنی ساری داستانِ لاجواب

سن لے یہ نالے تو بلبل چہچہانا بھولجائے
دم بخود رہجائے سُنکر یہ فغانِ لاجواب

قلبِ مضطر کے لئے وجہ تسلی ہے یہی
جانِ عاشق کیلئے ہے ارمغانِ لاجواب
سنہ ۱۳۰۰ھ

قطعہ تاریخ نذرِ خدا از نتیجۂ فکر جناب منشی محمد بدر الحسن صاحب بدایونی شاگرد جناب شیدا بدایونی – المتخلص بہ بدر

نہیں یہ مضامین پیراستہ
انہیں تم تو حوروں کی تخصیل کہو

اگر فکر ہے سال تاریخ کی
تو اے بدر خمخانۂ دل کہو
۱۳۰۱ھ

دیگر

کلامِ افتخارِ شاعران ای بدر گر دیکھین
یقیناً فخرِ گیتی اسکو اہلِ دید کہہ نکلین

مئے وحدت کے متوالے جو دیکھین چشمِ حق بین سے
بیاضِ دیدۂ آئینۂ توحید کہہ نکلین
۱۳۰۱ف
۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ دیوانِ نذرِ خدا از نتیجۂ فکر جناب منشی واحد علی
صاحب آزاد جنرل مرچنٹ لشکر گوالیار

قطعہ

کتنی جلدی ہوا عزیزِ جہان
مرحبا کیا کلام مستطر ہے

فکرِ تاریخ جب ہوئی مجھکو
کہا ہاتف نے کیون مکدر ہے

فکرِ عقبیٰ کی ہے تو اے آزاد
توشۂ آخرت میسر ہے

تقریظ منظوم از نتیجۂ فکر عالیجناب نواب محمد مظفر علی خان صاحب ناکام رئیس مراد آباد - شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف

دیوان نذرِ خدا

میرے اوستاد کا دیوان چھپا ہے ناکام
جسکو سب اہلِ جہان "نذرِ خدا" کہتے ہین

جن کے دل دردِ محبت سے دکھے ہین برسون
وہ اِسے کاہشِ پنہان کی دوا کہتے ہین

گرمیِ سوزِ تپِ عشق کے سب جلنے والے
اِسکو جنت کے گلستان کی ہوا کہتے ہین

نزعِ ناکامیِ حسرت کے سسکنے والے
بیگمان نسخۂ درمانِ شفا کہتے ہین

جن کے دل اوٹھ گئے دنیا سے وہ سب اہلِ خیال
اس کو عقبےٰ کے نتیجہ کا مزا کہتے ہین

نغمۂ وحدتِ معبود سنا جاتا ہے
سب اسے عالمِ عرفان صدا کہتے ہین
جلوۂ معنیٔ برحق پہ نظر ہے ہم کو
ہم تو ناکام اسے شانِ خدا کہتے ہین

قطعہ من تصنیف جناب اعتبار الملک خان بہادر
حضرت مضطر اقتدار جنگ ڈسٹرکٹ جج و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ
درجہ اول گوالیار گورنمنٹ مصنّف دیوان نذر خدا

گلشنِ عالم سے مضطر جانے والے جب گئے
اونمین ایسے بہی بہت تھے جو وفا لیکر چلے
اور ایسے بہی بہت تہے جو وفورِ شوق سے
جان دیکر ذوق دیدِ کبریا لیکر چلے
اور ایسے بہی بہت تھے جو بدرگاہِ خدا
اس جہان سے شکوہ جورِ قضا لیکر چلے
اِن مین ایسے بہی بہت تھے جو وفورِ یاس سے
اپنی ناکامی کا غم بے انتہا لیکر چلے

کچھہ سبھی ایسے نہین تھے بلکہ کچھہ ایسے بہی تہے
اپنی بخشش کو جو زہد و اتقا لیکر چلے
بلکہ کچھہ ایسے بہی تھے جو اپنی عمر مین کاٹ کر
توشۂ طرز عبادت پر بلا لیکر چلے
کچھہ سبھی ایسے نہین تھے بلکہ کچھہ ایسے بہی تھے
اپنے سینہ مین جو قلب حق نما لیکر چلے
اور بہت ایسے بہی تھے جو اپنے قلب زار کو
یادگار خنجر جور و جفا لیکر چلے
اون مین کچھہ ایسے بہی تھے جو اس جہان سے مرتے دم
اپنے دل مین داغ جور اقربا لیکر چلے
بلکہ کچھہ ایسے بہی تھے جو چہوٹے بچے چہوڑ کر
صدمۂ اہل و عیال بینوا لیکر چلے
اور کچھہ ایسے بہی تھے جو رسم و راہ عشق مین
دل مین پنہان داغ وصل دلربا لیکر چلے
کچھہ سبھی ایسے نہین تھے بلکہ کچھہ ایسے بہی تہے
جو یہان سے زندگانی کا مزا لیکر چلے
اور کچھہ ایسے بہی تھے جو آتے ہی رخصت ہوئے

اس چمن سے حسرتِ نشو و نما لیکر چلے

اونمیں ایک ہم بھی تھے مضطر بادلِ زار و نزار

پوچھنے والے نے پوچھا آپ کیا لیکر چلے

ہم نے دامانِ کفن سے تب نکالی اک کتاب

اور کہا لو دیکھ لو "نذرِ خدا" لیکر چلے

بالخیر

اشتہار

نیاز مصطفیٰ

شائقین کو مژدہ ہو کہ دیوان نعتیہ الموسوم بہ "نیاز مصطفیٰ"
مصنفہ جناب خان بہادر اعتبار الملک حضرت مضطر
خیر آبادی جج و مجسٹریٹ ضلع نرور علاقہ گوالیار گورنمنٹ زیر طبع
ہے جس کی قیمت عہ رکھی گئی ہے۔ شائقین کو چاہیے کہ
درخواست خریداری دیوان ہذا بہت جلد بھیجیں ورنہ طبع
ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ فقط۔

المشتہر

سید احمد حسین احقر دہلوی جنرل ٹھیکیدار گوالیار گورنمنٹ
کوٹھی تجمل منزل سیپری علاقہ ریاست گوالیار